انوار الاسلام

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا
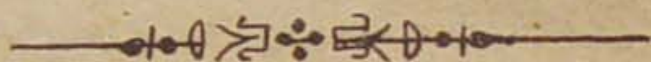
انوار الاسلام
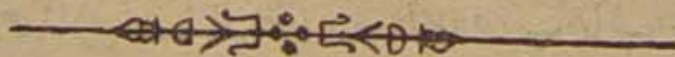
پنجاب پریس سیالکوٹ میں خاکسار غلام قادر فصیح کے اہتمام سے چھپا

تعداد اشاعت (۵۰۰)

عجیب و غریب مذہبی کتابیں

جو

جناب حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود رئیس

قادیاں ضلع گورداسپور سے مل سکتی ہیں

براہین احمدیہ جلد چہارم - مذاہب باطلہ کی تردید اور اسلام کی تصدیق میں عجیب و غریب کتاب قی
آئینہ کمالات اسلام معہ تبلیغ - اسلام کی زندہ خوبیوں اور دائمی برکات کی بحث میں بے نظیر مبسوط کتا
ہے (عہ)

شہادۃ القرآن علی نزول المسیح الموعود فی آخر الزمان - اسمیں قرآن کریم اور احادیث کی عجیب توفیق
تطبیق سے اپنے مسیح موعود ہونیکا ثبوت دیا ہے (۶۰) **سرمہ چشم آریہ** اسم بامسمی لاجواب انعامی ک
ایک مشہور آریہ سے مباحثہ جسمیں قدوم وحدوث مادہ عالم پر لطیف بحث کی ہے اور بالخصوص مسئلہ تن
کی بے نظیر اور اعجازی تردید - قانون قدرت کی ماہیت - اسلام کی زندہ خوبیوں کی بشارت اور جواب لکھ
کو پانچسو روپیہ نقد انعام کا وعدہ دیا ہے پانچسو روپیہ کا انعام کتاب کے مضامین و براہین کے عدیم
ہونیکا بے نظیر ثبوت ہے (عہ) **فتح اسلام** خدا تعالی کی تجلی خاص کی بشارت اور اسکے پیروؤں
راہوں اور انکی تائید کے طریقوں کیطرف دعوت (۴۰) **توضیح المرام** اپنے ادعا مسیح الموعود پر لطیف
نزول ملایکہ کی حقیقی اور واقعی کیفیت بعض سورہ ہائے قرانی کی حیرت انگیز اعجازی تفسیر - (۴۰) (
برکات الدعا - سر سید احمد خان کے رسالہ استجابت دعا کا لاجواب جواب اور اصول تفسیر پر لی
تحفہ بغداد نہائت دل کش عبارت میں ایک عجیب مکتوب بغدادی عالم کے جواب میں (
نور الحق ہر دو حصص - پادری عماد الدین امرتسری کے توزین الاقوال کا جواب لاجوا
اپنے دعوی کی صداقت میں سماوی شہادت - بکفرین پر اعجازی تحریر سے اتمام حجت بوعدۂ ال
پانچہزار روپیہ شایع ہوا ہے **اتمام الحجۃ** مولوی رسل بابا امرتسری کے الہام الصحیح کی تنقیح ا
وفات مسیح کی توضیح کتاب اللہ سے کی گئی ہے اور ان کے موہوم دلایل و انعام کی قلعی کھولی -
قابل دید ہے (۳) **کرامات الصادقین** قیمت (عصہ) **سچائی کا اظہار** قیمت (حجۃ الا

ہم مسیحم و ہم بہر دوستر · کسی خاک در پیش خاکسار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فتح اسلام

لن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا :

واضح ہو کہ وہ پیشگوئی جو امرتسر کے عیسائیون کے ساتھ مباحثہ ہو کر ۵ جون ۱۸۹۳ء مین کیگئی تہی جسکی آخری تاریخ ۵ ستمبر ۱۸۹۳ء تہی وہ خدا تعالی کے ارادہ اور حکم کے موافق ایسے طور سے اور ایسی صفائی سے **میعاد کے اندر پوری** ہوگئی کہ ایک منصف اور دانا کو بجز اسکے ماننے اور قبول کرنیکے کچھ بن نہین پڑتا۔ ہان ایک متعصب اور احمق یا جلدباز جوان واقعات اور حوادث کو یکجائی نظر سے دیکھنا نہین چاہتا جو پیشگوئی کے بعد فریق مخالف مین ظہور مین آئی. اور الہامی الفاظ کی پیروی نہین کرتا بلکہ اپنے دل کی آرزون کی پیروی کرتا ہے اسکی مرض نادانی لاعلاج ہے اور اگر وہ ٹہوکر کہائے تو اسکی پست فطرتی اور حمق اور سادہ لوحی اُسکا موجب ہوگی ورنہ کچھ شک نہین کہ **فتح اسلام** ہوئی اور عیسائیون کو ذلت اور ہاویہ نصیب ہوگیا پیشگوئی کے الفاظ یہ تہے کہ دونون فریقون مین سے جو فریق عمداً جہوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ اِنہین دنون مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لیکر یعنی ۱۵ ماہ تک ہاویہ مین گرایا جاویگا اور اسکو سخت ذلت پہنچیگی بشرطیکہ حق کیطرف رجوع نکرے اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اُسکی اُس سے عزت ظاہر ہوگی اور اسوقت جب پیشگوئی ظہور مین آئیگی بعض اندہے سوجاکہے کئے جاوینگے اور بعض لنگڑے چلنے لگین گے اور بعض بہرے سننے لگینگے

اب یاد رہے کہ پیشگوئی مین فریق مخالف کے لفظ سے جس کے لئے ہاویہ یا ذلت کا وعدہ تہا ایک گروہ

ہے جو اس بحث سے تعلق رکہتا تہا خواہ خود بحث کرنیوالا تہا یا معاون یا حامی یا سرگروہ تہا ہان مقدم سب

ڈپٹی عبد اللہ آتہم تہا کیونکہ وہی دوسرے عیسائیون کیطرف سے منتخب ہوکر پندرہ دن جہگڑتا رہا مگر درحقیقت

اس لفظ کے حصہ دار دوسرے معاون اور محرک اور اُن کے سرگروہ بہی تہے کیونکہ عرفا فریق اس تمام گروہ کا نام

جو ایک کام بالمقابل کرنیوالا یا اُس کام معاون یا اسکام کا بانی یا مجوز یا حامی ہو اور پیشگوئی کی کسی عبارت مین

لکہا گیا کہ فریق سے مراد صرف عبد اللہ آتہم ہے ہان مینے جہانتک الہام کے معنی سمجہے وہ یہ ہے

جو شخص اس فریق مین سے بالمقابل باطل کی تائید مین بنفس خود بحث کرنیوالا ہے اسکے لئے ہاویہ سے مر

سزائے موت ہی لیکن الہامی لفظ صرف ہاویہ ہے اور ساتھ یہ بہی شرط ہی کہ حق کیطرف رجوع کرنیوالا نہ

اور حق کیطرف رجوع نہ کرنے کی قید ایک الہامی شرط ہے جیساکہ مینے الہامی عبارت مین صاف لفظون مین

اس شرط کو لکہا تہا اور یہ بات بالکل سچ اور یقینی اور الہام کے مطابق ہے کہ اگر مسٹر عبد اللہ کا دل جیسا

پہلے تہا ویسا ہی توہین اور تحقیر اسلام پر قایم رہتا اور اسلامی عظمت کو قبول کرکے حق کیطرف رجوع کرنیکا کوئی حصہ

نہ لیتا تو اسی میعاد کے اندر اُسکی زندگی کا خاتمہ ہوجاتا لیکن خداتعالی کے الہام نے مجہے جتلا دیا کہ ڈپٹی عبد اللہ آتہم نے اسلام

کی عظمت اور اُسکی رعب کو تسلیم کرکے حق کیطرف رجوع کرنیکا کسیقدر حصہ لیلیا جس حصہ نے اُسکے وعدہ

اور کامل طور کے ہاویہ مین تاخیر ڈالدی اور ہاویہ مین تو گرا لیکن اُس بڑے ہاویہ سے تہوڑے دنون کے لئے بچ گیا

جسکا نام موت ہے اور یہ ظاہر ہے کہ الہامی لفظون اور شرطون مین سے کوئی ایسا لفظ یا شرط نہین

جو بے تاثیر رہ جاتا جسکا کسیقدر موجود ہوجانا اپنی تاثیر پیدا نہ کرے لہذا ضرور تہا کہ جسقدر مسٹر عبد اللہ آتہم کے دل

حق کی عظمت کو قبول کیا اُسکا فایدہ اُسکو پہنچ جائے سو خداتعالی نے ایسا ہی کیا اور مجہے فرمایا اطلع اللہ علی

ھمہ وغمہ ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا ولا تعجبوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین وبعزتی

وجلالی انک انت الاعلی ونمزق الاعداء کل ممزق ومکر اولئک ھو یبور انا نکشف السر

عن ساقہ یومئذ یفرح المومنون ثلۃ من الاولین وثلۃ من الاخرین وھذہ تذکرہ فمن شاء اتخذ الی

ربہ سبیلا ترجمہ یہ ہے کہ خداتعالی نے اسکے ہم وغم پر اطلاع پائی اور اسکو مہلت دی جبتک کہ وہ

بیباکی اور سخت گوئی اور تکذیب کیطرف میل کرے اور خداتعالی کے احسان کو بہلا دے (یہ معنی فقرہ مذکورہ کے

تفہیم الہی سے ہین) اور پہر فرمایا کہ خداتعالی کی یہی سنت ہے اور تو ربانی سنتون مین تغیر اور تبدل نہین پائیگا

اس فقرہ کے متعلق یہ تفہیم ہوئی کہ عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ وہ کسی پر عذاب نازل نہیں کرتا جبتک ایسے
کامل اسباب پیدا نہ ہو جائیں جو غضب الٰہی کو مشتعل کریں اور اگر دل کے کسی گوشہ میں بھی کچھ خوف الٰہی مخفی ہو اور کچھ
دھڑکہ شروع ہو جائے تو عذاب نازل نہیں ہوتا اور دوسرے وقت پر جا پڑتا ہے اور پھر فرمایا کہ کچھ تعجب کرو اور غمناک
مت ہو اور غلبہ تمہیں کو ہے اگر تم ایمان پہ قایم رہو یہ اس عاجز کی جماعت کو خطاب ہے اور پھر فرمایا کہ مجھے میری
عزت اور جلال کی قسم ہے کہ تو ہی غالب ہے یہ اس عاجز کو خطاب ہے اور پھر فرمایا کہ ہم دشمنوں کو پارہ پارہ کر دینگے
یعنی انکو ذلت پہنچیگی اور انکا کر ہلاک ہو جائیگا - اسمین یہ تفہیم ہوئی کہ تم ہی فتحیاب ہو نہ دشمن اور خدا تعالیٰ بس نہیں کریگا
اور باز نہ آئیگا جبتک دشمنوں کے تمام مکروں کی پردہ دری نہ کرے اور ان کے مکر کو ہلاک کر دے یعنی جو مکر بنایا گیا
اور مجسم کیا گیا اسکو توڑ ڈالیگا اور اسکو مردہ کر کے پھینک دیگا اور اسکی لاش لوگوں کو دکھا دیگا اور پھر فرمایا کہ ہم اصل
بھید کو اسکی پنڈلیوں سمیت ننگا کر کے دکھا دینگے یعنی حقیقت کو کھول دینگے اور فتح کے دلایل بینہ ظاہر کرینگے
اور اس دن مومن خوش ہونگے پہلے مومن بھی اور پچھلے مومن بھی - اور پھر فرمایا کہ وجہ مذکورہ سے عذاب موت کی
تاخیر ہماری سنت ہی جسکو ہمنے ذکر کر دیا اب جو چاہے وہ راہ اختیار کرلے جو اسکے رب کیطرف جاتی ہے -
اسمین بدظنی کرنیوالوں پر زجر اور ملامت ہے اور نیز اسمین یہ بھی تفہیم ہوئی ہے کہ جو سعادتمند لوگ ہیں اور جو خدا ہی
کو چاہتے ہیں اور کسی بخل اور تعصب یا جلدبازی یا سوء فہم کے اندھیرے میں مبتلا نہیں وہ اس بیان کو قبول
کرینگے اور تعلیم الٰہی کے موافق اسکو پائینگے لیکن جو اپنے نفس اور اپنی نفسانی ضد کے پیرو یا حقیقت شناس
نہیں وہ بیباکی اور نفسانی ظلمت کیوجہ سے اسکو قبول نہیں کرینگے -

الہام الٰہی کا ترجمہ معہ تفہیمات الٰہیہ کے کیا گیا جسکا ماحصل یہی ہے کہ قدیم سے الٰہی سنت
اسیطرح پر ہے کہ جبتک کوئی کافر اور منکر نہایت درجہ کا بیباک اور شوخ ہو کر اپنے ہاتھ سے اپنے لئے اسباب ہلاکت
پیدا نہ کرے تبتک خدا تعالیٰ تعذیب کے طور پر اسکو ہلاک نہیں کرتا اور جب کسی منکر پر عذاب نازل ہونیکا وقت آتا ہی
تو اسمین وہ اسباب پیدا ہو جاتے ہیں جنکی وجہ سے اسپر حکم ہلاکت لکھا جاتا ہے عذاب الٰہی کے لئے یہی قانون قدیم
ہے اور یہی سنت مستمرہ اور یہی غیر متبدل قاعدہ کتاب الٰہی نے بیان کیا ہے - اور غور کرنے سے ظاہر ہوگا کہ جو
مسٹر عبداللہ آتھم کے بارہ میں بنزول ہاویہ کے بارہ میں الہامی شرط تھی وہ درحقیقت اسی سنت اللہ کے مطابق
ہے کیونکہ اسکے الفاظ یہ ہیں کہ **بشرطیکہ حق کیطرف رجوع نہ کرے** لیکن مسٹر عبداللہ آتھم نے اپنی
مضطربانہ حرکات سے ثابت کر دیا کہ اس نے اس پیشگوئی کو تعظیم کی نظر سے دیکھا جو الہامی طور پر اسلامی صداقت

کی بنیاد پر کیگئی تہی اور خدا تعالی کے الہام نے بہی مجہہ کو یہی خبر دی کہ ہمنے اُسکے ہم اور غم پر اطلاع پائی یعنے وہ
اسلامی پیشگوئی سے خوفناک حالتمین پڑا اور اُسپر رعب غالب ہوا اوس نے اپنے افعال سے دیکہا دیا کہ اسلامی پیشگوئی
کا کیسا ہولناک اثر اُسکے دل پر ہوا اور کیسی اسپر گہبراہٹ اور دیوانہ پن اور دل کی حیرت غالب آگئی اور کیسی الہامی
پیشگوئی کے رعب نے اُسکے دل کو ایک کچلا ہوا دل بنا دیا یہانتک کہ وہ سخت بیتاب ہوا اور شہر بشہر اور ہر یک
جگہ ہراسان اور ترسان پہرتا رہا اور اس مصنوعی خدا پر اُسکا توکل نہ رہا جسکو خیالات کی کجی اور ضلالت کی تاریکی
نے الوہیت کی جگہ دے رکہی ہے وہ کتون سے ڈرا اور سانپون کا اسکو اندیشہ ہوا اور اندر کے مکانون سے بہی
اسکو خوف آیا۔ اسپر خوف اور وہم اور دلی سوزش کا غلبہ ہوا اور پیشگوئی کی پوری ہیبت اسپر طاری ہوئی اور
وقوع سے پہلے ہی اُسکا اثر اُسکو محسوس ہوا اور بغیر اسکے کہ کوئی امرت سر سے اُسکو نکالے آپ ہی ہراسان اور
ترسان اور پریشان اور بیتاب ہوکر شہر بشہر بہاگتا پہرا اور خدا نے اُسکے دل کا آرام چہین لیا اور پیشگوئی سے
سخت متاثر ہوکر سراسیمون اور خوف زدون کی طرح جابجا بہٹکتا پہرا اور الہام الہی کا رعب اور اثر اُسکے دل پر
ایسا مستولی ہوا کہ اُسکی راتین ہولناک اور دن بیقراری سے بہر گئے اور حق کی مخالفت کیحالت مین جو جو
سوزشتین اور قلق اس شخص پر وارد ہوتا ہے جو یقین رکہتا ہے یا ظن رکہتا ہے کہ شاید عذاب الہی نازل ہوجائے
یہ سب علامتین اُسمین پائی گئین اور وہ عجیب طور پر اپنی بے چینی اور بے آرامی جابجا ظاہر کرتا رہا اور خدا تعالی
نے ایک حیرت ناک خوف اور اندیشہ اُسکے دل مین ڈالدیا کہ ایک پات کا کہڑکا بہی اُسکے دل کو صدمہ پہنچاتا
رہا اور ایک کتے کے سامنے آنے سے بہی اُسکو ملک الموت یاد آیا اور کسی جگہ اسکو چین نہ پڑا اور ایک سخت
ویرانے مین اُسکے دن گذرے اور سراسیمگی اور پریشانی اور بیتابی اور بیقراری نے اُسکے دل کو گہیر لیا۔
اور ڈرانیوالے خیال رات دن اُسپر غالب رہے اور اُسکے دل کے تصورون نے عظمت اسلامی کو دیکہا
بلکہ قبول کیا اِسلئے وہ خدا جو رحیم و کریم اور سزا دینے مین دہیما ہے اور انسان کے دل کے خیالات کو
جانچتا اور اُسکے تصورات کے موافق اُس سے عمل کرتا ہے اُس نے اسکو اس صورت پر پایا جس صورت
مین فی الفور کامل ہاویہ کی سزا یعنے موت بلا توقف اسپر نازل ہوتی اور ضرور تہا کہ وہ کامل عذاب اُسوقت تک تہما
رہے جبتک کہ وہ بیباکی اور شوخی سے اپنے ہاتہہ سے اپنے لئے ہلاکت کے اسباب پیدا کرے اور الہام
الہی نے بہی اسیطرف اشارہ کیا تہا کیونکہ الہامی عبارت مین شرطی طور پر عذاب موت کے آنیکا وعدہ تہا
نہ مطلق بلا شرط وعدہ لیکن خدا تعالی نے دیکہا کہ مسٹر عبداللہ آتہم نے اپنے دل کے تصورات سے اور اپنے

افعال سے اور اپنے حرکات سے اور اپنے خوف شدید سے اور اپنے ہولناک اور ہراسان دل سے عظمت
اسلامی کو قبول کیا اور یہ حالت ایک رجوع کرنے کی قسم ہے جو الہام کے استثنائی فقرہ سے کسیقدر
تعلق رکہتی ہے کیونکہ جو شخص عظمت اسلامی کو رد نہین کرتا بلکہ اُسکا خوف اُسپر غالب ہوتا ہے وہ ایک طور
سے اسلام کیطرف رجوع کرتا ہے اور اگرچہ ایسا رجوع عذاب آخرت سے بچا نہین سکتا مگر عذاب دُنیوی مین
بیباکی کے دنون تک ضرور تاخیر ڈال دیتا ہے یہی وعدہ قرآن کریم اور بیبل مین موجود ہے اور جو کچہ ہمنے
مسٹر عبد اللہ آتہم کی نسبت اور اس کے دل کی حالت کے بارہ مین بیان کیا یہ باتین بے ثبوت نہین
بلکہ مسٹر عبد اللہ آتہم نے اپنے تئین سخت مصیبت زدہ بنا کر اور اپنے تئین شداید غربت مین ڈال کر
اور اپنی زندگی کو ایک ماتمی پیرایہ پہنا کر اور ہر روز خوف اور ہراس کی حرکات صادر کرکے اور ایک دنیا کو
اپنی پریشانی اور دیوانہ پن دکہلا کر نہایت صفائی سے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ اُسکے دل نے
اسلامی عظمت اور صداقت کو قبول کر لیا کیا یہ بات جہوٹ ہے کہ اُس نے پیشگوئی کے **رُعبناک**
مضمون کو پورے طور پر اپنے پر ڈال لیا اور جسقدر ایک انسان ایک سچی اور واقعی بلا سے ڈر سکتا
ہے اسیقدر وہ اِس پیشگوئی سے ڈرا اسکا دل ظاہری حفاظتون سے مطمئن نہ ہو سکا اور حق کے رعب نے
اُسکو دیوانہ سا بنا دیا سو خدا تعالی نے نہ چاہا کہ اسکو ایسی حالت مین ہلاک کرے کیونکہ یہ اسکے قانون قدیم
اور سنت قدیمہ کے مخالف ہے اور نیز یہ الہامی شرط سے مغایر اور برعکس ہے اور اگر الہام اپنی شرائط کو چہوڑ کر
اور طور پر ظہور کرے تو گو جاہل لوگ اس سے خوش ہون مگر ایسا الہام الہام الہی نہین ہو سکتا اور یہ غیر
ممکن ہے کہ خدا اپنی قرارداده شرطون کو بہول جائے کیونکہ شرائط کا لحاظ رکہنا صادق کے لئے ضروری
ہے اور خدا اصدق الصادقین ہے۔ ہان جبوقت مسٹر عبد اللہ آتہم اس شرط کے نیچے سے اپنی تئین
باہر کرے اور اپنے لئے اپنی شوخی اور بیباکی سے ہلاکت کے سامان پیدا کرے تو وہ دن نزدیک آجائین گے
اور سزائے ہاویہ کامل طور پر نمودار ہوگی اور پیشگوئی عجیب طور پر اپنا اثر دکہائے گی۔

اور توجہ سے یاد رکہنا چاہئے کہ ہاویہ مین گرائے جانا جو اصل الفاظ الہام ہین وہ عبد اللہ آتہم
نے اپنے ہاتہ سے پورے کئے اور جن مصائب مین اُس نے اپنے تئین ڈال لیا اور جس طرز سے مسلسل
گہبراہٹون کا سلسلہ اُسکے دامنگیر ہوگیا اور ہول اور خوف نے اُسکے دل کو پکڑ لیا یہی **اصل ہاویہ**
تہا اور سزا موت اُسکے کمال کے لئے ہے جسکا ذکر الہامی عبارت مین موجود ہی نہین بیشک

یہ مصیبت ایک ہاویہ تھا جسکو عبداللہ آتھم نے اپنی حالت کے موافق بھگت لیا لیکن وہ بڑا ہاویہ جو موت سے تعبیر کیا گیا ہے اسمین کسیقدر مہلت دی گئی کیونکہ حق کا رعب اُنہونے اپنے سر پر لیلیا اِسلئے وہ خدا تعالے کی نظر مین اُس شرط سے کسیقدر فایدہ اُٹھانیکا مستحق ہوگیا جو الہامی عبارت مین درج ہے اور ضرور ہے کہ ہر ایک امر کا ظہور اُسی طور سے ہو جس طور سے خدا تعالی کے الہام مین وعدہ ہوا اور مین یقین رکہتا ہون کہ اِس ہمارے بیان مین وہی شخص مخالفت کریگا جسکو مسٹر عبداللہ آتھم کے ان تمام واقعات پر پوری اطلاع نہوگی اور یا جو تعصب اور بخل اور سیہ دلی سے حق پوشی کرنا چاہتا ہے۔

اور اگر عیسائی صاحبان اب بہی جہگڑین اور اپنی مکارانہ کار روائیون کو کچہہ چیز سمجہین یا کوئی اور شخص اسمین شک کرے تو اِس بات کے تصفیہ کیلئے **کہ فتح کس کو ہوئی** آیا اہل اسلام کو جیسا کہ حقیقت ہے یا عیسائیون کو جیسا کہ وہ ظلم کے راہ سے خیال کرتے ہین تو مین اُنکی پردہ دری کے لئے مباہلہ کے لئے طیار ہون اگر وہ دروغگوی اور چالاکی سے باز نہ آئین تو مباہلہ اِس طور پر ہوگا کہ ایک تاریخ مقرر ہو کر ہم فریقین ایک میدان مین حاضر ہون اور مسٹر عبداللہ آتہم صاحب کھڑے ہو کر تین مرتبہ ان الفاظ کا اقرار کرین کہ اس پیشگوئی کے عرصہ مین اسلامی عب الیطرفۃ العین کے لئے بہی میرے دل پر نہین آیا اور مین اسلام اور نبی اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ناحق پر سمجہتا رہا اور سمجہتا ہون اور صداقت کا خیال تک نہین آیا اور حضرت عیسٰی کی ابنیت اور الوہیت پر یقین رکہتا رہا اور رکہتا ہون اور ایسا ہی یقین جو فرقہ پروٹسٹنٹ کے عیسائی رکہتے ہین اور اگر مینے خلاف واقعہ کہا ہے اور حقیقت کو چہپایا ہے تو اے خدائے قادر مجہ پر ایک برس مین عذاب موت نازل کر۔ اس دُعا پر ہم آمین کہین گے اور اگر دعا کا ایک سال تک اثر نہ ہُوا اور وہ عذاب نازل نہ ہوا جو جہوٹون پر نازل ہوتا ہے **تو ہم ہزار روپیہ** مسٹر عبداللہ آتہم صاحب کو بطور تاوان کے دین گے چاہین تو پہلے کسی جگہ جمع کرالین اور اگر وہ ایسی درخواست نہ کرین تو یقیناً سمجہو کہ وہ کاذب ہین اور غلو کے وقت اپنے سزا پائینگے ہمین صاف طور پر الہاماً معلوم ہوگیا ہے کہ اسوقت تک **عذاب موت** ٹلنے کا یہی باعث ہے کہ عبداللہ آتہم نے حق کی عظمت کو اپنی خوفناک حالت کی وجہ سے قبول کر کے ان لوگون سے کسی وجہ پر مشابہت پیدا کرلی ہے جو حق کیطرف رجوع کرتے ہین اِسلئے ضرور تہا کہ انکو کسیقدر اِس شرط کا فایدہ ملتا اور اس امر کو وہ لوگ خوب سمجہہ سکتے ہین کہ جو ان کے حالات پر غور

نوٹ۔ ہم اقرار کرتے ہیں کہ یہہ ہزار روپیہ باضابطہ تحریر لینے کے بعد پہلے دیدینگے۔ یہہ قطعی اقرار ہے۔ منہ

نوٹ۔ درخواست کے لئے روز اشاعت سے یعنی بذریعہ اشتہار پہنچنے کے بعد ایک ہفتہ کی میعاد ہے۔

کرین اور انکے تمام بیقراریون کو ایک جگہ میزان دیکر دیکھین کہ کہان تک پہنچ گئی تہین کیا وہ ہاویہ تہا یا
کچھ اور۔ تہا اور اگر کوئی ناحق انکار کرے تو اُسکے سمجہانے کے لئے وہ قطعی فیصلہ ہے جو مینے لکھدیا ہے
تا سیہ روے شود ہر کہ درو غش باشد ہم اپنے مخالفین کو یقین دلاتے ہین کہ یہی سچ ہے ہان یہی سچ ہے
اور ہم پھر مکرر لکھتے ہین کہ ضرور مسٹر عبد اللہ آتھم نے کسیقدر ہاویہ کی سزا بھگت لی ہے اور نہ صرف اسی قدر-
بلکہ قطرب اور مانیا کے مقدمات بھی اُن کے دماغ کو نصیب ہو گئے ہین جنکی طرف الہام الٰہی کا ہم
اشارہ پاتے ہین اور جس کے نتائج عنقریب کہلین گے کسی کے چہپانے سے چہپ نہین سکتے
پس اے حق کے طالبو یقیناً سمجہو کہ ہاویہ مین گرنیکی **پیشگوئی** پوری ہو گئی اور اسلام کی **فتح ہوئی**
اور عیسائیوں کو ذلت پہنچی ہان اگر مسٹر عبد اللہ آتھم اپنے پر جزع فزع کا اثر نہ ہونے دیتا اور اپنے افعال
سے اپنی استقامت دکہاتا اور اپنے مرکز سے جگہ بجگہ بھٹکسانہ پہرتا اور اپنے دل پر وہم اور خوف اور
پریشانی غالب نہ کرتا بلکہ اپنی معمولی خوشی اور استقلال مین ان تمام دنون کو گذارتا تو بیشک
کہہ سکتے تہے کہ وہ ہاویہ مین گرنے سے دور رہا مگر اب تو اُسکی یہ مثال ہوئی کہ قیامت دیدہ ام پیش
از قیامت اسیر وہ غم کے پہاڑ پڑے جو اُس نے اپنی تمام زندگی مین اُنکی نظیر نہین دیکہی تہی پس کیا
یہ سچ نہین کہ وہ ان تمام دنون مین درحقیقت ہاویہ مین رہا اگر تم ایک طرف ہماری پیشگوئی کے
الہامی الفاظ پڑہو اور ایک طرف اُس کے اُن مصائب کو جانچو جو اُسپر وارد ہوئے تو تمہین
کچھ بھی اس بات مین شک نہین رہیگا کہ **وہ بیشک ہاویہ مین گرا** ضرور گرا اور اُس کے دلپر
وہ رنج اور غم اور درد جو آہی وارد ہوئی جسکو ہم آگ کے عذاب سے کچھ کم نہین کہہ سکتے۔ ہان اعلیٰ
نتیجہ ہاویہ کا جو ہمنے سمجہا اور جو ہماری تشریحی عبارت مین درج ہے یعنی موت وہ ابھی تک حقیقی طور
پر وارد نہین ہوا کیونکہ اُس نے عظمت اسلام کی ہیبت کو اپنے دل مین دہنساکر الٰہی قانون کے
موافق الہامی شرط سے فائدہ اُٹھا لیا مگر موت کے قریب قریب اسکی حالت پہنچ گئی اور وہ
درد اور دکہہ کے ہاویہ مین ضرور گرا اور ہاویہ مین گرنے کا لفظ اُسپر صادق آگیا پس **یقیناً سمجھو**
کہ اسلام کو فتح حاصل ہوئی اور خدا تعالیٰ کا ہاتھ بالا ہوا اور کلمہ اسلام اونچا ہوا اور
عیسائیت نیچے گری۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک
یہ تو مسٹر عبد اللہ آتھم کا حال ہوا مگر اسکے باقی رفیق بھی جو فریق بحث کے لفظ مین داخل تہے

اور جنگ مقدس کے مباحثہ سے تعلق رکھتے تھے خواہ وہ تعلق اعانت کا تھا یا بانی کار ہونے کا یا مجوز بحث یا
حامی ہونے کا یا سرگروہ ہونے کا انہیں سے کوئی بھی اثر ہاویہ سے خالی نہ رہا اور اُن سب نے میعاد کے اندر
اپنی اپنی حالت کے موافق ہاویہ کا مزا دیکھ لیا چنانچہ اول خدا تعالیٰ نے پادری رائٹ کو لیا جو در اصل اپنے رتبہ اور
منصب کے لحاظ سے اس جماعت کا سرگروہ تھا اور وہ عین جوانی میں ایک ناگہانی موت سے اِس جہان سے
گذر گیا اور خدا تعالیٰ نے اُسکے بے وقت موت سے ڈاکٹر مارٹین کلارک اور ایسا ہی اُسکے دوسرے تمام
دوستوں اور عزیزوں اور ماتحتوں کو سخت صدمہ پہنچایا اور ماتمی کپڑے پہنا دئیے اور اُسکی بے وقت
موت نے اُنکو ایسے دکھ اور درد میں ڈالا جو ہاویہ سے کم نہ تھا اور ایسا ہی پادری ہاول بھی ایسی سخت بیماری
میں پڑا کہ ایک شت کے بعد مر کے بچا اور پادری عبد اللہ بھی سخت بیماریوں کے ہاویہ میں گرا اور معلوم
نہیں کہ بچا یا گذر گیا اور جہاں تک ہمیں علم ہے اُن میں سے کوئی بھی ماتم اور مصیبت یا ذلت اور رسوائی
سے خالی نہ رہا اور نہ صرف یہی بلکہ انہیں دنوں میں خدا تعالیٰ نے ایک خاص طور پر سخت ذلت اور رسوائی
ان کو پہنچائی جس سے تمام ناک کٹ گئی اور وہ لوگ مسلمانوں کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہے کیونکہ میں نے خدا تعالیٰ
سے توفیق پاکر عیسائی پادریوں کی علمی قلعی کھولنے کے لئے اور اِس بات کے ظاہر کرنے کے لئے کہ قرآن
اور اسلام پر حملہ کرنے کے لئے زباندانی کی ضرورت ہے اور یہ لوگ زبان عربی سے بے بہرہ ہیں ایک
کتاب جسکا نام **نور الحق** ہے عربی فصیح میں تالیف کی اور عماد الدین اور دوسرے تمام باقی پادریوں کو
رجسٹری کرا کر خط بھیجے گئے کہ اگر عربی دانی کا دعوی ہے جو اسلامی مسائل میں خوض کرنے اور قرآنی فصاحت
پر حملہ کرنیکے لئے ضروری ہے تو اس کتاب کے مقابل پر ایسا ہی عربی میں کتاب بنادیں اور پانچہزار روپیہ انعام
پاویں اور اگر انعام کے بارہ میں شک ہو تو پانچہزار روپیہ پہلے جمع کرا دیں۔ اور یہ بھی لکھا گیا کہ اسلامی
صداقت کا یہ خدا تعالیٰ کیطرف سے ایک نشان ہے اگر اسکو توڑ دیں اور عربی میں ایسی کتاب بلیغ فصیح بنادیں
تو انعام مذکور بلا تامل اُنکو ملیگا جس جگہ چاہیں اپنی تسلی کے لئے روپیہ جمع کرالیں اور بالمقابل کتاب بنانیکی
حالت میں نہ صرف انعام بلکہ آئندہ تسلیم کیا جائیگا کہ درحقیقت وہ اپنے دعوے کے موافق مولوی ہیں
اور انکو حق پہنچتا ہے کہ قرآن شریف کی فصاحت بلاغت پر اعتراض کریں اور نیز وہ بالمقابل کتاب بنانے
سے ہمارے الہام کا کذب بھی بڑے سہل طریق سے ثابت کر دینگے اور اگر وہ ایسا نہ کرسکیں تو پھر ثابت
ہوگا کہ وہ جھوٹ اور افترا سے اپنے تئیں مولوی نام رکھتے ہیں اور درحقیقت جاہل اور نادان ہیں اور

فٹ نوٹ - پادری رائٹ صاحب کی وفات پر جو افسوس گرجہ میں ظاہر کیا گیا اسمیں عیسائیوں کی مضطربانہ اور خوف زدہ حالت کا نظارہ
مفصلہ ذیل الفاظ سے آئینہ دل میں منقش ہو سکتا ہے جو اُس پر بجز اس کے مرعوب اور مغضوب دل سے نکلے اور وہ یہ ہیں - آج رات خدا کے غضب کی
لاٹھی بے وقت ہم پر چلی اور اسکی خفیہ تلوار نے یکبارگی ہمکو قتل کیا ڈبلیو رائٹ صاحب اترسہ کے آنریری مشنری تھے اور علاوہ ازیں پادری

اور نیز اس صورت مین وہ ہزار لعنت بہی ان پر پڑیگی جو رسالہ نور الحق کے چار صفحون مین بلکہ کچہہ زیادہ مین صرف
اس غرض سے لکہی گئی ہے کہ اگر یہ پادری لوگ بالمقابل رسالہ نہ بنا سکین اور نہ اپنے تئین مولوی اور عربی
دان کہلانے سے باز آوین اور نہ قران کی اعجازی فصاحت پر حملہ کرنے سے رکین تو یہ ہزار لعنت
اُنپر قیامت تک ہے لیکن باوجود ان سخت لعنتون کے جو مرنے سے کروڑہا درجہ بدتر ہین پادری عماد الدین
اور دوسرے تمام پنجاب اور ہندوستان کے عیسائی جو مولوی کہلاتے اور عربی دان ہونے کا دم
مارتے تہے جواب لکہنے سے عاجز رہ گئے اور باوجود اسکے اپنے ناجائز حملون سے باز نہ آئے بلکہ
انہین دنون مین پادری عماد الدین نے شرم اور حیا کو علیحدہ رکہہ کر قران شریف کا ترجمہ چہاپا اور
اپنی طرف سے اُسپر نوٹ لکہے اور اس ہزار لعنت کا پہلا وارث اپنے تئین بنایا اور جیسا کہ مباحثہ کی پیشگوئی
مین درج تہا کہ اُس فریق کو سخت ذلت پہنچیگی جو عمداً جہوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا
رہا ہے ویسا ہی وہ تمام ذلت اور رسوائی ان نادان پادریون کے حصہ مین آئی اور آیندہ کسی کے آگے
منہ دکہلانے کے قابل نہ رہے اور ہم لکہہ چکے ہین کہ یہ سب لوگ فریق بحث مین داخل اور مسٹر عبد اللہ آتہم
کے معین اور حامی تہے بلکہ بحث کے بعد بہی یہ لوگ خیانت کے طور پر اخبارون کے کالم سیاہ کرتے
رہے اب دانا سوچ لے کہ ہر یک کے ہاویہ انہین نصیب ہوا یا کچہہ کسر رہ گئی اور ہم اس جگہ ہر یک دانا اور
روشندل کو انصاف کے لئے منصف بناتے ہین کہ کیا اس قدر ذلت اور رسوائی ہاویہ کا نمونہ ہے
یا نہین اور کیا وہ ذلت جسکا الہامی عبارت مین وعدہ تہا اس سے یہ لوگ بچ سکے یا پورا پورا حصہ لیا
یہ خدا کا فعل ہے کہ اُس نے بعد پیشگوئی کے ہر یک پہلو سے ان لوگون کو ملزم کیا اور سب پر پیشگوئی
کو جال کیطرح ڈالدیا بعض کو اسرائیلی قوم کے نافرمانون کیطرح دن رات کے دہڑکہ اور خوف اور ہول کے
گڑہے مین دہکیل دیا جیسے مسٹر عبد اللہ آتہم کہ خدا تعالی نے اُسکے دل پر وہم کو مستولی کر دیا اور وہ قوم یہود
کیطرح جان کے ڈر سے جا بجا بہٹکتا پہرا اور دیوانہ پن کی حالات اُنہین پیدا ہو گئے اور اُسکے ہوش اُڑ
گئے اور قطرب اور مانیا کی بیماری کا بہت سا حصہ اُسکو دیا گیا اور اُسکے دماغ کی صحت جاتی رہی اور ہوش
مین فرق آیا اور ہر وقت موت سامنے دکہائی دی اور اُس نے اِسقدر خوف اور ڈر اور ہول کو اپنے دلمین
جگہ دی کہ عظمت اسلام پر مہر لگا دی اور اپنے اس خوف اور دہڑکہ کو شہر بشہر لئے پہرا اور ہزارون کو اس بات پر
گواہ بنایا کہ اُسکے دل نے اسلام کی بزرگی اور صداقت کو قبول کر لیا ہے یہ کہنا درست نہین ہوگا کہ وہ اہلی شہر بشہر

بہاگتا پہرا کہ مسلمانون کے قتل کرنے سے ڈرتا تہا کیونکہ امرتسر کی پولس کا کچہہ ناقص ادہورا انتظام نہ تہا تا وہ لدہانہ کی پولس کی پناہ لیتا اور پہر لدہانہ مین کسینے اُس پر کوئی حملہ نہین کیا تہا تا وہ فیروز پور کیطرف بہاگتا پس اصل حقیقت یہ ہے کہ وہ **اسلامی ہیبت کی وجہ** سے اُس شخص کیطرح ہوگیا جو قطرب کی بیماری مین مبتلا ہو اور حقانی عظمت نے اُسکے دماغ پر بہت کچہہ کام کیا جسکی وہ برداشت نکر سکا اور خدا تعالی نے اُسکو اِس غم مین ایک سودائی کیطرح پایا پس اُسنے اپنے الہامی وعدون کے موافق اُسوقت تک اُسکو تاخیر دی جبتک وہ اپنی بیباکی کیطرف رجوع کرکے بدزبانی اور توہین اور گستاخی کی طرف میل کرے اور شوخی اور بیباکی کے کامون کیطرف قدم آگے رکہہ کر اپنے لئے ہلاکت کے اسباب پیدا کرے اور خدا تعالی کی غیرت کا محرک ہو - اور اگر کوئی انکار کرے کہ ایسا نہین اور وہ اسلامی عظمت سے نہین ڈرا تو اس پر واجب ہوگا کہ اس ثبوت کیلئے مسٹر عبداللہ آتہم کو اس اقرار اور حلف کیلئے آمادہ کرے جس سے ایک ہزار الحمدیہ یہی اُسکو ملیگا - ورنہ ایسے شخص کا نام بجز نادان متعصب کے اور کیا رکہہ سکتے ہین کیا یہ بات سچائی کے کہلنے کے لئے کافی نہین کہ ہمنے صرف عبداللہ آتہم کے حالات پیش نہین کئے مگر ہزار روپیہ کا اشتہار ہی دیدیا اور یاد رکہو کہ وہ اس اشتہار کیطرف رُخ نہین کریگا کیونکہ کاذب ہے اور اپنے دل مین خوب جانتا ہے کہ وہ اس خوف سے مرنے تک پہنچ چکا تہا اور یاد رہے کہ مسٹر عبداللہ آتہم مین کامل عذاب کی بنیادی اینٹ رکہدی گئی ہے اور وہ عنقریب بعض تحریکات سے ظہور مین آجائیگی - خدا تعالی کے تمام کام اعتدال اور رحم سے ہین اور کینہ ور انسان کیطرح خواہ نخواہ جلد باز نہین اور اسکی تلوار ڈرنے والے دلپر نہین چلتی بلکہ سخت اور بیباک پر اور وہ اپنے لفظ لفظ کا پاس کرتا ہے - پس جسحالت مین الہامی عبارت مین مدعا یہ تہا کہ حق کیطرف کسیقدر رجوع کیحالت مین موت وارد نہین ہوسکتی بلکہ موت اسی حالت مین ہو گی کہ جبکہ بیباکی اور شوخی مین زیادتی کرے تو پہر کیونکر ممکن تہا کہ مسٹر عبداللہ آتہم پر ایسے دنون مین موت آجاتی جبکہ اُس نے اپنی مضطربانہ افعال سے ایک جہان کو دکہا دیا کہ عظمت اسلام اسکی دل پر سخت اثر کر رہی ہے اِس بات مین کچہہ بہی شک نہین کہ جس دلپر اسلامی پیشگوئی کی عظمت بہت ہی غالب ہوگئی گو اس دل نے اپنی نفسانی تعلقات کی وجہ سے اپنے مذہب کو چہوڑنا نہ چاہا - مگر بیشک اُسکے دل نے حق کی تعظیم کرکے رجوع کرنیوالون مین اپنے تئین شامل کر لیا - بلکہ ایسا ڈرا کہ بہت سے عام مسلمان بہی ایسا نہین ڈرتے غلبۂ خوف نے اسکو سودائی

نوٹ - یہہ ثابت ہے کہ یہہ عاجز کسی جگہ کا بادشاہ نہ تہا بلکہ قوم کا متروک اور مسلمانوں کی نظر میں کافر اور انکی چال چلن کی رو سے کوئی خونریز اور ڈاکو نہیں تہا - پہر اس قدر دہشت کہاں سے پڑ گئی - اگر یہہ خوف حق نہیں تہا - تو اور کیا تہا -

بنادیا سو خدا تعالی کے کمال رحم نے یہ ادنے فایدہ اس سے دریغ نہ کیا کہ ہاویہ کی کامل سزا مین الہامی شرط کے موافق تاخیر ڈالدی گو ہاویہ کی سزا سے بچ نہ سکا مگر کامل سزا سے بچ گیا جس قدر خدا تعالی نے اُس پر رعب ڈالدیا یہ وہ امر ہے جو اس زمانہ کے صفحۂ تاریخ مین اسکی نظیر نہین مل سکتی۔

اور ہم مکرر لکہتے ہین کہ اُسکا ثبوت اس نے اپنے خوف زدہ حالت سے آپ دیدیا اور اگر کوئی متعصب اب بہی شک کرے تو پہر دوسرا معیار وہی ہے جو کہ ہم لکھ چکے ہین اور ہم زور سے کہتے ہین کہ مسٹر عبد اللہ آتہم اس مقابلہ کیطرف رجوع نہین کریگا کیونکہ وہ اپنے دل کے حالات سے بیخبر نہین اور اُسکا دل گواہی دیگا کہ ہمارا الہام سچا ہے گو وہ اِس بات کو ظاہر نہ کرے مگر اسکا دل اِس بیان کا مصدق ہوگا لیکن اگر دنیا کی ریاکاری سے اس مقابلہ پر آئیگا تو پہر آلہی عذاب کامل طور سے رجوع کریگا اور ہم حق پر ہین اور دنیا دیکہی گی کہ ہماری یہ باتین صحیح ہین یا نہین اور ہم لکھ چکے ہین کہ خدا تعالی نے یہ بہی دکہادیا کہ فریق مخالف جو بحث کرنیوالے یا اُن کے حامی یا بانی کار یا مجوز تہے کوئی بہی اُنہین سے مس عذاب سے نہین بچا جیسا کہ ہم ابہی تفصیل کر چکے ہین یہ خدا تعالی کا کام ہے مبارک وہ جو اُسکو تمام پہلوؤن کو سوچین اور اپنے نفسون پر ظلم نہ کرین۔ ہم بے ثبوت کسی پر جبر کرنا نہین چاہتے بلکہ یہ واقعات آفتاب کی طرح روشن ہین اور ہم غور کرنے کے لئے سب کے آگے رکہتے ہین اور اگر کوئی ایسا ہی اندہا ہو جو کچھ سمجھ نہ سکے تو ہمنے اِس اشتہار مین اسکے لئے ایک ایسا معیار جدید مقرر کردیا ہے جو بڑی صفائی سے اُسکو مطمئن کرسکتا ہے بشرطیکہ فطرتی فہم اور انصاف سے حصہ رکہتا ہو اور تعصب کی تاریکی کے نیچے دبا ہوا نہ ہو اور نہ عقل سے بے بہرہ ہو۔

اور مسلمان مخالفون کو چاہئے جو خدا تعالی سے ڈرین اور تعصب اور انکار مین دوسری قومون کے شریک بنجائین کیونکہ دوسری قومین خدا تعالی کی سُنتون اور عادتون سے ناواقف ہین اور اسکی ابتلاؤن اور آزمایشون سے بے خبر مگر اسلامی تعلیم پانے والے اِس بات کو خوب جانتے ہین کہ کیونکر خدا تعالے پیشگوئیون مین اپنی شرائط کی رعایت رکہتا ہے بلکہ بعض وقت خدا تعالی ایسی شرائط کا بہی پابند ہوتا ہے جو پیشگوئیون مین بتصریح بیان نہین کیگئی تا کہ اپنے بندون کی آزمایش کرے اور بعض وقت یہ آزمایش بہت ہی دقیق ہوتی ہے جو بظاہر عدم ایفاء وعدہ سے مشابہت رکہتی ہے۔ جیسا کہ اس بحث کو سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب فتوح الغیب کے انیسوین مقالہ صفحہ ۱۱۵

اور نیز دوسرے مقامات مین بیان کیا ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی کتاب فیوض الحرمین کے صفحہ ۷۲ مین اسی بحث کو بہت بسط سے لکہا ہے تحقیق کرنیوالے ان مقامات کو دیکہین اور غور کرین لیکن یہ پیشگوئی تو صریح فتح کے آثار اپنے ساتھہ رکہتی ہے چاہیئے کہ لوگ تعصب کو الگ کر کے سوچین کہ کیا کیا آثار نمایان اس پیشگوئی کے ظاہر ہو گئے کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ فریق مخالف پر یعنی اس سارے گروہ پر جو حادثے پڑے وہ اتفاقی ہین اور خدا تعالی کے ارادے کے بغیر ظاہر ہو گئے ہین ـ

اے مسلمانون برائے خدا اسمین غور کرو اور ان مین حصہ نہ لو جنکی آنکہین تعصب سے جاتی رہین جنکے دل مارے بخل کے موٹے ہو گئے ہماری پیشگوئی خدا تعالی نے جہانتک الہامی الفاظ اور شرائط اُسکے ذمہ وار تہے بہت صفائی سے پوری کر دی ـ اب وہ رسہ جو ہمنے دروغ گو نکلنے کی حالت مین اپنے لئے تجویز کیا تہا ان عیسائیون کے گلے مین پڑ گیا جن پر یہ قضا و قدر نازل ہوئی اور اُس رسہ کے وہ نادان بہی شریک ہین جو سمجہنے والا دل نہین رکہتے اور تعصب نے انکو اندہا کر دیا ـ بیشک فتح اسلام ہوئی اور نصاری کو ہر طرف سے ذلت اور رسوائی پہنچی ـ خدا تعالی کی آواز نے اس فتح کو روشن کر کے دکہایا اور آئندہ اور بہی اپنے فضل و کرم سے دکہائیگا ـ مگر عیسائی لوگ شیطانی منصوبہ اور شیطانی آواز سے چاہتے ہین کہ فتح کا دعوے کرین لیکن خدا اُن کے مکر کو پاش پاش کر دیگا ضرور تہا کہ وہ ایسا دعوے کرتے کیونکہ آج سے تیرہ سو برس پہلے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے جسکا ماحصل اور مدعا یہ ہے کہ اس مہدی موعود کے وقت جو آخری زمانہ مین آنے والا ہے مہدی کے گروہ اور عیسائیون کا ایک مباحثہ واقعہ ہوگا اور آسمانی آواز یعنی آسمانی نشانون اور ملائکون اور قراین سے یہ ثابت ہوگا کہ **الحق مع آل محمد** یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لوگ جو آل کیطرح اور اس کے وارث ہین حق پر ہین ـ اور شیطانی مکاید سے جابجا یہ آواز آئیگی کہ الحق مع آل عیسی یعنی جو عیسے کے لوگ کہلاتے ہین وہ حق پر ہین مگر آخر خدا تعالی کہول کر دکہلا دیگا کہ آل محمد ہی حق پر ہے اور دین اسلام ہی کی فتح ہے ـ سوائے مخالف لوگو دانستہ اپنے تئین ہلاک مت کرو حق اسلام کے ساتھہ ہے اور ہوگا مبارک وہ دل جو باریک سمجہہ رکہتے ہین اور تعصب اور بخل کے گڑہے مین نہین گرتے والسلام علی من اتبع الہدی

المشتہر خاکسار غلام احمد از قادیان ـ گورداسپور ـ مورخہ ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء

جو لوگ خدا تعالے کی قدیم عادات اور سنتون پر اطلاع رکھتے ہین اور ربانی کتابون کے منشا اور مغز سے
واقف ہین وہ اِس سے انکار نہیں کر سکتے کہ خدا تعالی اپنی پیشگوئیون مین ان تمام امور کی پابندی رکھتا ہے
جو اسکی غیر متبدل عادتون اور سنتون مین داخل ہین خواہ وہ کسی پیشگوئی میں بتصریح ذکر کیجائیں یا صرف
بطور اجمال یا محض اشارہ کے طور پر پائی جائین یا بالکل ذکر نہ کیجائیں کیونکہ جو امور سنن غیر متبدلہ مین داخل
ہو چکے ہین وہ کسیطرح بدل نہیں سکتے اور اگر فرض کرین کہ کسی پیشگوئی مین اِن امور کا ذکر نہیں تاہم یہ غیر ممکن
ہوگا کہ کوئی پیشگوئی بغیر ان کے ظاہر ہو سکے کیونکہ سنت اللہ میں فرق نہیں آسکتا مثلاً قران کریم اور دوسری
الٰہی کتابون مین معلوم ہوتا ہے کہ جسقدر لوگون پر اِسی دنیا مین عذاب کے طور پر موت اور ہلاکت وارد ہوئی
وہ صرف اِس لئے نہیں وارد ہوئی کہ وہ لوگ حیثیت مذہبی کیوجہ سے ناحق پر تھے مثلاً بت پرست تھے یا ستارہ
پرست یا آتش پرست یا کسی اور مخلوق کی پرستش کرتے تھے کیونکہ مذہبی ضلالت کا محاسبہ قیامت پر ڈالا گیا ہے
اور صرف ناحق پر ہونے اور کافر ٹہرانیسے اِس دنیا میں کسی پر عذاب وارد نہین ہو سکتا اُس عذاب کے لئے جہنم
اور **دارِ آخرت** بنایا گیا ہے بلکہ کافروں کیلئے یہ دُنیا بطور بہشت کے ہے اور **مومن** ہی اکثر اِسمین
دکھ اور درد اُٹھاتے ہین **الدنیا جنۃ الکافر و سجن المومن**۔ پس اِسجگہ بالطبع یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب
حالت مین دُنیا جنت الکافر ہے اور مشاہدہ بھی اِسی پر شہادت دے رہا ہے کہ کفار ہر یک دنیوی نعمت اور
دولت مین سبقت لیگئے ہین اور قران کریم میں جا بجا اِسی بات کا اظہار ہے کہ کافرون پر ہر یک دنیوی نعمت کے
دروازے کہولے جاتے ہین تو پہر بعض کافرون پر عذاب کیون نازل ہوئے اور خدا تعالی نے اُن کو
پتھر اور آندھی اور طوفان اور وبا سے کیون ہلاک کیا۔

اس **سوال** کا جواب یہ ہے کہ یہ تمام عذاب محض کفر کیوجہ سے نہیں ہوئے بلکہ جن پر یہ عذاب
نازل ہوئے وہ تکذیب مرسل اور استہزاء اور ٹھٹھے اور ایذا مین حد سے بڑھ گئے تھے اور خدا تعالی کی نظر مین انکا
فساد اور فسق اور ظلم اور آزار نہایت کو پہنچ گیا تہا اور انہوں نے اپنی ہلاکت کیلئے آپ سامان پیدا کئے
تب غضب الٰہی جوش مین آیا اور طرح طرح کے عذابون سے انکو ہلاک کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیوی

عذاب کا موجب کفر نہین ہے۔ بلکہ شرارت ہے اور تکبر مین حد سے زیادہ بڑھ جانا موجب ہے اور ایسا آدمی
خواہ مومن ہی کیون نہ ہو۔ جب ظلم اور ایذا اور تکبر مین حد سے بڑھیگا اور **عظمت الٰہی** کو بھلادیگا
تو عذاب الٰہی ضرور اسکیطرف متوجہ ہوگا۔ اور جب ایک کافر مسکین صورت رہیگا اور اسکو خوف دامنگیر ہوگا
تو گو وہ اپنی مذہبی ضلالت کی وجہ سے جہنم کے لایق ہے مگر عذاب دنیوی اسپر نازل نہین ہوگا۔ پس دنیوی
عذاب کیلئے یہی ایک قدیم اور مستحکم فلاسفی ہے اور یہی وہ سنت اللہ ہے جسکا ثبوت خدا کی تمام کتابون سے
ملتا ہے جیساکہ اللہ جلشانہ قرآن کریم مین فرماتا ہے واذا اردنا ان نھلك قریة امرنا مترفیھا ففسقوا
فیھا فحق علیھا القول فدمرناھا تدمیرا یعنی جب ہمارا ارادہ اسبات کیطرف متعلق ہوتا ہے کہ کسی بستی کے
لوگون کو ہلاک کرین تو ہم اس بستی کے منعم اور عیاش لوگون کو اس طرف متوجہ کرتے ہین کہ وہ اپنی بدکاریون مین
حد اعتدال سے نکل جاتے ہین۔ پس اُنپر سنت اللہ کا قول ثابت ہوجاتا ہے کہ وہ اپنی ظلمون مین انتہا تک
پہنچ جاتے ہین۔ تب ہم انکو ایک سخت ہلاکت کے ساتھ ہلاک کردیتے ہین اور پھر ایک **دوسری آیت**
مین فرماتا ہے وما کنا مھلك القری الا واھلھا ظالمون یعنی ہمنے کبھی کسی بستی کو ہلاک نہیں کیا مگر صرف
ایسی حالتمین کہ جب اسکے رہنے والے ظلم پر کمربستہ ہون۔

یاد رہے کہ اگرچہ شرک بھی ایک ظلم بلکہ ظلم عظیم ہے مگر اس جگہ ظلم سے مراد وہ سرکشی ہے
جو حد سے گذر جائے اور مفسدانہ حرکات انتہا تک پہنچ جائین ورنہ اگر مجرد شرک ہو جسکی ساتھ ایذا اور تکبر اور فساد
منضم نہ ہو اور ایسا تجاوز از حد نہو جو واعظون پر حملہ کرین اور انکے قتل کرنے پر آمادہ ہون یا معصیت پر پورے
طور پر سرنگون ہوکر بالکل خوف خدا دل سے اٹھادین تو ایسے شرک یا کسی اور گناہ کیلئے وعدہ عذاب آخرت ہے
اور دنیوی عذاب صرف اعتداء اور سرکشی اور حد سے زیادہ بڑھنے کیوقت نازل ہوتا ہے جیساکہ دوسری آیت
میں فرماتا ہے ولقد استھزی برسل من قبلك فاملیت للذین کفروا ثم اخذتھم فکیف کان عقاب
یعنے پہلے بھی رسولون پر ٹھٹھا کیا گیا پس ہمنے اُن کافرون کو جو ٹھٹھا کرتے ہین مہلت دی پھر جب وہ اپنی ٹھٹھے
مین کمال تک پہنچ گئے تب ہم نے انکو پکڑ لیا اور لوگون نے دیکھ لیا کہ کیونکر ہمارا عقاب اُنپر وارد ہوا اور پھر فرماتا
ہے ومکروا مکرا ومکرنا مکرا وھم لا یشعرون یعنی کافرون نے اسلام کے مٹانیکے لئے ایک مکر کیا
اور ہمنے بھی ایک مکر کیا یعنی یہ کہ انکو اپنی مکاریون مین بڑھنے دیا تا وہ ایسے درجہ شرارت پر پہنچ جائین کہ
جو سنت اللہ کے موافق عذاب نازل ہونیکا وجہ ہے اس مقام مین **شاہ عبدالقادر** صاحب کیطرف

موضح القرآن مین سے ایک نوٹ ہی جسکی عبارت ہم بلفظہ درج کرتے مین اور وہ یہ ہے۔ یعنی اُن کے ہلاک
ہونیکے اسباب پورے ہوتے تہے جبتک شرارت حد کو نہ پہنچی تبتک ہلاک نہیں ہوئے۔ تمّ عبارتہ دیکھو صفحہ ۵۲۸
قرآن مطبع فتح الکریم۔ اِن تمام آیات سے ثابت ہوا کہ عذاب آلہی جو دنیا مین نازل ہوتا ہے وہ تبہی کسی پر نازل ہوتا
ہے کہ جب وہ شرارت اور ظلم اور تکبر اور علو اور غلو مین نہایت کو پہنچ جاتا ہے یہ نہین کہ ایک کافر خوف سے مرا جاتا ہے
اور پہر بہی عذاب آلہی کے لئے اُسپر صاعقہ پڑے اور ایک مشرک اندیشہ عذاب سے جان بلب ہو اور پہر بہی اُسپر
پتہر برسین۔ خداوند تعالی نہایت درجہ کا رحیم اور حلیم ہے عذاب کے طور پر صرف اسی کو اس دنیا مین پکڑتا ہے جو
اپنے ہاتہہ سے عذاب کا سامان تیار کرے اور جبکہ یہی سنت اللہ ہے اور یہی قانون الہی تو پھر عبد اللہ آتہم کے حالات
اِس **میزان** مین رکھ کر خوب احتیاط سے تولنا چاہئے اور بہت ہشیاری سے وزن کرنا چاہئے کہ ان پندرہ مہینون
مین اُسکی حالت کیسی ہی گیا کبہی سُنا کہ اِس مدت مین وہ کسی قسم کی بیباکی اور گستاخی اور بدزبانی اسلام کی نسبت
ظاہر کرتا رہا۔ یا تکبر اور شر کی حرکات اُس سے صادر ہوئین یا اُس نے بےادبی اور توہین کی کتابین تالیف کین اور
تحقیر اور توہین کے ساتہہ زبان کہولی ہرگز نہین اس عرصہ مین اسلامی توہین کے بارہ مین ایک سطر تک اُس نے
شایع نہین کی بلکہ برعکس اسکے اپنی جان کے خوف مین سخت مبتلا ہو گیا اور اسلامی عظمت کو ایسا قبول کیا کہ دوسرے
عیسائیون کی نسبت ہمارے پاس کوئی ایسی نظیر نہین۔ اسنے خوف دکہایا اور ڈرا۔ اس لئے خدا تعالی نے
اپنی سنت اللہ کے موافق اِس سے وہ معاملہ کیا جو کہ ڈرنیوالے دل سے ہونا چاہئے **یہی شرط الہام**
مین بہی درج تہی کیونکہ حق کیطرف جہکنا اور اسلامی عظمت کو اپنی خوفناک حالت کے ساتہ قبول کرنا درحقیقت
ایک ہی بات ہے۔ جو لوگ صداقت کا خون کرنے کو تیار ہوتے ہین اور اپنے بخلون کی وجہ سے حق پوشی کیطرف قدم
چلاتے ہین انکی زبان بند نہین ہو سکتی اور نہ کبہی بند ہوگی لیکن جو لوگ حیا اور شرم کو استعمال کرکے اِس پیشگوئی
کیطرف ایک غور کن دل کے ساتہ نظر ڈالینگے اور تمام واقعات کو آگے رکھ کر پاک اور بے لگاؤ دل کے ساتہہ ایک
رائے ظاہر کرینگے۔ ان کو ماننا پڑے گا کہ پیشگوئی اپنے مضمون کے لحاظ سے پوری ہو گئی۔ اس نے بلاشبہ وہ آثار
دکہائے جو **پہلے موجود** نہین تہے۔ اور اِس ہماری تحریر سے کوئی یہ خیال نہ کرے کہ جو ہونا تہا وہ سب ہو چکا
اور آگے کچہہ نہین کیونکہ آیندہ کے لئے الہام مین یہ بشارتین ہین ونمزق الاعداء کل ممزق یومئذ
یفرح المؤمنون ثلۃ من الاولین وثلۃ من الآخرین یعنی مخالف فاش شکستون سے پارہ پارہ ہو جائینگے
اور اُس دن مومن خوش ہونگے پہلا گروہ بہی اور پچھلا بہی۔ **پس** یقیناً سمجہو کہ وہ دن آنیوالے ہین کہ وہ سب باتین

پوری ہونگی جو الہی الہام میں آچکین - دشمن شرمندہ ہوگا اور مخالف ذلت اُٹھائیگا اور ہر یک پہلو سے فتح ظاہر
ہو جائیگی - اور یقیناً سمجھئے کہ یہ بہی **ایک فتح** ہے اور آنیوالی فتح کا ایک **مقدمہ** ہے کیا عیسائی اپنی جہالت
کہلنے کیوجہ سے ذلیل نہین ہوئے - کیا بعض لوگ مباحثہ کے حامیون اور سرگروہون مین سے اسی میعاد کے اندر
موت کے پنجہ مین گرفتار نہین ہوئے - کیا بعض اسی میعاد کے اندر سخت بیماریون سے موت تک نہین پہنچے
کیا ان مین سے مسٹر عبد اللہ اتھم ایسی بلا مین پندرہ ماہ تک گرفتار نہین رہا جو ہر وقت اسکی جان کہاتی
تہی جسکی وجہ سے وہ سخت سراسیمہ اور سلسل غمون اور اندوہون مین غرق رہا اور اپنی خوفناک حالت کا ایک عجیب
نقشہ اس نے دنیا پر ظاہر کیا اور اب بہی رعب حق نے اُسکو **میّت** کیطرح کر رکہا ہے پس کیا اتنے عجیب
واقعات کے ساتھ ابہی پیشین گوئی پوری نہ ہوئی کیا اسقدر خوف اور دہشت کے قبضہ مین کسی کو کر دینا یہ انسان
کا کام ہے کیا کسی کو سخت بیمار کرنا اور کسیکو ہلاک کرنا انسانی افعال مین سے ہے - **کاش** ہمارے مخالف
خاص کر ڈاکٹر **مارٹین کلارک** صاحب اِس بات کو غور سے سمجہین اور اپنی تار کو جو ہماری طرف بہیجی
واپس لین اور ذرہ ایک منٹ کیلئے عقلمندی کو کام مین لاکر سوچین کہ پیشگوئی کے بعد کس **فریق پر**
میعاد کے اندر عام مصیبتین اور ذلتین پڑین - کیا وہ انجیل اُٹہا کر **قسم** کہا سکتے ہین کہ عیسائیون پر وہ مصیبتین
نہیں پڑین جنکا پہلے اُس سے نام و نشان نتہا - کیا خدا نے **ہزار لعنت** کی ذلت - موت - بیماری
خوف - سراسیمگی یہ سب اُنپر مسلط کر دیا یا ابہی اُسمین کچہہ شک ہے - کیا وہ لاعلاج ذلت جس نے تمام دنیا کو دکہا دیا
کہ پادریون کا قران کریم پر حملہ کرنا محض حماقت کی وجہ تہا نہ کسی بصیرت علمی سے وہ ایسی ذلت نہین ہے
جس سے ہمیشہ کیلئے موہنہ کالا رہے کیا کوئی پادریون مین سے **نور الحق** کے جواب پر قادر ہو سکا اور اگر
نہین قادر ہو سکا تو یہ ہزار لعنت کی **ذلّت کا رسّہ** کس کے گلے مین پڑا - ہماری گلے مین یا ڈاکٹر مارٹن
صاحب کے گروہ کے گلے مین - ہم کچہہ نہین کہتے آپ ہی فیصلہ کرین کہ یہ ذلت ہے یا نہین - کیا پادری
رآیٹ صاحب کی بیوقت موت نے جو پیشگوئی کے میعاد کے اندر تھی آپکے آنسو جاری نہ کئے - کیا مسٹر عبد اللہ آتھم
کی مصیبتون اور خوف زدہ ہو کر شہر بشہر پہرنے پر آپکا دل پگہلتا نہ رہا کیا اس حالت مین مسٹر آتھم صاحب
جلتے ہوئے تنور مین رہے یا بہشت مین - کوئی کسی مخالف کو جہوٹہا سمجہہ کر تو اس قدر رعب اس کی بات کا دل پر
غالب نہین کر سکتا جبتک خدا وہ رعب دل مین نہ ڈالے سو خدا تعالی نے اس خوف کو موت کا قایم مقام
بنا کر اپنے قدیم قانون کے موافق جسمانی موت کو دوسرے وقت پر ڈال دیا کیونکہ مسٹر عبد اللہ آتہم نے زہرہ گداز

خوف کے ساتھہ اس شرط کو پورا کیا جو الہام مین درج تھی اور موت سے مانع تھی اور اس جگہ یہ بھی بخوبی یاد رہے کہ ہاویہ
مین گرنے کی جو پندرہ ماہ کی میعاد تھی اسی میعاد کے اندر عیسائی فریق کے ہریک فرد نے ہاویہ مین سے حصہ لیا
ہان مسٹر عبد اللہ آتھم نے اگرچہ ایک ہاویہ تو دیکھہ لیا مگر اپنے خیالات کو حق کی عظمت کے نیچے لاکر اور حق کیطرف
رجوع دیکر وہ بڑا حصہ ہاویہ کا جو موت ہے نہین لیا اور الہامی شرط اپنے لینے سے بچ آگئی جیسا کہ پندرہ مہینون کے
میعاد الہام مین درج تھی ویسا ہی یہ شرط بھی جو میعاد کو غیر موثر کرتی ہے الہام مین ہی داخل تھی ÷

بالآخر ہم یہ بھی لکھنا چاہتے ہین کہ اسوقت جو ہم اس حاشیہ کو لکھہ رہے تھے امرتسر کے عیسائیون
اور ڈاکٹر کلارک مارٹن کیطرف سے ایک اشتہار پہنچا جو محمد سعید مرتد کیطرف سے شایع کیا گیا ہے اس اشتہار کا دندان شکن
جواب ہمارے اس اشتہار مین آگیا ہے لیکن اسوقت ناظرین کو پادری صاحبون کی ایک بڑی خباثت اور
خیانت پر مطلع کرتے ہین جسکی بغیر ۔ لوگ اس اشتہار کو لکھہ نہین سکتے تھے اور وہ خیانت یہ ہے کہ ہاویہ اور موت سے
بچنے کیلیے جو شرط ہم نے اپنی الہامی عبارت مین لکھی تھی یعنے یہ کہ بشرطیکہ حق کیطرف رجوع نہ کرے اس شرط کو عمدًا
اُنہون نے خیانت اور تحریف کی راہ سے الہامی عبارت مین سے گرا دیا کیونکہ یہ دھڑکا دل مین شروع ہوا کہ یہ شرط تمام
منصوبہ انکار برباد کرتی ہے اور خوب جانتے تھے کہ مسٹر عبد اللہ آتھم نے اپنے افعال کے ساتھہ اس شرط کی پناہ
لیلی ہے اور افعال کی قید تو صرف ظاہر بینون کے لحاظ سے کی ہے ورنہ جو کچھہ باطنی رجوع اور حسرات
کیطرف قدم اُٹھانا پوشیدہ طور پر ظہور مین آیا ہوگا اس حالت کو مسٹر عبد اللہ آتھم صاحب کا جی جانتا ہوگا غرض
اُنہون نے جو ہماری الہامی شرط کو عمدًا اپنے اشتہار سے گرا دیا تو اس مجرمانہ خیانت کے اختیار کرنے سے صاف
طور پر ثابت ہوتا ہے کہ عیسائی گروہ اس بات کا قائل ہے کہ مسٹر عبد اللہ آتھم نے اپنی حالت کو ایک مصیبت زدہ
حالت بنانے سے اور اسلامی عظمت کا ایک سخت خوف اپنے دل پر ڈالنے سے اس شرط سے فائدہ اُٹھایا اور گو ایک
درجے تک ہاویہ دیکھہ لیا اور الہامی الفاظ کو پورا کر دکھایا لیکن اسی شرط کی طفیل سے موت کے دنون کیلیے
مہلت لیلی - ہم اس دعوے مین مسٹر عبد اللہ آتھم صاحب کے دل کو گواہ قرار دیتے ہین نہ اور کسی کو - پس اگر کوئی
انکے حالات پر نظر ڈالنے سے مطمئن نہ ہو سکے اور اندھون کیطرح اُن کے واقعات سے آنکھین بند کرے
تو ہم اسکو اللہ تعالی کی قسم دیتے ہین کہ اگر وہ ایسی رائے شرارت اور خیانت کی راہ سے نہین بلکہ نیک دلی سے
رکھتا ہے تو مسٹر عبد اللہ آتھم صاحب کو اس معاملے کیلیے مستعد کرے جسکا ہم ذکر کر چکے ہین جسمین ان کا کچھہ
خرچ نہین آتا بلکہ چار ہزار روپیہ مفت ہاتھہ آتا ہے جس حالت مین وہ اس عاجز کو جھوٹا یقین کر چکے ہین تو دو حرف کا

اقرار کرنے مین کونسا انکا خرچ آتا ہے بلکہ ہم خود اطلاع یابی پر امرت سر آنے پر تیار ہین ورنہ بغیر اس تصفیہ کے جو شخص ہماری تکذیب کرے وہ خود کاذب اور لعنت اللہ علی الکاذبین کا مستحق ہے۔ ہم اسی شخص کے ہاتھ مین روپیہ دینے ہین وہ باضابطہ تحریر ہمکو دیکر جہان چاہے جمع کرا دے اور ہم اگر درخواست کے بعد تین ہفتہ تک روپیہ جمع نہ کرادین تو بیشک کاذب ہین۔ مگر درخواست اس اشتہار کے شایع ہونیکے بعد ایک ہفتہ تک ہمارے پاس آنی چاہئے تا جو جھوٹا ہو وہ ہلاک ہو ہم بار بار کہتے ہین اور بخدا ہم سچ کہتے ہین کہ مسٹر عبد اللہ آتہم عظمت اسلامی کو قبول کر کے اور حق کیطرف رجوع کر کے بچا ہے اب سارا جہان دیکھ رہا ہے کہ اگر مسٹر عبد اللہ آتہم کے نزدیک ہمارا یہ بیان صحیح نہین ہے تو وہ اس دوسرے جنگ کو بھی قبول کرینگے جبکہ سانچ کو آنچ نہین تو اُن کو مقابلہ سے کیا اندیشہ ہے اور پادری صاحبون نے جو الہامی فقرہ اپنے اشتہار مین سے خباثت کی راہ سے حذف کر دیا ہے اسکا ہمین اسوجہ سے افسوس نہین کہ جبکہ ان کے باپ دادا قدیم سے تحریف کرتے آئے ہین تو وہ بھی فطرتاً تحریف کیلئے مجبور تھے اور ضرور چاہئے تھا کہ تحریف کرین تا اُن کے نقش قدم پر چلین۔ والسلام علیٰ من تبع الہُدیٰ +

نکتہ لطیفہ

یہ بھی ایک سنت اللہ ہے کہ وہ اپنی پیشگوئیون اور نشانون کو اس طور سے ظہور مین لاتا ہے کہ وہ ایک خاص ایسے طایفہ کے لئے مفید ہون جو اسکے کامون مین تدبر کرنے والے اور سوچنے والے اور اسکی حکمتون اور مصالح کی تہ تک پہنچنے والے اور عقلمند اور پاکیزہ طبع اور لطیف الفہم اور زیرک اور متقی اور اپنی فطرت سے سعید اور شریف اور نجیب ہون اور اس طایفہ کو وہ باہر رکھتا ہے جو سفلہ مزاج اور جلد باز اور سطحی خیالات والے اور حق شناسی سے عاجز اور سوءظن کیطرف جلد جھکنے والے اور فطرتی شقاوت کا اپنے پر داغ رکھتے ہین وہ نافہمون کے دلون پر رجس ڈال دیتا ہے یعنی کچھ پردہ رکھ دیتا ہے تب اُن کو نور ایک تاریکی دکھائی دیتا ہے اور اپنی آرزؤن کی پیروی کرتے ہین اور ان کو چاہتے ہین اور سوچنے کا مادہ نہین رکھتے اور خدا تعالیٰ کی اِس

فعل سے غرض یہ ہوتی ہے کہ تا خبیث کو طیب کے ساتھ شامل نہ ہونے دے اور اپنے نشانون پر ایسے پردے ڈالدے جو ناپاک طبع کو پاکون کے ساتھ شامل ہونیسے رد کرین اور پاک طبع لوگون کا ایمان زیادہ کرین اور علم زیادہ کرین اور معرفت زیادہ کرین - اور صدق اور ثبات مین ترقی دین اور انکی زیرکی اور حقائق شناسی دنیا پر ظاہر کرین اور اُن کو اِس کسر شان اور بیعزتی سے محفوظ رکھین جو اِس حالت مین متصور ہے کہ جب ایک کج طبع اور سفلہ خیال اور نفس پرست اور نادان انکی جماعت مین شامل ہو جائے اور انکے ہم پہلو جگہ لے اور چونکہ خدا تعالی کا ارادہ ہوتا ہے جو اسکی جماعت کے آب زلال کے ساتھ کوئی پلید مادہ ملنے نہ پاوے اِس لئے وہ ایسی خصوصیت کے ساتھ اپنے نشانون کو ظاہر کرتا ہے کہ جس خصوصیت سے غبی اور ناپاک طبع لوگ حصہ نہین لے سکتے اور صرف اس رفیع الشان نشان کو رفیع الشان لوگ دریافت کرتے ہین اور اپنے ایمان کو اِس سے زیادہ کرتے ہین اور خدا تعالی قادر تہا کہ کوئی ایسا نشان دکہاتا کہ تمام موٹی عقل کے آدمی اور پست فطرت انسان جو صدہا نفسانی زنجیرون مین مبتلا ہین بدیہی طور پر اپنی نفسانی خواہشون کے مطابق اُسکو مشاہدہ کر لیتے مگر درحقیقت نہ کبھی ایسا ہوا اور نہ ہوگا - اور اگر کبھی ایسا ہوتا اور ہر ایک کج فطرت اپنی خواہشون کے مطابق نشان دیکہہ کر تسلی پا لیتے تو گو خدا تعالی تو ایسا نشان دکہلانے پر قادر تہا اور اس بات پر قدرت رکہتا تہا کہ تمام گردنین اس نشان کیطرف جہک جائین اور ہر یک نوع کی فطرت اسکو دیکہہ کر سجدہ کرے مگر اس دنیا مین جو ایمان بالغیب پر اپنی بنا رکہتی ہے اور تمام مدار نجات پانیکا ایمان بالغیب پر ہے وہ نشان حامی ایمان نہین ہو سکتا تہا بلکہ ربانی وجود کا سارا پردہ کہولکر ایمانی انتظام کو بکلی برباد کر دیتا اور کسی کو اس لائق نہ رکہتا کہ وہ خدا تعالی پر ایمان لاکر ثواب پانیکا مستحق رہے کیونکہ بدیہیات کا ماننا ثواب کا موجب نہین ہو سکتا اور جب ایک ایسا کھلا نشان دیکہہ کر تمام نالائق اور پست فطرت اور سفلی خیال کے آدمی اور بدچلن انسان ایک ہا ہو کر کے جماعت مین داخل ہو جاتے تو ان کا داخل ہونا پاک جماعت کے لئے ننگ اور عار ہو جاتا اور نیز خلق اللہ کا یک دفعہ رجوع کرنا اور کئی قسم کے فتنے پیدا کرتا انسانی گورنمنٹون مین بہی ایک تہلکا مچاتا - اِسلئے خدا تعالی کی حکمت اور مصلحت نے ابتدا سے نہین چاہا کہ نشان نمائی مین عوام کا شور و غوغا ہونے دے اسکی باتین ٹل نہین سکتین اور سب پوری ہوتی ہین اور ہونگی مگر ایسے طور سے جو قدیم سے سنت اللہ ہے -
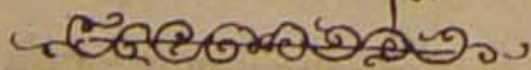
نوٹ: خاص جنڈیالہ مین بہی جہان سے مباحثہ شروع ہوا تہا ڈاکٹر یوحنا جسکو عین مباحثہ مین اہتمام طبع مباحثہ کا سپرد ہوا تہا [illegible] اور جو بلحاظ اپنی خدمات کے عیسائیون مین ایک اعلی رکن متصور ہوتا تہا اسپر بہیبت نشان کی پورا کرنیکو سولہ مہینے میعاد مقررہ کے اندر اس جہان سے کوچ

تنبیہ

ہم محض نصیحتہً للہ تمام مسلمانون کو مطلع کرتے ہین کہ اللہ جلشانہ کے فضل اور کرم سے عیسائیون کے گروہ کے مقابلہ مین
ہمکو فتح نمایان حاصل ہوئی ہے چنانچہ عیسائیون کے فریق مین سے مسٹر عبد اللہ آتہم جو بحث کیلئے منتخب کئے گئے
تہے اُنہون نے اپنے کئی مہینون کی سرگردانی اور غلبۂ خوف وہم سے ثابت کردیا کہ حق کی عظمت کو اُنہون نے
قبول کرلیا اور جو کچھ اُنکے حال کے آئینہ سے ظاہر ہے یہ قائم مقام اقرار کے ہی بلکہ ایک صورت مین اقرار سے
بہی واضح تر اور زیادہ تر تسلی کے لایق ہے کیونکہ بعض اوقات اقرار نفاق کیوجہ سے بہی ہوا کرتا ہے کئی یورپ کے
عیسائی لوگ اسلامی ممالک مین نفاق سے اظہار اسلام کردیتے ہین یا جیسے بعض دنیا پرست اپنی اغراض دنیوی
کے پورا کرنیکے لئے محض نفاق سے بپتسما پاکر ربنا المسیح کہنے لگتے ہین اور عیسٰی کے بندے کہلاتے ہین۔
لیکن مصیبت زدہ اور خوفناک حالت کے آئینہ سے جو ظاہر ہو اس مین نفاق کی گنجایش نہین بلکہ وہ فعلی اور حالی
اقرار ہے پس اسمین کچہہ شک نہین کہ مسٹر عبد اللہ آتہم نے مصیبت زدہ حالت اور خوفناک صورت کا وہ نمونہ
دکہلایا جس سے بڑہکر گنجایش نہین ہے۔ پہر بعد اسکے **ہمارا ایک ہزار روپیہ** کا اشتہار اُن کے اقرار پر ایک دوسرا
گواہ ناطق ہے اور اب بہی اگر کسی کو اقرار مین شک ہو تو بجز دیوانگی اور تاریکی خیال کے اور کیا کہہ سکتے ہین۔ پہر
ماسوا اسکے یہ بہی نہایت درجہ کی غلطی ہے کہ فریق مخالف مین سے بار بار صرف اس شخص کا ذکر کیا جاتا ہے
جو اُنہین سے اُن کے مشورہ اور اتفاق رائے سے بحث کیلئے منتخب کیا گیا تہا اور جو باقی اُس فریق کے
اشخاص ہین ان لوگون کا کوئی نام بہی نہین لیتا۔ ہم ایسے لوگون سے پوچہتے ہین کہ کیا ہمارے الہام مین
ہاویہ اور ذلت کے وعدہ پر صرف مسٹر عبد اللہ آتہم کا نام تہا۔ یا وہ الہام عام طور پر فریق کے لفظ سے ذکر
کیا گیا تہا اگر الہامی الفاظ مین **فریق** کا لفظ ہے تو کیون فریق کا لفظ صرف عبد اللہ آتہم کے وجود پر محدود
کیا جاتا ہے اور کیون تمام واقعات کو یکجائی نظر سے دیکہا نہین جاتا۔ کیا مسٹر عبد اللہ آتہم نے مستقل طور پر
بغیر کسی فریق قایم ہونے کے آپ ہی بحث کی تہی اور کوئی اُسکا معاون اور سرگروہ نہ تہا اور اگر ایک
فریق مخالف قایم ہوکر اُس فریق کے انتخاب سے مسٹر عبد اللہ آتہم بحث کیلئے چُنے گئے تہے تو پہر اُس
فریق کو باوجودیکہ الہامی عبارت مین داخل ہے کیون باہر رکہا جاتا ہے ہر یک منصف پر لازم ہے کہ الہام کے

نوٹ - اب بہی پندرہ ماہ کے بعد جو عیسائیون کیطرف سے اشتہار نکلا اسکی عبارت یہ ہے مسیحیون اور محمدیون کے جنگ مقدس کا ن

اصل الفاظ کی پیروی کرے نہ کہ اپنے خیال کے موافق کوئی نیا الہام بنا دے سو ہمکو ایسے لوگون پر ابھی تعجب آتا ہے کہ جو ناحق بوجہ صرف مسٹر عبداللہ آتھم تک الہامی پیشگوئی کو محدود کر کہتے ہین اور فریق کے لفظ کو غور سے نہین دیکھتے اور ایک کامل فتح کو اپنی قلت تدبر اور غفلت کی وجہ سے کامل فتح خیال نہین کرتے لیکن صداقت رد نہیں ہو سکتی بلکہ ہر ایک لڑائی اور سخت درجہ کے جھگڑے کے بعد بھی اسکو قبول کرنا ہی پڑیگا - اور کاغذات بحث کے مطالعہ کے بعد بہر حال ماننا پڑے گا کہ عبداللہ آتھم فریق مخالف مین سے **ایک جزو تھا** جسکو بحث کیلئے فریق مخالف کے دوسرے ممبرون نے منتخب کیا کیونکہ اس فریق نے اپنے کام بانٹ لئے تھے اور بحث کیلئے مسٹر عبداللہ آتھم اسیوجہ سے منتخب ہوا تھا کہ اُسکو اکسٹرا اسسٹنٹی کے زمانہ سے عبارت نویسی اور سخن سازی کی مشق بہت ہے +

اب آنکھین کھولو اور اندھے مت بنجاؤ اور غور سے دیکھو کہ کیا ان تمام فریق نے **ہاویہ** اور ذلت کا کچھہ مزہ چکھا یا ابتک ان لوٹ اور بالکل محفوظ ہے اور اگر اُس فریق مین سے افراد کثیرہ نے ہاویہ کا مزہ چکھہ لیا ہے تو کیون اُس پیشگوئی کی عظمت کے قایل نہین ہوتے - بھلا بتاؤ کہ مزہ چکھنے سے باہر کون رہا - جلدی مت کرو ایک عمیق فکر کے ساتھ سوچو اور زیادہ تر افسوس اُن بعض لوگون پر ہے کہ اس **فتح نمایان** پر اُنہون نے پوری بشاشت ظاہر نہین کی - مین ایسے لوگون کو مطلع کرتا ہون کہ یہ تو فتح ہے اور کامل فتح اور اس سے کوئی انکار نہین کریگا مگر خبیث القلب لیکن صادق تو ابتلاؤن کیوقت بھی ثابت قدم رہتے ہین اور وہ جانتے ہین کہ آخر خدا ہمارا ہی حامی ہوگا - اور یہ عاجز اگرچہ ایسے کامل دوستون کے وجود سے خدا تعالی کا شکر کرتا ہے لیکن باوجود اسکے یہ بھی ایمان ہے کہ اگرچہ ایک فرد بھی ساتھہ نہ رہے اور سب چھوڑ چھاڑ کر اپنا اپنا راہ لین تب بھی مجھے کچھہ خوف نہین - مین جانتا ہون کہ خدا تعالی میرے ساتھہ ہے اگر مین پیسا جاؤن اور کچلا جاؤن اور ایک ذرّے سے بھی حقیر تر ہو جاؤن اور ہر ایک طرف سے ایذا اور گالی اور لعنت دیکھون تب بھی مین آخر **فتحیاب ہون گا** مجھہ کو کوئی نہین جانتا مگر وہ جو میرے ساتھہ ہے مین ہرگز ضایع نہین ہو سکتا دشمنون کی کوششین عبث ہین اور حاسدون کے منصوبے لاحاصل ہین -

اے نادانو اور اندھو مجھ سے پہلے کون صادق ضایع ہوا جو مین ضایع ہو جاؤن گا - کس سچے وفادار کو خدا نے ذلت کے ساتھہ ہلاک کر دیا جو مجھے ہلاک کریگا - یقیناً یاد رکھو اور کان کھولکر سنو کہ میری روح ہلاک ہونیوالی روح نہین اور میری سرشت مین ناکامی کا خمیر نہین مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے جسکے آگے پہاڑ ہیچ ہین -

مین کسیکی پروا نہین رکہتا مین اکیلا تہا اور اکیلا رہنے پر ناراض نہین کیا خدا مجہی چہوڑ دیگا کبہی نہین چہوڑے گا
کیا وہ مجہے ضایع کر دیگا کبہی نہین ضائع کریگا۔ دشمن ذلیل ہونگے اور حاسد شرمندہ اور خدا اپنے بندہ کو ہر میدان
مین فتح دیگا۔ مین اسکے ساتھ وہ میرے ساتھ ہے کوئی چیز ہمارا پیوند توڑ نہین سکتی اور مجہی اسکے عزت اور
جلال کی قسم ہے کہ مجہی دنیا اور آخرت مین اس سے زیادہ کوئی چیز بہی پیاری نہین کہ اُسکے دین کی عظمت
ظاہر ہو اسکا جلال چمکے اور اُسکا بول بالا ہو کسی ابتلا سے اُسکے فضل کے ساتھ مجہے خوف نہین اگرچہ ایک
ابتلا نہین کروڑہا ابتلا ہو۔ ابتلاؤن کے میدان مین اور دکہون کے جنگل مین مجہی طاقت دیگئی ہے سه

من نہ آنستم کہ روز جنگ بینی پشت من　　آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے

پس اگر کوئی میرے قدم پر چلنا نہین چاہتا تو مجہہ سے الگ ہوجائے مجہی کیا معلوم ہے کہ ابہی کون
کون سے ہولناک جنگل اور پر خار بادیہ درپیش ہین جنکو مین نے طے کرنا ہے پس جن لوگون کے نازک
پیر ہین وہ کیون میرے ساتھ مصیبت اٹہاتے ہین۔ جو میرے ہین وہ مجہہ سے جدا نہین ہوسکتے
نہ مصیبت سے نہ لوگون کے سب و شتم سے نہ آسمانی ابتلاؤن اور آزمایشون سے اور جو میرے نہین
وہ عبث دوستی کا دم مارتے ہین کیونکہ وہ عنقریب الگ کئے جائین گے اور اُن کا پچہلا حال اُن کے
پہلے سے بدتر ہوگا۔ کیا ہم زلزلون سے ڈرسکتے ہین۔ کیا ہم خدا تعالی کے راہ مین ابتلاؤن سے خوفناک
ہوجائین گے۔ کیا ہم اپنے پیارے خدا کی کسی ازمایش سے جدا ہوسکتے ہیں ہرگز نہین ہو سکتے
مگر محض اسکی فضل اور رحمت سے۔ پس جو جدا ہونے والے ہین جدا ہوجائین اُن کو وداع کا سلام
لیکن یاد رکہین کہ بدظنی اور قطع تعلق کے بعد اگر پہر کسیوقت جہکین تو اس جہکنے کی عند اللہ ایسی عزت
نہین ہوگی جو وفادار لوگ عزت پاتے ہین کیونکہ بدظنی اور غداری کا داغ بہت ہی بڑا داغ ہے

اکنون ہزار عذر بیاری گناہ را
مرشوے کردہ را نبود زیب دختری

نیم عیسایون کا ذکر

بعض نام کے مسلمان جنکو نیم عیسائی کہنا چاہئے اس بات پر بہت خوش ہوئے کہ عبد اللہ آتہم نے

ماہ تک نہیں مرسکا اور مارے خوشی کے صبر نہ کرسکے آخر اشتہار نکالے اور اپنی عادت کے موافق بہت کچھہ ان مین گند بکا اور اُس ذاتی بخل کیوجہ سے جو میرے ساتھ تہا اسلام پر بہی حملہ کیا کیونکہ میرے مباحثات اسلام کی تائید مین تہے نہ میرے مسیح موعود ہونے کی بحث مین غایت درجہ مین اُن کے خیال مین کافر تہا یا شیطان تہا یا دجال تہا۔ لیکن بحث تو جناب رسول اللہ صلعم کی صداقت اور قرآن کریم کی فضیلت کے بارہ مین تہی اور صادق کاذب کی یہ تشریح لکہی گئی ہے کہ جو شخص سچے دل سے حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہے اور قرآن کریم کو اللہ تعالی کا کلام سمجہتا ہے وہ صادق ہے۔ اور جو حضرت مسیح کو خدا جانتا ہے اور حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے انکاری ہے وہ کاذب ہے۔ اسی فیصلہ کیلئے الہام پیش کیا گیا تہا لیکن ہمین آکہینچکر کہنا پڑا کہ مخالف مولویون نے مجہے دروغگو ثابت کرنیکے لئے اللہ اور رسول کی عزت کا ذرہ خیال نہ کیا اور میرا مغلوب ہونا اس بحث مین تسلیم کرلیا اور اِس صریح نتیجہ سے کچہہ بہی نہ ڈرے جو مغلوب ہونیکی حالت مین فریق مخالف کے ہاتہہ مین آتا ہے اور جب میان ثناء اللہ وسعد اللہ و عبد الحق وغیرہ نے عیسائیون کا غالب ہونا مان لیا تو پہر کیون یہ لوگ اپنے اشتہارون مین عیسائیون کے حال پر افسوس کرتے ہین کہ اونہوں نے اسلام کی تکذیب کے لئے یہ حجت قرار دی جبکہ بحث اسلام اور عیسائیت کے صدق وکذب کی تہی نہ میرے کسی خاص عقیدہ کی تو نعوذ باللہ اگر مین مغلوب ہون تو پہر دشمن کے لئے حق پیدا ہو گیا کہ اپنی عیسائیت کے صدق کا دعوی کرے امور بحث پر نظر چاہیئے نہ مباحث پر مثلاً اگر ہمارے طرف سے ایک بہنگی یا چار جو دین سے بالکل الگ ہے اسلامی حمایت مین عیسائیون کے ساتھ مباہلہ کرے تو پہر بہی یہ ممکن نہ ہوگا کہ عیسائی فتحیاب ہون اور خدا تعالی اُسکا بہنگی یا چمار ہونا نہین دیکہے گا بلکہ اپنے دین کی عزت محفوظ رکہہ لیگا اور کبہی اسلام کو سبکی نہین دکہلائیگا۔

تمہین معلوم ہوگا کہ بعض کافر اور بت پرست آنحضرت صلعم سے عہد صلح کرکے دوسری کافرون کے ساتھ لڑتے تہے اور چونکہ اُس حالت مین مؤید اسلام تہے تو دشمنوں پر فتح پاتے تہے سو فرض کرو کہ مین تمہاری نظر مین سب کافرون سے بدتر ہون اور دوسرے کافر تو خالدین فیہا ابدا کے جہنم مین سزا پائین گے اور میری سزا تمہاری نظر مین اِس سے بہی بڑہکر ہے کیونکہ تمنے میرا نام نہ صرف کافر بلکہ اکفر رکہا مگر تاہم سوچنے کا مقام تہا کہ امور بحث مین اِن باتون کا کچہہ بہی دخل نہ تہا جنکی وجہ سے مجہہ کو آپ لوگ کافر اور اکفر اور دجال کہتے ہین بلکہ زیر بحث وہی باتین تہین جنکے لئے ہر یک مسلمان کو غیرت کرنی چاہیئے اور پہر طرفہ تر یہ کہ مجہہ کو

مغلوب اور عیسایون کو غالب بتلاتے ہین یہ **ایسا سفید جہوٹ ہی** کہ کسی طرح چہپ نہین سکتا -
پیشگوئی کے مسٹر عبد اللہ آتہم کی نسبت دو پہلو تہے نہ صرف ایک اور خدا تعالی نے اُس پہلو کو جو شگو
کیا گیا تہا یعنے **موت** کو چہوڑ دیا کیونکہ عبد اللہ آتہم کی موت کو کچہہ ایک معمولی بات اور قریب قیاس سمجہا
گیا تہا اور **دوسرا** پہلو حق کیطرف رجوع کرنا تہا اُس پہلو کو خدا تعالی نے عبد اللہ آتہم کے **افعال** سے
ثابت کر دیا - اگر کوئی مولویون میں سے کہے کہ ثابت نہین تو اگر وہ **اس بات** مین سچا اور **حلال زادہ**
ہے تو عبد اللہ آتہم کو اِس **حلف** پر آمادہ کرے جو ہم لکہ چکے ہین اگر عبد اللہ آتہم قسم کہالے تو ہم بلا توقف
ہزار روپیہ بلکہ اب **تو دو ہزار روپیہ** باضابطہ تحریر لیکر دینگے - پہر اگر وہ ایک سال تک فوت نہ ہوا تو
جو مولوی لوگ ہمارا نام رکہین سب سچ ہوگا ورنہ اِس تصفیہ سے پہلے جو شخص اِس فتح نمایان کو قبول نہین
کرتا خواہ وہ امرتسری ہے یا غزنوی یا لدہیانوی یا دہلوی یا بٹالوی وہ سراسر ظلم کرتا ہے اور خبردار رہے
کہ خدا تعالی کی ظالمون اور کاذبون پر لعنت ہی - جبتک عبد اللہ آتہم دو ہزار روپیہ لیکر ایسا دشمن اسلام
نہوسے اور حضرت مسیح کو خدا سمجہنے کا اقرار نہ کرلے اور پہر اُسپر ایک برس بخیر نہ گذر جائے ہم کسی طرح کاذب نہین
ٹہر سکتے - ہمین اپنے الہام سے خدا تعالی نے جتلا دیا ہے کہ اُس نے عظمت اسلام قبول کرکے اور اسلامی
پیشگوئی کی وجہ سے اپنے پر ہم و غم لیکر شرط الہامی سے فایدہ اُٹہالیا - اب اگر بغیر اس امتحان کے کوئی
شخص ہمارا نام **کاذب رکہے** اور ہمین مغلوب خیال کرے تو وہ **کاذب** اور مورد لعنت اللہ علی
الکاذبین ہے اور پاک فطرت سی بے نصیب اُسکو چاہئے کہ عبد اللہ آتہم کے پاس جاکر ہاتہہ پیر جوڑے
اور بہت خوشامد کرے کہ وہ شرط مذکورہ کی پابندی سے ہزار روپیہ مجہہ سے لیلے - اور اس قطعی فیصلہ کے
بالمقابل کہڑا ہو جائے ورنہ میان عبد الحق غزنوی ہو یا میان ثناء اللہ یا سعد اللہ یا غلام رسول یا کوئی اور ہو
خوب یاد رکہین کہ مسلمان کہلاکر بے وجہ عیسائیون کو غالب قرار دینا اور سراسر ظلم کے راہ سے اُن کا نام
فتح یاب رکہنا یہ حلال زادون کا کام نہین چاہئے کہ اب بہی سمجہہ جائین اور یقینا اور غور کرکے دیکہہ لین کہ
اِس بحث مین عیسائی مغلوب ہوئے ہین - اُن کے فریق پر خدا تعالی نے ہر طرح سے آفت اور ذلت
ڈالی چنانچہ اس فریق مین سے ایک پادری صاحب تو فوت ہوگئے اور دو مر کے نیچے اور بعضون کے
گلے مین ہزار لعنت کی ذلت کا رستہ پڑگیا جس رستہ سے وہ اپنی گردنون کو چہوڑا نہ سکے - **اب ایمانا کہو**
فتح کس کی ہوئی اور مباہلہ کا بد اثر کس پر پڑا خدا تعالی سے ڈرو اور ڈہٹہتی نہ

وہ تجاوز کرنیوالوں کو دوست نہیں رکھتا۔ توبہ کرو تا توبہ کا پھل پاؤ۔ غضب کی بات ہو کہ خدا تعالیٰ نے تو اس پیشگوئی کے بعد **فریق مخالف** کے ہریک فرد پر قہر نازل کیا موت نازل کی ذلّت نازل کی بیماری نازل کی خوف نازل کیا اور پھر بھی کہا جاتا ہے کہ عیسائی غالب رہے ہیں۔ لوگو! ایک دن مرنا ہے یا نہیں بیشک عیسائیوں کی حمایت کرو اور سچ کو چھوڑ دو۔ رب العرش دیکھ رہا ہے کہ تم کیا کر رہے ہو جو شخص درحقیقت عزت پا گیا تم اسکو ذلیل کر سکتے ہو اے غزنوی گروہ کے لوگو! **اے امرتسر** کے مسلمانو مگر اسلام کے دشمنو اور اے لدھیانہ کے سخت دل مولویو اور منشیو!!! خوب سوچ لو کہ تم کیا کام کر رہے ہو اور اے غزنویو تم ذرا آنکھ کھول کر دیکھ لو کہ تمہارا **مباہلہ تم پر ہی پڑا** جھوٹے اشتہاروں سے شرم کرو اور یہ میرا تمام رسالہ غور سے پڑھو تا تمہیں معلوم ہو۔ **والسّلام علیٰ من اتبع الھُدیٰ**۔

میان عبدالحق صاحب غزنوی اور دوسرے غزنوی صاحبوں کی جھوٹی خوشی اور ان کو للہ نصیحت اور اُن کے مباہلہ کا

آخری نتیجہ

ہمنے سُنا ہے کہ میاں عبدالحق اور میاں عبدالجبار اور اُن کے گروہ کے آدمی اس بات پر اپنے **جوش تعصب** اور قلّت تدبر کی وجہ سے بہت ہی خوش ہو رہے ہیں کہ عبداللہ آتھم پندرہ مہینہ میں نہیں مرا اور وہ زندہ امرتسر میں آگیا۔ اور ان لوگوں نے عبداللہ آتھم کی زندگی پر نہ صرف خوشی ہی کی بلکہ انہوں نے اسکو میاں عبدالحق کے مباہلہ کا ایک اثر تصور کیا گویا ان خوش فہموں کے خیال میں اس مباہلہ کا یہ پھیر زوال پڑا ہے۔ سو اوّل تو ہم اِس جھوٹی خوشی اور اثر مباہلہ کی نسبت ان بزرگواروں کو جو ابتک خواب غفلت میں ہیں اور سُنس رہے ہیں یہ دشمن گداز خبر سناتے ہیں کہ ایسا سمجھنا کہ الہام غلط نکلا اور عیسائیوں کو فتح ہوئی اِس سے زیادہ کوئی بھی حمق نہیں † اگر آپ لوگ پہلے تحقیق کر لیتے

† **نوٹ** ایک نادان ہندو زادہ نام کا نو مسلم سعداللہ نام جو عیسائیوں کی فتح یابی ثابت کرنے کے لئے

تو آپ کو شرمندگی اور خجالت اب اٹھانی نہ پڑتی - اب اے تمام حضرات آپ پر واضح رہے کہ در اصل
اسلام کی فتح ہوئی اور عیسائیوں کو بڑی بھاری شکست آئی - اور اس بالمقابل فریق پر طرح طرح کی آفات نازل
ہوئیں کوئی موت کے پنجہ مین پھنسا کوئی اُسکا ماتم دار بنا - کسی نے بیماری کا سخت دکھہ اُٹھایا - کوئی ذلیل اور
خوار ہوا اور کوئی ہزار لعنت کا نشانہ بنا اور کوئی خوف اور دیوانگی اور سراسیمگی مین مبتلا ہوا اور نہ مُردون
مین رہا اور نہ زندون مین اور ایک بھی ہاویہ سے بچ نہ سکا - پس افسوس ہے کہ جن لوگون کو مطہر عبد اللہ آتھم

بقیہ حاشیہ اِسقدر اپنی فطرتی شیطنت سے ہاتھ پیر مار رہا ہے کہ گویا اسی غم مین مر رہا ہے لدھیانہ سے اپنے
ایک اشتہار مین لکھتا ہے کہ اگر اس بحث کے بعد جو عیسائیت اور اسلام کے صدق وکذب کی تحقیق
مین کیگئی تھی عیسائی فریق پر مصیبتین پڑین تو کیا تمہارے بیعت کنندون مین سے مولوی
حکیم نوردین صاحب کا ایک شیر خوار بچہ فوت ☩ نہیں ہو گیا - لیکن اس نادان عدو الدین نے نہیں سمجھا
کہ اول تو وہ شیر خوارہ بچہ جو روز ولادت سے ہی بیمار اور ضعیف الخلقت تھا فریق کے لفظ مین داخل
نہیں ہو سکتا کیا وہ بھی عیسائیون کے ساتھ بحث کرنے گیا تھا کہ تا اُسکا فوت ہونا عیسائی مذہب

☩ حاشیہ در حاشیہ

اِس تحریر کے لکھنے کے بعد مجھ پر نیند غالب ہو گئی اور مین سو گیا اور خواب مین دیکھا
کہ اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب ایک جگہ لیٹے ہوئے ہین اور انکی گود مین ایک بچہ
کھیلتا ہے جو انہیں کا ہے اور وہ بچہ خوش رنگ خوبصورت ہے اور آنکھیں بڑی بڑی ہین
مینے مولوی صاحب سے کہا کہ خدا نے بعوض محمد احمد آپ کو وہ لڑکا دیا کہ رنگ مین شکل مین طاقت
مین اُس سے بدرجہا بہتر ہے اور مین دل مین کہتا ہون کہ یہ تو اور ہی کا لڑکا معلوم ہوتا ہے کیونکہ
پہلا لڑکا تو ضعیف الخلقت بیمار سا اور نیم جان سا تھا اور یہ تو قوی ہیکل اور خوش رنگ ہے اور پھر میرے
دل مین یہ آیت گذری جسکا زبان سے سنانا یاد نہیں اور وہ یہ ہے ما ننسخ من آیة او ننسها نأت
بخیر منها او مثلها الم تعلم ان اللہ علی کل شیٔ قدیر اور مین جانتا ہون کہ یہ خدا تعالیٰ کیطرف سے
اُس عدو الدین کا جواب ہے کیونکہ اُس نے عیسائیون کا حامی بنکر اسلام پر حملہ کیا اور وہ بھی بیجا
اور بے ایمانی سے بھرا ہوا حملہ - اور ایک جزو اس خواب کی یہ بھی مینے دیکھا کہ اُس بچہ کے بدن پر کچھہ پھنسی
یا ثولول کی مشابہ بخارات نکل رہی ہین اور کوئی کہتا ہے کہ اسکا علاج ہلدی اور ایک اور چیز ہے واللہ اعلم
منہ

کی زندگی سے خوشی ہوئی وہ کیسے بیوقوف ہین اُنہون نے کہان سے اور کس سے سُن لیا کہ الہامی عبارت نے صرف عبداللہ آتہم کے مرنے کی ہی خبر دی تہی اور کوئی شرط نہ تہی اور صرف موت پر ہی حصر تہا دوسری کوئی بہی بات نہین تہی - یہ بخل اور تعصب اور شتاب کاری کی سزا ہے - جواب ہمارے مخالفون کو اِن جہوٹی خوشیون کی ایسی ندامت اُٹہانی پڑیگی جو مرنے سے بدتر ہے -

اے حضرات الہام مین تو موت کا ذکر ہی نہین ہان ہماری تشریحی عبارت مین ہاویہ کے لفظ

بقیہ حاشیہ کی صداقت پر دلیل ہو سکے اور دوسرے یہ الہام ہماری طرف سے تہا جو عیسایون پر یہ آفتین پڑیگی اور ہم برابر اور متواتر شرح کر چکے ہین کہ اُس الہام کا مصداق وہ عیسائی ہین جو بحث کیوقت مباحث یا حامی بحث تہے اور عیسائیون کو تو کوئی الہام نہین ہوا تہا کہ ہماری بیعت کنندون مین سے کسیکا کوئی شیر خوار بچہ فوت ہو جائیگا - پس جبکہ تفہیم الٰہی کی رو سے الہام صرف فریق مخالف کے نفوس سے خاص تہا اور عیسائیون کیطرف سے کوئی الہام نہ تہا اور نہ مباہلہ کے طور پر ہماری طرف سے اپنی لئے بد دعا تہی اور نہ عیسائیون کیطرف سے کوئی بد دعا تہی صرف عیسایون کے بارے مین ایک الہام تہا پس کسی شیر خوارہ بچہ کا فوت ہو جانا کیا اِس بات کی دلیل ہو سکتی ہے کہ عیسائی مذہب کی سچائی ثابت ہوئی - کیا عیسایون نے بہی کوئی الہام بتلایا تہا یا بد دعا کی تہی بلکہ وہ صرف ہمارا الہام تہا جسکے بارہ مین ہمنے بتلا دیا تہا کہ یہ عیسایون کی نسبت ہی اور یہ کہنا کہ بعض مسلمان اس الہام کے بعد عیسائی ہو گئے اِس سے بہی عیسایون کی صداقت پر ایک دلیل سمجہنا صرف ایک **خباثت** ہے اِس سے زیادہ نہین +

اَے نادان عدو اللہ اگر اِس عرصہ مین دو چار فاسق نام کے مسلمانون مین سے جنکو ہم نے بدمعاش پاکر اپنی جماعت سے پہلے ہی خارج کر دیا تہا مُردار دُنیا کے لئے عیسائی ہو گئے تو ہم تجہے ثبوت دیتے ہین کہ اِس پندرہ مہینہ مین صدہا عیسائی خالصاً للہ مسلمان ہوئے پہر آخری الزام اِس ہندوزادہ کا یہ ہے کہ اگر مباحثہ کے بعد دو پادری سخت بیمار ہو گئے تو یہ بہی کچہہ دلیل نہین کیونکہ تم بہی تو اکثر بیمار رہتے ہو تو اسکا **جواب یہ ہی** کہ اگر مین اِس پندرہ مہینہ مین بیمار رہا تہا تو تمہارے کس بزرگ نے وہ تمام **عربی کتابین** اِن پندرہ مہینون مین تالیف کین جن کے ساتھ عیسایون کے لئے پانچہزار روپیہ کا انعام تہا اور جن کے مقابل پر اگر تمام پادری کوشش کرتے کرتے مر بہی جائین تب بہی انکی نظیر نہیں بنا سکتے

سے جو ہمنے عبد اللہ آتھم کی نسبت سمجھا ضرور موت کا لفظ موجود ہے۔ مگر الہام مین یہ شرط بھی تو تھی کہ اُس
حالت مین ہاویہ مین گریگا کہ جب حق کیطرف رجوع نہ کرے۔ خدا تعالی نے میرے پر ظاہر کر دیا کہ اس نے حق کی
طرف رجوع کیا۔ اور وہ ڈرا اور اسلامی عظمت اُسکے دل مین سما گئی۔ اِس لئے اللہ تعالی نے اپنی سنت قدیم
کے موافق عذاب موت اس سے بیباکی کے دنون تک اُٹھا لیا۔ کیا کبھی قرآن کریم آپ لوگون نے غور سے
پڑھا یا کھانے پینے پر ہی کمر باندھ رکھی ہے۔ کیا یاد نہین کہ کسی مقام مین اللہ تعالی فرماتا ہے کہ ڈرنیوالون پر
دنیوی عذاب نازل نہین ہوتا۔ دنیوی عذاب کے لئے صرف کفر ہی کافی نہین بلکہ شوخی شرارت تکبر استعلاء
اور مومنون کو آزار دینا اور حد سے بڑھنا ضروری ہے۔ لیکن عبد اللہ آتھم نے اِن پندرہ مہینون مین کوئی
شوخی اور تکبر نہین دکھلایا۔ اسلام کی کوئی توہین نہین کی۔ اور کوئی تحقیر اور استہزا کا رسالہ نہین نکالا بلکہ
اپنی مصیبت مین پڑا رہا اور اپنے افعال سے دکھا دیا کہ وہ سخت ڈرا اور اسلامی عظمت ایک چمکتی ہوئی
تلوار کی طرح اُسکو نظر آئی۔ اِسلئے حق کیطرف رجوع کرنیکی جو شرط تھی اُسنے اُس سے اِس قدر حصہ لیا جس نے اس کامل
عذاب مین تاخیر ڈالدی اور یہ تو ظاہر کے خیال سے ہے اور جسقدر اُس نے اپنی اندرونی حالت درست
کی ہوگی اور تضرع کیا ہوگا وھم یستغفرون کا مصداق بنا ہوگا۔ یہ علم اُسکو ہے یا خدا تعالی کو وہ خدائے
رحیم و کریم کسیکا ایک ذرہ عمل بھی ضایع نہین کرتا اور جبکہ موت سے بچنے کیلئے عبد اللہ آتھم کے لئے یہ ایک راہ
موجود تھی اور اسکی پُرخوف حالتین جن حالتون مین اُس نے یہ زمانہ گذارا صاف ظاہر کر رہی ہین کہ اُس نے
کسیقدر اس راہ کیطرف قدم رکھا اگرچہ وہ قدم کامل ہو یا ناقص اُسکا علم اسکو ہوگا تو پھر کیون وہ اس قدم کے

بقیہ حاشیہ

اے عدو اللہ جھوٹھ اور افترا سے باز آجا۔ کیا تجھے معلوم نہین کہ ان پندرہ مہینون مین کیا کیا عجیب
عربی کتابین میری طرف سے نکلین اور اس تھوڑے عرصہ مین دس کے قریب تائید اسلام مین مینے
کتابین لکھین جو شایع بھی ہوگئین کیا یہ بیمار کا کام ہے کرامات الصادقین کس زمانہ مین لکھی گئی سر الخلافہ
کب تالیف ہوئی نور الحق کی دونون جلدین کس نے اور کب بنائین۔ تحفہ بغداد کب شایع ہوا کیا
یہ کتابین وہی کتابین نہین ہین جو اس پندرہ مہینہ میعاد پیشگوئی کے اندر لکھی گئین اگر کوئی مولوی مخالف
و مکفر بٹالوی وغیرہ پندرہ برسون مین بھی ایسی کتابین بناکر دکھلاوے تو ہم مان لین گے کہ ہم اس پندرہ مہینہ
مین بیمار رہے ورنہ اب تو بجز اسکے کچھ نہین کہہ سکتے کہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ منہ

رکھنے سے اور کسی قدر اصلاح سے فایدہ نہ اُٹھاتا اور خواہ وہ رجوع **ایک ذرہ** کے موافق تھا لیکن
تب بھی اُسکا کم سے کم یہ فایدہ ہونا چاہئیے تھا کہ موت کے عذاب مین تاخیر ڈال دے کیونکہ اللہ جلشانہٗ
فرماتا ہے **ومن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ** سو اُس نے حسب سنت اللہ اور شرط الہام کے
اس رجوع کا فایدہ دیکھ لیا اب الہام کا کیا قصور ہے کیا الہام مین یہ نہین لکھا تھا کہ ہاویہ مین گریگا لیکن بشرطیکہ
حق کیطرف رجوع نہ کرے یہ بھی یاد رہے کہ رجوع ایک فعل قلب ہے خلق اللہ کی اطلاع اسمین ضروری نہین۔
ہان اسکی حالت شوریدہ پر نظر ڈالنے والے حقیقت تک پہنچ سکتے ہین الغرض خدا تعالی نے اسکو ہم
و غم مین پایا اور اسکو رجوع مین داخل سمجھ کر شرط قرارداده کو پورا کیا اور یہ بات تمام انبیا کے اتفاق سے
مسلم ہے کہ ڈرنیوالے پر عذاب دنیا نازل نہین ہوتا۔ بلکہ بیباک اور حد سے بڑھنے والے پر ہوتا ہے
اور ہمنے تو تمام کتابین دیکھین اور قران کریم کو اول سے آخر تک پڑھا۔ مگر یہ واقعہ کسی کتاب مین نہ دیکھا
کہ کبھی کسی ڈرنیوالے کافر پر پتھر برسے یا کسی ہراسان اور ترسان منکر پر اس کے انکار کی وجہ سے بجلی پڑی
بلکہ کفر کی سزا کیلئے دوسرا گھر موجود ہے اِس دنیا مین تو شوخون اور منکرون اور موذیون اور ظالمون
پر جب وہ حد سے بڑھ جاتے ہین عذاب نازل ہوتا ہے۔ اب آنکھین کھول کر سوچنا چاہئیے کہ باوجود
اِس سنت قدیمہ اور موجودگی شرط کے کیون عبد اللہ آتھم پر عذاب موت نازل ہو۔ ہان اگر یہ دعوے کرو
کہ عبد اللہ آتھم نے ایک ذرہ حق کیطرف رجوع نہین کیا اور نہ ڈرا تو اس وہم کی بیخکنی کے لیئے یہ سیدھا اور صاف
معیار ہے کہ ہم عبد اللہ آتھم کو **دو ہزار روپیہ** نقد دیتے ہین۔ وہ تین مرتبہ قسم کھا کر یہ اقرار کرے کہ مینے
ایک ذرہ بھی اسلام کیطرف رجوع نہین کیا اور نہ اسلامی پیشگوئی کی عظمت میرے دل مین سمائی بلکہ
برابر سخت دل اور دشمن اسلام رہا اور مسیح کو برابر خدا ہی کہتا رہا۔ پھر اگر ہم اُسیوقت بلا توقف دو ہزار روپیہ
نہ دین تو ہمپر لعنت اور ہم جھوٹے اور ہمارا الہام جھوٹا۔ اور اگر عبد اللہ آتھم قسم نہ کھائے یا قسم کی سزا میعاد کے
اندر نہ دیکھ لے تو ہم سچے اور **ہمارا الہام سچا**۔ پھر بھی اگر کوئی تحکم سے ہماری تکذیب کرے اور اِس
معیار کیطرف متوجہ نہ ہو اور ناحق سچائی پر پردہ ڈالنا چاہے تو بیشک وہ **ولد الحلال** اور نیکذات
نہین ہوگا کہ خواہ نخواہ **حق سے روگردان** ہوتا ہے اور اپنی شیطنت سے کوشش کرتا ہے
کہ **سچے** جھوٹے ہو جائین۔

اب اِس سے زیادہ صاف اور کون فیصلہ ہوگا کہ ہم دو کلمون کے مول مین خود اور مستقیم

مین جاکر دو ہزار روپیہ دیتے ہین مسٹر عبد اللہ آتہم اگر درحقیقت مجھکو کاذب سمجھتا ہے اور جانتا ہے کہ اکیذرہ
بھی اس نے اسلامی عظمت کیطرف رجوع نہین کی تو وہ ضرور بلا توقف عبارت مذکورہ بالا کے موافق اقرار
کردیگا کیونکہ اب تو وہ اپنے تجربہ سے جان چکا کہ مین جہوٹا ہون اور مسیح کی حفاظت کو اُس نے مشاہدہ
کرلیا پھر اِس مقابلہ سے اُسکو کیا خوف ہے کیا پہلے پندرہ مہینون مین مسیح زندہ تہا او
مسٹر عبد اللہ آتہم کی حفاظت کرسکتا تہا اور اب مر گیا ہے اسلئے نہین کرسکتا جبکہ عیسائیون نے اپنے
اشتہارون مین یہ کہہ کے اعلان دیا ہے کہ خداوند مسیح نے مسٹر عبد اللہ آتہم کیجان بچائی تو پہر اب بھی خداوند
مسیح جان بچائیگا۔ کوئی وجہ معلوم نہین ہوتی کہ اب مسیح کے خداوند قادر ہونے کی نسبت مسٹر عبد اللہ آتہم
کو کچھہ شک اور تردد پیدا ہو جائے اور پہلے وہ شک نہ ہو بلکہ اب تو بہت یقین چاہئے کیونکہ اُسکی خداوندی
اور قدرت کا تجربہ ہو چکا اور نیز ہمارے جہوٹھ کا تجربہ۔ لیکن یاد رکھو کہ مسٹر عبد اللہ آتہم اپنے دل
مین خوب جانتا ہے کہ یہ باتین سب جہوٹ ہین کہ اس کو مسیح نے بچایا جو خود مر چکا وہ کسکو بچا سکتا ہے اور جو مر گیا
وہ قادر کیونکر ہوا خداوند کیسا بلکہ سچ تو یہ ہے کہ سچے اور کامل خدا کے خوف نے اُسکو بچایا اگر اب نادان عیسائیون
کی تحریک سے بیباک ہو جائیگا تو پہر اس کامل خدا کیطرف سے بیباکی کا مزہ چکھیگا۔ غرض اب ہمنے فیصلہ کی صاف صاف
راہ بتادی اور جہوٹے سچے کیلئے ایک معیار پیش کردیا۔ اب جو شخص اس صاف فیصلہ کے برخلاف شرارت اور عناد
کی راہ سے بکواس کریگا اور اپنی شرارت سے بار بار کہیگا کہ عیسائیونکی فتح ہوئی اور کچھہ شرم اور حیا کو کام نہین لائیگا
اور بغیر اسکے جو ہمارے اس فیصلہ کا انصاف کی رو سے جواب دے سکے انکار اور زبان درازی
سے باز نہین آئیگا اور ہماری فتح کا قایل نہین ہوگا تو صاف سمجھا جاویگا کہ اُسکو ولد الحرام بننے کا
شوق ہے اور حلال زادہ نہین۔ پس حلال زادہ بننے کے لئے واجب یہ تہا کہ اگر وہ مجھے جہوٹا جانتا ہے
اور عیسائیون کو غالب اور فتحیاب قرار دیتا ہے تو میری اِس حجت کو واقعی طور پر رفع کرے جو مینے
پیش کی ہے پس اُسپر کہانا پینا حرام ہے اگر وہ اِس اشتہار کو پڑہے اور مسٹر عبد اللہ آتہم کے پاس نہ جائے
اور اگر خداوند تعالی کے خوف سے نہین تو اِس گندے لقب کے خوف سے بہت زور لگادے کہ تا وہ کلمات
مذکورہ کا اقرار کردے اور تین ہزار روپیہ لے لے اور یہ کارروائی کر دکھاوے پہر اگر عبد اللہ آتہم میعاد قرار دادہ سے
بچ جائے تو بیشک تمام دُنیا مین مشہور کردے کہ عیسائیون کی فتح ہوئی ورنہ حرامزادہ کی یہی نشانی ہے
کہ سیدہی راہ اختیار نہ کرے اور ظلم اور ناانصافی کی راہون سے پیار کرتا ہے اگر کسی کو ایسا ہی اسلام سے بغض

اور عیسائیت کیطرف میل ہے اور بہرصورت عیسایون کو فتحیاب بنانا چاہتا ہے تو اب اِس راہ کے سوا اور تمام راہین بند ہین نہ ہم کسی کو ولد الحرام کہتے نہ حرامزادہ نام رکہتے بلکہ جو شخص ایسے سیدہے اور صاف فیصلہ کو چہوڑ کر زبان درازی سے باز نہین رہیگا وہ آپ یہ تمام نام اپنے لئے اختیار کریگا خدا تعالی جانتا ہے کہ **بیشک** اسلام کی فتح ہوئی اور دین **محمدی** ہی غالب رہا اور عیسائی ذلیل ہوئے اور جو شخص اِس فتح کو نہین ماننا چاہے کہ وہ اِس طریق اور فیصلہ کی راہ سے ہمکو ملزم کرے اور اس فیصلہ کی راہ سے ہمکو جہوٹا اور مغلوب قرار دے ورنہ بجز اسکے کیا کہین کہ **یک خطا دو خطا سوم مادر بخطا**۔

اور ان مخالفون کی عقل پر تعجب ہے کہ عبد اللہ آتہم کے ساتہہ دوسرے لوگ جو فریق مخالف مین داخل تہے اور فریق کے اس لفظ مین شامل تہے جو پیشین گوئی مین تہا انکے حالات پر کچہہ بہی نظر نہین کرتے کہ ان پر بہی کوئی ذلت آئی یا نہین کیا پادری رائٹ نہین مرا۔ کیا دو معاون مرمر کے نہین بچے کیا پادری عماد الدین کے گلے مین ہزار **لعنت کا رسہ نہین پڑا** جسکو کوئی جہوٹا منجی اونا نہین سکتا کیا اسکا علم عربی سے بے بہرہ اور جاہل ہونا ثابت نہین ہوا کیا اِس ثبوت سے اسکی مصنوعی عزت خاک مین نہ ملگئی **بیشک وہ نہایت ذلیل ہوا اور اسکا کچہہ باقی نہ رہا** اور اسکی علمی آبرو **نجاست کے** بودار گڑہے مین جا پڑی۔ اگر وہ باغیرت آدمی ہوتا تو اِس ذلت کیوجہ سے کچہہ کہا پی کر مرجاتا **حیف ہے** تمہاری ایمان اور سمجہہ اور دینداری پر کہ ایسی **سچی پیشگوئی** کی تمنے تکذیب کی کیا ایک دن مروگے یا نہین یا ہمیشہ کے جینے کی خبر آگئی ہے . . . . . یہ تو اس پیشگوئی کے متعلق بیان ہے جو عیسائیون کے مقابل پر کی گئی تہی جسکو خدا تعالی نے حسب المراد پورا کیا۔ لیکن اکثر لوگ دریافت کیا کرتے ہین کہ جو **عبد الحق غزنوی** کے ساتہہ مباہلہ ہوا تہا اُسکا کیا اثر ہوا اور کس فریق کو ذلت ہوئی تو اسکے جواب مین ہم بدیہی وجوہات کے ساتہہ ہر ایک پر ظاہر کرتے ہین کہ عبد الحق اور اُسکے گروہ کی **ذلت ہوئی** کیونکہ اِس مباہلہ کے بعد ہر ایک ایسا امر پیدا ہوا کہ جو ہماری عزت کا موجب اور اُنکی ذلت کا موجب تہا۔

(۱) **ایک** اُنہین سے یہ کہ ہمارے لئے **کسوف خسوف** کا نشان ظاہر ہوا اور صدہا آدمی اسکو دیکہہ کر ہماری جماعت مین داخل ہوئے اور اس کسوف خسوف سے ہمکو خوشی پہنچی اور **مخالفون** کو ذلت کیا وہ قسم کہا کر کہہ سکتے ہین کہ ان کا دل چاہتا تہا کہ ایسے موقع پر جو ہم مہدی موعود کا دعوے کر رہے ہین کسوف خسوف ہو جائے اور **بلاد عرب** مین اُسکا نام و نشان نہ ہو اور پہر جبکہ خلاف مرضی ظاہر ہوگیا تو بیشک انکے

دل دُکھے ہونگے اور اسمین اپنی ذلت دیکھتے ہونگے۔

(۲) **دوئم** جب ہم مباہلہ کے لئے گئے تو ہمارا بڑا بیٹا سخت بیمار تہا اور ایک سخت بیماری دامنگیر تہی ہمنے کچہہ بہی اسکی پرواہ نہ کی اور اِسی حالتمین سفر کیا مگر خدا تعالی نے مباہلہ کے بعد ہی اسکو شفا بخشدی۔ کیا وہ قسم کہا کر کہہ سکتے ہین کہ یہ شفا انکی مراد کے موافق ہوئی۔

(۳) **سوئم**۔ یہ بات بہی ظاہر ہے کہ ہمنے اسی پندرہ مہینہ کے اندر تمام **مکفّر** مولویون کو انکی مولویت پر کہنے کی غرض سے بالمقابل **عربی رسایل** بنانے کے لئے مخاطب کیا تہا تا وہ ذلیل ہون پس خدا تعالی نے آپ مدد دیکر اسمین ہمین کامیاب کیا اور پادریون کیطرح رسالہ نور الحق اور کرامات الصادقین اور سر الخلافہ کے مقابلہ سے وہ عاجز رہ گئے اور ایسی ذلت ان کو پہنچی کہ کچہہ بہی مولویت **کا نام و نشان باقی نہ رہا**۔ ہم نے صاف طور پر یہ لکہا تہا کہ اگر ان رسایل کا مقابلہ کر کے دکہادین **تو چہہ ہزار ستائیس روپیہ** کا انعام پادین اور الہام کو جہوٹا ثابت کرین اور ہزار لعنت سے بچین۔ اب اے مولوی عبد الحق مکفر المسلمین **سچ بتا** کہ آپنے کونسا بالمقابل رسالہ بنایا اور اگر نہین لکہا تو سچ کہو کہ یہ ذلت کس کو پہنچی **ہم کو یا تم کو**

(۴) **چوتھی**۔ یہ بڑی بہاری ذلت ہے جو آپ کو نصیب ہوئی اور یہ پیشگوئی سچی نکلی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہین۔ اِن چار ذلتون اور رسوائیون اور ان باتون کو جو اخیر مین ہمنے اپنی نسبت لکہی ہین کسی منصف کے سامنے پیش کرو۔ اگر وہ قسم کہا کر کہدے کہ اس سے تمہاری عزت قایم ہوتی ہے اور کوئی داغ نہین لگا تو ہم تسلیم کرتے ہین کہ ہم پانسو روپیہ تم کو انعام دینگے۔ چنانچہ ہم **شیخ محمد حسین بٹالوی** کو ہی منصف قرار دیتے ہین اور اُسکے پاس ہی یہ روپیہ باضابطہ تحریر لیکر جمع کرا سکتے ہین صرف اتنا ہوگا کہ وہ کہڑا ہو کر **تین مرتبہ** یہ تقریر کرے کہ **یہ تمام وجوہ جو ذلت کے بیان کیگئی ہیں یہ بالکل صحیح نہیں ہیں** اور ان باتون سے جو بعد مباہلہ ظاہر ہوئین عبد الحق اور اُسکے گروہ کی ذلت نہین۔ بلکہ عزت ہوئی۔ اور اگر مین جہوٹ کہتا ہون تو اے قادر خدا اسکا عذاب میرے پر میری آنکہون پر میرے جسم پر میری عزت پر میری اولاد پر بہت جلد سال کے اندر وارد کر اور **ہم لوگ** ہر ایک افترا پر آمین کہین گے۔ تب اسی وقت پانسو روپیہ شیخ محمد حسین کی ضمانت پر انکو دیدیا جائیگا اگر سال کے اندر شیخ محمد حسین بٹالوی ان بلاؤن سے بچ گئے تو وہ روپیہ انکی ملک ہو جائیگا۔ اگر آپ لوگ اِس طریق کو اختیار نہ کرین اور بدگوئی سے باز نہ آوین **تو جائے شرم ہے**۔ اور یاد رہے کہ مباہلہ کی ایکسال کے اندر ہی خدا تعالی نے برکت پر برکت ہمپر نازل کی۔ اسکی خاص

۱ء علما کی سنت قدیمہ سے ثابت ہے کہ مباہلہ کی غایت میعاد ایکسال تک ہوتی ہے سو ہم بدیہی ثبوت اپنے پاس رکہتے ہین کہ جن برکات کو ہمنے اپنی نسبت لکہا ہے وہ ایک سال کے اندر ہی ہم پر وارد ہوئین اور میان عبد الحق کا جب سارا سال نحوستون اور گردشون مین گذرا تو سال کے بعد بندہ وہون ہمہ پر مدت مرتے مرتے یہ بنانا چاہا کہ آتہم ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء تک نہین مرا یہی مباہلہ کا اثر ہے مگر بدقسمتی سے اِس مین بہی جہوٹا نکلا — منہ

توفیق اور تائید پر عمدہ عمدہ کتابین تالیف ہوئین - صدہا معارف و دقایق قرآنی کہلے اور کتابون کے چھپنے اور ہماری سلسلہ کی کارروائیون کے لئے ہزارہا روپیہ آیا - اور ہزارہا نیک لوگ جان و مال فدا کرنیوالے ہماری جماعت مین داخل ہوئے - پس لازم ہوگا کہ شیخ محمد حسین اپنی قسم کے وقت ان سب باتون کو جمع کرکے ان کا انکار کرین -

اے غزنوی لوگو بہتر تو یہ ہے کہ باز آجاؤ اور خدا تعالی سے ڈرو اور اس سے لڑائی مت کرو جس چراغ کو وہ آپ ہی روشن کرے تم اسکو بجہا نہین سکتے - پس فولادی قلعہ کے ساتھ ٹکرین مت مارو کہ تمھاری ٹکرون سے قلعہ ہرگز نہین ٹوٹے گا - آخر نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہارے ہی سر پاش پاش ہوجائینگے کیا تمہین ذرا خوف نہین کہ مسلمانون کو کافر بناتے اور کلمہ گوؤن کا بے ایمان نام رکھتے ہو - بتلاؤ کہ عملی حالت مین ہم اور تم مین کیا فرق ہے - کیا ہم کوئی شرک کا کام کرتے ہین - کیا نمازون کو چھوڑ دیا یا روزہ اور دیگر ارکان اسلام سے منکر ہوگئے ہین یا حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنا دیا ہے اور کچھ تو بتلاؤ کہ عملی حالت اور اسلام کے ضروری عقائد ہم مین اور تم مین کیا فرق ہے - ہان اگر مسیح کی وفات کا عقیدہ کیوجہ سے ہمین کافر کہا جاتا ہے تو امام مالک کو بھی کافر بناؤ کہ ان کا عقیدہ بھی یہی تہا جس سے رجوع ثابت نہین* - اور امام بخاری کا بھی یہی عقیدہ تہا اگر یہ عقیدہ نہ ہوتا تو کیون وہ آیت فلمّا توفیتنی کی شرح کے وقت تائید حدیث کیلئے ابن عباس کا یہ قول لاتا متوفّیک ممیتک پس اس حساب سے امام بخاری بھی کافر ہوئے اور یہی عقیدہ ابن قیم نے مدارج السالکین مین ظاہر کیا ہے پس بقول تمہارے ابن قیم بھی کافر ہوا اور معتزلہ کا یہی عقیدہ ہے پس وہ تمام لوگ کافر ٹھہرے لیکن اگر اسوجہ سے کافر کہا جاتا ہے کہ ہم ملایک کا ایسا نزول نہین مانتے جس سے آسمان خالی ہوجائین بلکہ قدرت قادر سے ایک وجود ان کا آسمان مین بنا رہتا ہے اور ایک وجود خلق جدید کی طرح زمین مین ظاہر ہوتا ہی انسان کی شکل پر یا کسی اور شکل پر سو اس بنا پر آپ کو بہت سی اکابر علماء کو کافر بنانا پڑیگا - اور یہی مذہب مدارج النبوت مین شیخ عبد الحق صاحب دہلوی نے بیان کیا ہے اور آسمانون کے خالی ہونیکا آپ لوگون کے پاس کوئی ثبوت نہین صرف افغانی تحکم ہے اور بڑے بڑے مفاسد اس سے پیش آتے ہین اور بہت سی حدیثون اور آیتون سے انکار کرنا پڑتا ہے - پس یہ کیون نہ کہین کہ وہ بطور خارق عادت زمین پر بھی نازل ہوجاتے ہین اور نزول بھی ہوتا ہے اور صعود بھی اور باین ہمہ آسمان پر بھی موجود رہتے ہین وَاللّٰہُ علیٰ کُلِّ شَیءٍ قدیر

*نوٹ مجمع البحار مین جو ایک معتبر اہلحدیث کی کتاب ہے لکھا ہی وقال مالک مات عیسی - مالک نے کہا ہی کہ عیسی مر گیا ہے اور بیان مفصل اسکا ہماری رسالہ اتمام الحجہ مین درج ہے - منہ

اور اگر یہ اعتراض ہے کہ نبوت کا دعوے کیا ہے اور وہ کلمہ کفر ہے تو بجز اسکے کیا کہین کہ لعنت اللہ علی الکاذبین المفترین - اور اگر اعتراض ہے کہ کسی نبی کی توہین کی ہی - اور وہ کلمہ کفر ہے تو اسکا جواب بہی یہی ہے کہ لعنت اللہ علی الکاذبین - اور ہم سب نبیون پر ایمان لاتے ہین اور تعظیم سے دیکہتے ہین بعض عبارات جو اپنے محل پر چسپان ہین وہ بہ نیت توہین نہین بلکہ تائید توحید ہین وانما الاعمال بالنیات - اور تمہارے جیسے عقل والون نے صاحب تقویت الایمان کو بہی اسی خیال سے کافر کہا تہا کہ بعض کلمات ان کو اس کتاب مین ایسے معلوم ہوئے کہ گویا وہ انبیا کی توہین کرتا ہے اور چورون چمارون کو ان کے برابر جانتا ہے - ہماری طرح ان کا بہی یہی جواب تہا کہ - انما الاعمال بالنیات یہی بخاری کی پہلی حدیث ہے - اگر یہی آپ لوگون کو یاد نہ رہی تو کیا یاد ہوگا اور اگر وجہ کفر یہ سمجہی گئی ہے کہ ہمنے نجوم کو عالم ارضی مین باذنہ تعالی موثر سمجہا ہے تو حیف ہے آپ کے ایسے خیال پر - ہم ہر ایک چیز کی خاصیت کے قایل ہین یہان تک کہ مکہی کے بہی لیکن باذن اللہ تعالے اور بغیر اسکے اذن کے ہم کسی چیز کو کچہہ چیز نہین سمجہتے اور تاثیر نجوم کا شاہ ولی اللہ صاحب کو بہی اقرار ہے دیکہو حجۃ اللہ البالغہ اور فیوض الحرمین پہر تعجب کہ ابتک ان کو کیون کافر نہین ٹہرایا گیا - درحقیقت افغان بڑے ہی بہادر ہوتے ہین خدا تعالی کے ساتہہ بہی لڑنے سے نہین ڈرتے عجب بات ہے کہ خدا تعالی تو فرماتا ہے کہ جو السلام علیکم کہے اُسکو کافر مت سمجہو اور پہر افغان ان لوگون کو کافر ٹہرا رہے ہین جو دن رات اسلام کے لئے جان دینے کو تیار ہین - خیر مرنیکے بعد یہ سب فیصلے ہو جائینگے خدا تعالے ہمارے دلون کو دیکہہ رہا ہے بجز اسکے کیا کہین کہ ہم وہ لوگ ہین جنکا مقولہ ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ امنا باللہ وملئکتہ ورسلہ وکتبہ والجنۃ والنار والبعث بعد الموت وآثرنا القرآن کتابا ومحمدا صلی اللہ علیہ وسلم نبیا ولا ندعی النبوۃ ولا ندعی نسخ القرآن بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ونشہد انہ خاتم النبیین وخیر المرسلین وشفیع المذنبین ونشہد ان الحق کلہ فی القرآن وحدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکل بدعت فی النار وانا مسلمون واللہ یعلم ما فی قلوبنا علیہ توکلنا والیہ انیب - والحمد للہ اولا

واخرا وظاہرا وباطنا ربنا ورب العلمین ؏

تتمہ متعلقہ اثر مباہلہ میان عبد الحق غزنوی

امرتسری

اسوقت مناسب معلوم ہوا کہ عبد الحق غزنوی کے اشتہار اثر مباہلہ کے بعض اقوال کا بطور نقل دا قول جواب دیا جاوے **قولہ** کیون مرزاجی مباہلہ کی لعنت اچہی طرح پر پڑگئی یا کچہہ فرق ہے منہ کالا ہوا یا کچہہ فرق ہے الخ **اقول**- اے حضرت ابتو ہمنے اپنے اشتہار مین بہت ہی صفائی سے اور کہول کر لکہدیا کہ لعنت کس پر پڑی اور منہ کس کا کالا ہوا یہ توظاہر ہے کہ جہوٹے پر ہی ہمیشہ لعنت ہوتی ہے اب آنکہہ کہول کر دیکہین کہ جہوٹا کون ہے ؟ آپ کا ابتک خیال ہے کہ عیسائی فتحیاب ہوئے لیکن ہم ثابت کرچکے ہین کہ فتح اسلام کی رہی - اِس قدر تو آپنے بہ چشم خود دیکہہ لیا کہ ہمارے مخالف عیسایون کا جو فریق شریک بحث تہا یعنی معاون تہا یا مشورہ مین داخل تہا یا سرگروہ تہا اپر طرح طرح کے وبال آئے وہ سب اِس جنگ مقدس مین اپنی اپنی سزا کو پہنچے بعض اس جنگ مین مارے گئے بعض زخمی ہوئے اور بعض ہزار لعنت کے رسہ مین گرفتار ہوئے اور بعض بہاگ کر اسلامی عظمت کے چہنڈے مین پناہ گزین ہوگئے یہ سب کچہہ پندرہ مہینہ مین ہی ہوا یہ وہ لوگ ہین جو عیسایون کے تحریری اور تقریری اقرار سے فریق مخالف مین داخل ہین اور جو لوگ ان مین سے مرگئے یا مر کے بچے یا ہزار لعنت کے رسہ مین گرفتار ہوئے یہ سب وہی ہین جنہون نے آتہم صاحب کو اپنے گروہ مین سے بحث کیلئے منتخب کیا تہا اور اُسکی معاون اور فریق کے لفظ مین داخل تہے اور اگر یہ خیال ہے کہ اگرچہ اور معاون کار اور حامی بحث موت اور دکہہ اور ذلت مین مبتلا ہوئے مگر آتہم صاحب کیون نہ مرے تو اسکا یہی جواب ہے کہ الہامی شرط کی وجہ سے اُسکی موت مین تاخیر ہوگئی اسکے دل نے عظمت اسلام کو اُس خوف کے وقت مین قبول کرلیا اِسلئے الہامی شرط سے فایدہ لینا اُن کا حق ہوگیا کیا کسی عبارت مین یہ لکہا ہے کہ الہامی شرط منسوخ ہوگئی یا وہ قابل اعتبار نہ رہی جب ایک مرتبہ شرط قایم ہوچکی تو اسکا عام عبارتون مین لحاظ رکہنا ایک گدہے کا کام ہے نہ انسان کا - ہمنے حق کیطرف رجوع دلانے کے لئے اور حق کی فتح ظاہر کرنیکی غرض سے اور پوشیدہ حقیقت کو کہولنے کے ارادہ سے ایک نہایت صاف بات کہدی کہ

اگر آتھم صاحب نے اُن خوف کے دنون مین عظمت اسلام کو قبول نہین کیا اور ہمارا یہ کہنا جھوٹ ہے کہ قبول کر لیا ہے
تو وہ ہم سے دو ہزار روپیہ بلکہ تین ہزار روپیہ لین اور یہی اقرار کر دین کہ مین ان خوف کے دنون مین عیسیٰ کو خدا جانتے
مین پکارا اور عظمت اسلام کو قبول نہ کیا اور نہ اسلامی پیشگوئی کو ایک دن بھی سچا سمجھا لیکن اگر اقرار نہ کرین
یا اقرار کے بعد مدت مقررہ مین اس دُنیا سے گذر جائین تو ہماری کامل فتح ہے ‡ -

---

‡حاشیہ اگر اس جگہ کوئی نادان عیسائی سوال کرے کہ اب یہ مباحثہ درست نہین کیونکہ ممکن ہے کہ اگلی دفعہ مسٹر عبداللہ آتھم
اتفاقی طور پر مر ہی جائے تو اس کے جواب مین ہم اُس سے پوچھتے ہین کہ مارنیوالا کون ہوگا
کیا اُن کا خداوند مسیح یا کوئی اور یا خود بخود بغیر کسی کے مارنے کے مر جائیگا پس اگر درحقیقت اُنکے
مصنوعی خداوند مسیح کے ہاتھ مین ہی موت اور حیات ہے تو وہ ایسا کیون کرنے لگا کہ عبداللہ آتھم
کو مار کر اپنے تمام پرستارون کا جھوٹا ہونا ثابت کرے کیا وہ جو اپنے اختیار اور اقتدار سے مُردون
کو زندہ کرتا تھا اور بقول تمہارے زمین و آسمان کا خالق ہے وہ ایک اور برس مسٹر عبداللہ آتھم
کو زندہ نہین رکھ سکتا۔ بہتیرے سو سو برس زندہ رہتے ہین مگر عبداللہ آتھم کے جیسا کہ نور افشان
مین لکھا گیا ہے صرف ابتک ۶۴ برس کی عمر ہے جو میری عمر سے صرف چھ سات برس ہی
زیادہ ہے ہان اگر مسیح کی قدرت پر اب بھروسا نہین رہا اور پہلے بھروسا تھا اور یا اب وہ مر گیا
ہے اور پہلے زندہ تھا تو اسکا صاف اقرار کرنا چاہیے تا ہم سال کی مدت مین کچھ تخفیف کر دین
کیا اشتہار مین نہین لکھا کہ مسٹر آتھم خداوند مسیح کے فضل اور قدرت سے بچ گیا تو اب عین موقعہ پر
جو جھوٹے اور سچے کے لئے آخری **فیصلہ ہے** وہ خداوند مسیح کیون فضل نہین کریگا اور
اب اسکی قدرت اور فضل کو کون چھین لیجائے گا۔ اور جس حالت مین ہم اپنے سچے اور کامل خدا
پر توکل کر کے کہتے ہین کہ ہم بغیر الٰہی کام پورا کرنے کے مر ہی نہین سکتے اور اگرچہ عمر ۶۰ ساٹھ
تک پہنچ گئی لیکن ہم اُسکے فضل سے جئین گے جبتک دینی خدمت کا کام پورا نہ کر لین تو پھر
اگر عبداللہ آتھم موت سے ڈر کر قسم کھانے سے گریز کرے تو صاف طور پر ثابت ہوگا کہ اُسکو اس مصنوعی
خدا پر ایمان نہین جس کے فضل کا ذکر **اشتہار** مین کیا ہو مرنے کا قانون قدرت ہر ایک
کے لئے مساوی ہے جیسا آتھم صاحب اُسکے نیچے ہین ہم بھی اُس سے باہر نہین اور جیسا کہ اس

اب خوب غور کرکے دیکھو کہ مباہلہ کی لعنت کس پر پڑی منہ کالا کس کا ہوا آپ کا یا کسی اور کا ۔ اور اگر یہ
کہو کہ اگرچہ آتہم صاحب کے باقی فریق پر موت ذلت دکھہ نازل ہو گئے مگر آتہم کی نسبت ابہی پورا فیصلہ نہین ہوا
تو خیر اسیقدر بالفعل مان لو کہ لعنت کے چار حصون مین سے تین حصے تو آپ پر پڑ گئے اور ایک حصہ ابہی کامل طور پر ظہور مین
نہین آیا آتہم اگرچہ پندرہ مہینہ تک ہم اور غم کے ہاویہ مین تو رہا مگر ابہی چونکہ پورا ہاویہ نہین دیکھا اسلئے ہم اسکو حساب
مین سے صرف آدہی لعنت آپ پر پڑی لیکن غور سے دیکھو تو یہ بہی ساری ہی پڑ گئی کیونکہ اس فیصلہ کے بعد جو اول ہمنے
ایکہزار روپیہ اور پہر دو ہزار بلا توقف دینا قبول کیا مگر آتہم صاحب نے اس طرف رخ نکیا تو صاف طور پر کہل گیا کہ آتہم صاحب اپنے
بیان مین جہوٹے ہین اور ظاہر ہو گیا کہ درحقیقت آتہم صاحب نے خوف کے دنون مین درپردہ اسلام کیطرف رجوع کیا تہا پس
اس سے بتمامتر صفائی ثابت ہو کہ ہماری **فتح ہوئی** اور دین اسلام غالب رہا پہر بہی اگر کوئی عیسائیون کی
فتح کا گیت گا رہا ہو تو اسے اللہ تعالی کی قسم ہے کہ آتہم کو قسم کہانے پر مستعد کرے اور ہم سے تین ہزار روپیہ دلادے اور میعاد گذرنے
کے بعد ہمکو بیشک لعنتی منہ کالا دجال کہے اگر ہمنے ہمین افترا کیا ہو تو بیشک ہمارے آگے آجائیگا اور ہماری ذلت
ظاہر ہو گی لیکن اے میاں عبد الحق اگر اس تقریر کو سنکر چپ ہو جاؤ تو بتلا کہ سچی لعنت کس پر پڑی اور واقعی طور پر
منہ کس کا کالا ہوا ۔ اور یہ بہی یاد رکہو کہ ہمین انکے لئے جو عیسائیون کو غالب قرار دیتے ہین اور اس پیشگوئی کو جہوٹی
سمجہتے ہین دل کی آہ سے یہ کہنا پڑا کہ اگر وہ ولد الحرام نہین ہین اور حلال زادہ ہین تو اس مضمون کو پڑہتے ہی اس فیصلہ
کیلئے اٹہہ کہڑے ہون پس اگر انکے کہنے سے آتہم نے قسم کہالی اور میعاد مقررہ تک بچ گیا تو بیشک ہمارا ہی منہ
کالا ہوا اور ہم ہی لعنتی ٹہرے اور ساری الہام ہماری جہوٹے ہوئے لیکن اگر اس نے قسم کہانیسے گریز کی تو بتلاؤ آپ کا
منہ پورے طور پر کالا ہوگا یا نہین اگرچہ باقی فریق کے لحاظ سے تین حصے آپکے منہ کے تو ابہی کالے ہو چکے لیکن اب
تہوڑا سا ٹکڑہ منہ کا بہی ضرور کالا ہوگا ۔ دیکہو ہمنے بلا توقف دو ہزار تک دینا کیا اس سے زیادہ ہم کیا کرین اب ہم دیکہتے ہین
کہ ہمارے مخالفون مین سے کون بلا توقف اس فیصلہ کیلئے سعی کرتا ہے اور کون ولد الحرام بننے پر راضی ہوتا ہے افسوس کہ ان لوگون

عالم کون وفساد کو اسباب انکی زندگی پر اثر کررہے ہین ویسا ہی ہماری زندگی پر بہی موثر ہین اور ہم حلفاً کہتے ہین اور
زور سے کہتے ہین کہ اگر آتہم صاحب قسم کہالین تو ہمارا سچا خدا ایکسال تک انکو موت دیگا اور ہمین موت سے بچائے گا
اگر اس مصنوعی خدا پر بہروسہ ہے جو مریم کے پیٹ سے نکلا تو سب ملکر اس سے دعا کرو اس مباہلہ کے بعد مسٹر آتہم صاحب
ایکسال تک جیتے رہین اور اگر قسم کہانے سے انہون نے اعراض کیا تو ہماری فتحیابی پر **مہر لگادینگے** زیادہ کیا
لکہین والسلام علی من اتبع الہدیٰ ۔ منہ

کو یہہ بہی خیال نہ آیا کہ اگر خدا تعالی نے ہمارا منہ کالا کرنا تہا تو کیا یہی طریق تہا کہ ایسی بحث مین منہ کالا کیا جاتا جو ہماری ذاتی
دعاوی سے کچہہ بہی تعلق نہین رکہتی تہی بلکہ صرف یہ بحث تہی کہ اسلام سچا ہی یا عیسائیت - اور قرآن کریم اور آنحضرت صلعم حق پر
ہین یا عیسائیونکی تعلیم اور عیسی کو خدا بنانا افسوس کہ ان لوگون کو یہہ بہی خیال نہ آیا کہ ایسا مغلوب ہونے مین تو دین کی سبکی ہوتی
ہے اور اسی بحث طلب کیطرف خیال جاکر خود اسلام پر بہاری دہوکی ہی مگر انہون نے بہری بخل سے اسلام کی بہی پرواہ نہ رکہی اب آپ لوگ
سمجہہ جاوینگے کہ یہ لعنت کس پر پڑی بلاشبہ آپ پر پڑی ای میان عبدالحق - اسکی سوا اور لعنتین بہی جو ہم ذکر کر چکی ہین کچہہ تہوڑی نہین
سچ تو یہہ ہے کہ آپکا منہ تو ایکمرتبہ نہین بلکہ کئی مرتبہ کالا ہو چکا جب پندرہ مہینہ کے اندر سرگروہ فریق مباحثہ کا مرا تب منہ کالا ہوا پہلے مسٹر
ناول کی جانکاہ بیماری سے لعنت کی سیاہی آپکے منہ پر پہر گئی - پہر خسوف کسوف نے منہ پر تہوکا پہر عبداللہ پادری کی جانکاہ
بیماری سے تہ بتہ سیاہی جمی پہر ہزار لعنت کی ذلت کے جسمین تمام پادری اور سب مکفر شریک تہے یہ روسیاہی کمال کو پہنچ گئی آتہم نے بہی منہ
کالا کیا اور آیندہ بہی کریگا اور مباہلہ کے بعد میان عبدالحق پر کیا برکات نازل ہوئی اسکا تو کوئی بہی ثبوت نہ دیا ہان میان عبدالحق نے
نزول برکات کی ثبوت مین یہ تو خوب ہی سنائی کہ حقیقی بہائی فوت ہوا اور اسکی رانڈ عورت کو نکاح مین لایا کیا یہ برکات ہین اور یہ مباہلہ کا اثر
جای شرم - سوچنے والی سوچ لین اور اگر دینی معارف سی اس عرصہ مین کچہہ حصہ تمہارا ملا تو کیون کرامات الصادقین کا جواب لکہا اور کیون ہزار لعنت
کو اپنے پر وارد ہونے دیا دنیوی برکات بہی وہ ہوتی ہین جنکی دنیا مین کم نظیر ملے نہ یہ کہ رانڈ اور عمر فرسودہ عورت کو قریب
سے گہر مین ڈالا جاے اور پہر یہ کہدین کہ برکات نازل ہوگئین بہائی کا مرنا جیسا گیا اور بیوہ کو پیش کر دیا - اگر حقیقی برکات کو دیکہنا ہو تو اس جگہ
آکر دیکہہ لو دیکہو کیونکر خدا تعالی نے اپنے فضل سے ایک امی کی عربی دانی مین زبان کہولی اور قرآنی نکات اسکی
زبان پر جاری کئے اور وہ بلاغت اور فصاحت عنایت کی جس سے تمہارا اور تمہارے جیسے مخالفون کا
منہ کالا ہو گیا اور وہ مقابلہ سے عاجز آگئے -

خدا تعالی نے ہزارون آدمیون کو اس طرف رجوع دیدیا
چنانچہ وہ لوگ ہزارہا روپیہ کے ساتہہ مدد کرتے ہین اگر پچاس ہزار روپیہ
کی بہی ضرورت ہو تو بلاتوقف حاضر ہو جائین مالون اور جانون کو فدا کر رہے
ہین صدہا لوگ آتے جاتے اور ایک جماعت کثیر جمع رہتی ہے چنانچہ
بعض وقت سو سے زیادہ آدمی اور بعض اوقات دو دو سو جمع ہوتے ہین

یہ تائیدات الٰہی ہین۔ یا یہ کہ حقیقی بہائی مرا اور اسکی بیچاری بیوہ عورت کو اپنی طرف کہسیٹ لیا اور باکرہ کے ملنے سے ساری عمر ہی نامراد رہے **واہ ری برکات اور واہ ری شرم** اور ابہی اُس بیوہ سے اولاد ہوئی نہین پہلے سے دعوی ہے کہ ضرور ہوگی۔ پہر ابہی سے اس خیالی پلاؤ کو مباہلہ کا اثر بہی سمجہ لیا ہے **واہ رے شیخ چلی کے بڑے بہائی**۔ ہان یہ واجب ہی کہ اولاد کے لیئے دن رات ہمت کرتے رہو پہر اگر کوئی مردہ لڑکی ہی پیدا ہو تو بیشک کہدینا کہ مباہلہ کا اثر ہے افغانی جرگہ مین یہ بات سُنی جائیگی۔

باقی اعتراضات کا جواب یہ ہے کہ لڑکے کی پیشگوئی کی نسبت خدا تعالی نے **دو لڑکے** عطا کئے جنمین سے ایک قریباً سات برس کا ہے لیکن اگر ہمنے کوئی الہام سنایا تہا کہ پہلی دفعہ ضرور لڑکا ہی پیدا ہوگا تو وہ الہام پیش کرنا چاہیئے ورنہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ سچ ہے کہ ۸۔ **اپریل ۱۸۹۴ء** ہمنے اطلاع دی ہتی کہ ایک لڑکا ہونے والا ہے سو پیدا ہو گیا ہمنے اس لڑکے کا نام **مولود موعود** نہین رکہا تہا صرف لڑکے کے بارہ مین پیشگوئی ہتی اور اگر ہمنے کسی الہام مین اُسکا نام مولود موعود رکہا تہا تو تمپر کہانا حرام ہے جبتک وہ الہام پیش نہ کرو۔ ورنہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔

اور یہ کہنا کہ **احمد بیگ کے داماد کی میعاد گذر گئی ہے** یہ بہی حمق اور جہالت ہی قران کریم کا علم تم لوگون مین نہین رہا اسلیئے بیہودہ اعتراض تمہارا شیوہ ہو گیا **ذرا شرم کرنی چاہیئے** جس حالتمین خود احمد بیگ اسی پیشگوئی کے مطابق میعاد کے اندر فوت ہو گیا اور وہ پیشگوئی کے اول نمبر پر تہا تو پہر کیون اس پیشگوئی کے نفس مفہوم مین شک کیا جاتا ہی جس حالت حالتمین بعض حصے پیشگوئی کے میعاد کے اندر پورے ہو گئے جس سے کسیکو انکار نہین پہر اگر فرض بہی کرلین کہ اُسکے داماد کی موت میعاد گذرنیکے بعد ہو تو یہ سنت اللہ کی مخالفت کیوجہ سے ہوگا جو خدا تعالی کی کتابون مین پائی جاتی ہی اور سنت اللہ یہ ہی کہ عذاب کے متعلق جو پیشگوئیان ہون انکی تاریخ اور میعاد تقدیر مبرم نہین ہوتی بلکہ وہ میعاد ایسی توبہ اور استغفار سے بہی ٹل سکتی ہے جسپر انسان بعد مین قایم نہ رہ سکے اور ہمنے سلطان محمد کے بارہ مین اسکی موت کیوجہ تاخیر علیحدہ اشتہار مین ایسے طور سے ثابت کردی ہی جسکے قبول کرنیمین کسی ایماندار کو عذر نہین ہوگا۔ اور بسبب ایمان [illegible]

+ نوٹ اولاد کے بارے مین میان عبد الحق نے کوئی الہام تو پیش نہ کیا صرف طول املہ ہی لیکن ہمکو اس بارہ مین بہی الہام ہوا اور اللہ جل شانہ نے بشارت دی اور فرمایا کہ **انا نبشرک بغلام** یعنی ہم تجہے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہین۔ منہ

جو چاہے سو کہے یا ور کہنا چاہئے کہ یہ پیشگوئی اپنی تمام عظمتون کے ساتھہ پوری

ہوئی جس سے کوئی دانشمند انکار نہین کر سکتا۔ غرض یہ تمام اعتراضات بیدینی اور حماقت

کیوجہ سے ہین اعتراض وہ ہے جو ربانی کتابون کے موافق اعتراض ہو نہ ایسا

اعتراض جسکے نیچے تمام نبی اور رسول آجاتے ہین ایسے اعتراض کرنا بے ایمانون

اور لعنتیون کا کام ہے اب اس تمام بیان سے میان

محی الدین کے الہامات کی بھی حقیقت

کھل گئی فقط

والسلام علی من اتبع الہدےٰ

عوام الناس کے بعض اعتراضوں کا جواب اور میاں عبدالحق غزنوی کے لئے ایک ہدیہ

پہلا اعتراض ۔ اگر آتھم نے حق کی طرف رجوع کیا تھا تو اُسکے آثار کیوں اُس میں ظاہر نہیں ؟

جواب ۔ درحقیقت یہ رجوع فرعونی رجوع کے موافق تھا نہ حقیقی رجوع کے موافق ۔ فرعون جب رجوع کرتا تھا تو عذاب دور کیا جاتا تھا اور یہی عادت اللہ ہے ۔ اور اس عادت اللہ کی تصدیق میں یہ آیت بھی گواہ ہے ربنا اکشف عنا العذاب انا مومنون ۔ یعنے اے رب ہم سے عذاب کھولدے کہ ہم ایمان لائے ۔ اور پھر اُسکے جواب میں فرماتا ہے انا کاشفو العذاب قلیلا انکم عائدون ۔ سورہ دخان یعنے ہم تھوڑی مدت تک عذاب کھولدیتے ہیں اور پھر تم عود کروگے اور کافر بنجاؤگے ۔ یہ آیت اس بات پر صریح نص ہے کہ خدا تعالیٰ ایک شخص کی تضرع کو قبول کر کے عذاب ٹالدیتا ہے اور جانتا ہے کہ پھر یہ کفر اور فسق کیطرف رجوع کریگا اور تضرع یا استغفار سے عذاب ٹلنا قدیم عادت اللہ ہے اس سے کون انکار کرسکتا ہے بجز ایسے شخص کے کہ جو کمال تعصب سے اندھا ہوگیا ہو ماسوا اسکے یہ مسلم اور مشہور امر ہے کہ جب ہیبت الٰہی اپنا جلوہ دکھاتی ہے تو اسوقت فاسق انسان کی اور صورت ہوتی ہے اور جب ہیبت کا وقت نکل جاتا ہے تو پھر اپنی شقاوت فطرتی سے اصلی صورت کیطرف عود کر آتا ہے ۔ ایسے لوگ بہتیرے تم نے دیکھے ہونگے کہ جب اُنپر کوئی مقدمہ دائر ہو جس سے سخت قید یا پھانسی یا سزاء موت کا خطرہ ہو گویا یہی گمان ہو کہ شاید رہا ہو جائیں تو وہ ایسی ہیبت کو مشاہدہ کر کے اپنی فاسقانہ چال چلن کو بدلا لیتے ہیں نماز پڑھتے ہیں اور توبہ کرتے اور لمبی لمبی دعائیں کرتے ہیں ۔ اور پھر جب اُنکی اس تضرع کی حالت پر خدا تعالیٰ رحم کر کے اُنکو اس بلا سے خلاصی دیتا ہے تو فی الفور اُنکے دل میں یہ خیال گزرتا ہے کہ یہ رہائی خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اتفاقی امر ہے تب وہ اپنے فسق میں پہلے سے بھی بدتر ہو جاتے ہیں اور چند روز میں ہی اپنی پہلی عادات کیطرف رجوع کر آتے ہیں ۔ اسکی اور بھی مثالیں ہیں مگر اسجگہ کلام الٰہی کافی ہے ۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے واذا مس الانسان الضر دعانا لجنبہ او قاعدا او قائما فلما کشفنا عنہ ضرہ مر کان لم یدعنا الی ضر مسہ کذالک زین للمسرفین ما کانوا یعملون

سورۂ یونس۔ یعنے جب انسان کو کوئی دکھہ پہنچتا ہی تو ہماری جناب میں دعائیں کرنے لگتا ہی کروٹ کی حالت
میں اور بیٹھکر اور کھڑے ہوکر اور جب ہم اُس دکھہ کو اُس سے دفع کر دیتے ہیں تو ایسا چلا جاتا ہی کہ گویا کبھی
اُسکو دُکھہ پہنچا اور نہ کبھی دعا کی۔ پھر ایک دوسرے مقام میں فرماتا ہی حتیٰ اذا کنتم فی الفلک وجرین بریح
طیبۃ وفرحوا بہا جاءتہا ریح عاصف وجاءہم الموج من کل مکان وظنوا انہم اُحیط
بہم دعوا اللہ مخلصین لہ الدین لئن انجیتنا من ھٰذہ لنکونن من الشاکرین ۵
فلما انجٰہم اذا ہم یبغون فی الارض بغیر الحق۔ سورۂ یونس۔ یعنی جب تم کشتی میں ہوتے ہو
اور کشتی کے سواروں کو ایک خوش ہوا کے ساتھہ لیکر کشتیاں چلتی ہیں اور وہ اُن کشتیوں کے چلنے سے
بہت خوش ہوتے ہیں کہ یکدفعہ ایک تند ہوا چلنی شروع ہوتی ہی اور ہر طرف سے اُنپر موج آتی ہی اور ظن
غالب یہ ہو جاتا ہی کہ بس اب ہم گھیرے گئے یعنے مارے گئے تب اُسوقت اخلاص سے خدا تعالیٰ کو یاد
کرتے ہیں کہ اے خدائے قادر اگر اب ہمیں نجات دے تو ہم شکر گذار ہونگے۔ پھر جب خدا تعالیٰ انکو نجات دیتا
ہی تو پھر اُسی ظلم اور فساد کیطرف رجوع کرتے ہیں جسپر پہلے جمے ہوئے تھے۔

اعتراض دوم۔ آتھم صاحب پندرہ مہینہ میں نہیں مرے اس سے ثابت ہوا کہ میرزا غلام احمد قادیانی نے خدا
پر جھوٹ باندھا۔ الجواب۔ کیا نعوذ باللہ یونس نبی نے بھی خدا پر جھوٹ باندھا تہا کہ اُسکا وعدہ مقررہ ٹل گیا بلکہ
اس وعدہ میں جو ہمارے الہام میں تہا صریح شرط تہی یعنی یہ کہ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ لیکن
یونس کے وعدۂ عذاب میں کوئی بھی شرط نہیں تہی بلکہ بغیر کسی شرط کے صرف یہ الفاظ تھے کہ چالیس
دن تک اِس قوم پر عذاب نازل ہوگا اور خدا تعالیٰ نے حضرت یونس کی ابتلا کے لئے اُس شرط ایمان کو
مخفی رکھہ لیا تہا جسکی وجہ سے حضرت یونس پر وہ ابتلا آیا جو قرآن اور احادیث میں درج ہی۔ اگر اس
شرط پر حضرت یونس کو علم ہوتا تو وہ اُس شرط کی تجسس کرتے۔ اور خدا تعالیٰ نے بھی انکو بذریعہ الہام
مطلع نہیں کیا کیونکہ ابتلا منظور تہا۔ تب وہ اُس ملک سے بھاگ گئے اور سمجھا کہ کفار تکذیب کرینگے
اور ٹھٹھا کرینگے۔ اس قصہ سے علماء کبار نے بہت کچھ استنباط کیا ہی۔ چنانچہ سید عبد القادر جیلانی
رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب فتوح الغیب میں لکھتے ہیں کہ کبھی مردان خدا کو جو اُسکے خاص بندے ہیں خدا تعالیٰ
کی طرف سے ایک وعدہ ملتا ہی اور اُسکا ایفا نہیں ہوتا۔ اور یہی بحث فیوض الحرمین میں شاہ ولی اللہ صاحب
نے کی ہی اور نظیر کے طور پر انبیا کے بعض واقعات لکھے ہیں۔ آخر تصفیہ یوں کیا ہی کہ خدا تعالیٰ پر فرض

نہیں کہ تمام شرائط اپنے وحی اور الہام کے شخص ملہم پر کہولدے بلکہ جہاں کوئی ابتلا منظور ہوتا ہو بعض
شرائط کو مخفی رکہہ لیتا ہو جسطرح حضرت یونس کے قصہ میں رکہا۔ اس میں کیا شک ہو کہ حضرت یونس کی
پیشگوئی ایک معرکہ کی پیشگوئی تہی مگر اللہ تعالی نے ایمان کے شرط کو حضرت یونس پر ظاہر نہ کیا جس سے
انکو بڑا ابتلا پیش آیا۔ اور اس ابتلا سے حضرت مسیح بہی باہر نہ رہے کیونکہ جس پیشگوئی سابقہ پر انکی صحت
نبوت کا مدار تہا وہ پیشگوئی ابتک ظاہری صورت کے ساتھہ پوری نہ ہوئی یعنے الیاس نبی کا دوبارہ دنیا
میں آنا۔ اور آخر حضرت مسیح نے تاویلات سے کام لیا مگر تاویلات میں نہایت مشکل یہ امر تہا کہ وہ تاویلات
علماء یہود کی اجماع سے بالکل برخلاف تہیں اور ایک بہی انکے ساتہہ متفق نہیں تہا۔ حضرت مسیح نے
کہا تہا کہ الیاس سے مراد یحیی ہو اور الیاس کے صفات یحیی میں اتر آئے ہیں گویا الیاس ہی نازل ہو گیا مگر
یہ تاویل نہایت سختی سے رد کی گئی اور حضرت مسیح کو نعوذ باللہ ملحد قرار دیا گیا کہ پہلی کتابوں اور نصوص
صریحہ کے اُلٹے معنے کرتا ہو۔ اسلئے ایک عیسائی یا ایک مسلمان کے لئے ادب سے دور ہو کہ اگر کسی
**پیشگوئی کو اپنی صورت پر پوری ہوتی نہ دیکہے تو فی الفور ملہم کو کاذب
کہدے** ۔ حضرت مسیح کی بعض پیشگوئیاں اپنے وقت پر بہی پوری نہیں ہوئیں یعنے وقت کوئی
بتلایا گیا اور ظہور انکا کسی اور وقت میں ہوا۔ جیسے دن سے مراد سال لیا گیا۔ اصل حقیقت یہ ہو کہ بعض
وقت دن یا ہفتہ یا مہینہ سے خدا تعالی کے نزدیک ایک متناسب حصہ زمانہ کا مراد ہوتا ہو جسکے تمام
اجزا متشابہ اور یکساں ہوتے ہیں پہر جب دوسرا زمانہ آتا ہو جو پہلے زمانہ سے امتیاز اور اختلاف
رکہتا ہو تو کہا جاتا ہو کہ وہ دوسرا دن یا دوسرا ہفتہ یا دوسرا مہینہ ہو مثلاً جیسا کہ دن سے مراد وہ
وقت محدود ہو جو دو تغیرات کے بیچ میں ہو یعنے آفتاب کا طلوع اور آفتاب کا غروب۔ ویسا ہی روحانی
طور پر اُس محدود وقت کا نام دن ہوگا جو دو روحانی تغیرات کے اندر واقع ہو جیسا کہ بدر کی فتح کے
لئے ایک دن کا وعدہ دیا گیا اور لکہا گیا کہ صرف ایک دن کی میعاد ہو پہر فتح ہوگی حالانکہ اُس دن
سے مراد برس تہا۔ اور دن سے مناسبت یہ تہی کہ یہ فتح بہی دو تغیروں کے اندر تہی ایک یہ تغیر
عظیم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آبائی شہر سے ہجرت کے طور پر نکلے اور اُس آفتاب صداقت
نے مدینہ کی طرف رجوع کیا۔ دوسرے یہ کہ اُس آفتاب کا مدینہ منورہ پر طلوع کرنا مکیوں کے لئے غروب
کے حکم میں ہو گیا۔ سو طلوع بہی متحقق ہو گیا اور غروب بہی۔ جیسا کہ امریکہ میں آفتاب کا طلوع کرنا ہمارے

لئے غروب کے حکم میں ہی۔ پس جب وہ آفتاب مکہ سے چھپ گیا اور وہ عاشق الٰہی ان کوچوں سے نکل
گیا تو پھر مکہ میں کیا تھا ایک اندھیری رات تھی نہ وہ انوار رہے نہ وہ برکات رہے۔ پہلے تو مکہ کو ملائک کی
صفوف نے گھیرا ہوا تھا اور پھر شیاطین کی جماعتوں نے گھیر لیا نور جاتا رہا اور ظلمت آگئی۔ اسی کی
طرف اشارہ تھا کہ ماکان اللہ ان یعذبہم وانت فیہم یعنی خدا ایسا نہیں کہ مکہ والوں پر عذاب
نازل کرے اور تو انمیں ہو کیونکہ وہ آفتاب تھا اور یہ غیر ممکن ہی کہ آفتاب کے ہوتے عذاب کی ظلمت
نازل ہو۔ غرض جب اُس آفتاب نے مدینہ میں طلوع کیا تو مدینہ والوں کے لئے دن چڑھ گیا اور مکہ میں
علامات غروب پیدا ہوئے اور وہ دو تغیر عظیم ظہور میں آگئے جن میں دن محدود ہوتا ہی۔ لیکن جب
متوکدا اور مکرر طور پر کسی دن یا تاریخ کا وعدہ ہو جائے تو اُس سے انسانی دن اور تاریخیں قطعاً اور یقیناً
مراد ہوتی ہیں۔ ورنہ کبھی ابتلا کے طور پر ربانی اصطلاحات درمیان میں آجاتی ہیں۔ مگر با اینہمہ نفس
پیشگوئی میں فرق نہیں آتا۔ پیشگوئی کے بارے میں یہ کامل تحقیق ہی جس پر تمام انبیا اور اولیا کا اتفاق
ہی۔ پھر اُن لوگوں کے ایمان کا کیا حال ہی جو جلد زبان کو کھولتے ہیں اور حق کے کھلنے تک انتظار نہیں
کرتے۔

لعنتوں کی قسمیں جن سے میاں عبد الحق غزنوی بیخبر ہیں اور اُن پر صاف پڑ رہی ہیں

(۱) پہلی لعنت۔ یہ کہ عیسائیوں کے حامی بنے اور ایسی بحث میں جو اللہ اور رسول کی سچائی
ثابت کرنے کے لئے تھی عیسائیوں کی مدد کی اور اُن کے غالب ہونے کا اقرار کیا۔ ہم ثابت کر چکے ہیں
کہ یہ پادری ہی دجال ہیں۔ پھر جن لوگوں نے دجال کی ہاں کے ساتھ ہاں ملادی یہ وہی یہودی
ہیں جنکی نسبت صحیح مسلم میں حدیث ہی کہ وہ قریب ستر ہزار کے دجال کے ساتھ ہو جائینگے۔ ساتھ
ہونا یہی ہی کہ انکی بات کا تصدیق کرنا اور حدیث میں اس بات کی تصریح ہی کہ وہ یہودی دراصل مسلمان
ہونگے لیکن یہودیوں کی طرح اپنی غلطیوں پر چمٹینگے اور ظاہر پرست ہونگے۔ اسلئے یہودی کہلائینگے اور
حدیثوں کو بنظر تتبع دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ یہودی اُسوقت دجال کے تابع ہونگے جب ایک فتنہ ہوگا
اور مسلمانوں کا عیسائیوں کے ساتھ کچھ مقابلہ آپڑیگا عیسائی اپنی شرارت سے کہینگے کہ ہمیں فتح ہوئی

اور مسلمان کہینگے کہ ہمیں فتح ہوئی۔ مسلمانوں کے لئے آسمان گواہی دیگا اور آسمانی آواز آئیگی یعنی خدا کا الہام کہ الحق فی آل محمد اور عیسائیوں کے لئے شیطانی آواز آئیگی یعنے وہ لوگ مکر اور فریب سے جو ایک شیطانی طریق ہے لوگوں کو سخت دہوکا دینگے گویا وہ شیطانی آواز ہوگی جسکا یہ مضمون ہوگا کہ الحق فی آل عیسے یعنے عیسی کے لوگوں کے ساتھہ حق ہے۔ تب یہودی طبع کے لوگ شیطانی آواز کی طرف جھک جائینگے اور ہاں میں ہاں ملاکر دجال کے تابع ہوجائینگے۔ آخر خدا تعالی فیصلہ کر دیگا اور اسلام کی حقیت کے لئے نمایاں نشان ظاہر ہونگے۔ تب بعض دجال کے تابع ذلت کے ساتھہ رجوع کرینگے۔ یہ خلاصہ اشارات وعبارات احادیث ہے چاہئے کہ اسمیں خوب غور کریں۔

(۲) **دوسری لعنت**۔ یہ لعنت خسوف کسوف ہے۔ یہ بہی ہمارے مخالفوں کے ذلیل کرنے کے لئے کچھہ تہوڑی نہیں بشرطیکہ کچھہ شرم ہو۔ آسمانی گواہی خدا تعالی کی گواہی ہے۔ حدیث کی پیشگوئی پوری ہوئی اُس سے انکار کیا یہہ لعنت ہے یا نہیں۔ اگر یہ لعنت نہیں تو کوئی نظیر بتلاؤ کہ کسی مدعی کے ساتھہ کبھی خسوف کسوف ماہ رمضان میں جمع ہوا جب سے دنیا کی بنیاد ڈالی گئی ہے۔

(۳) **تیسری لعنت**۔ یہ لعنت اُن کتابوں کے مقابلہ سے عاجز آنا ہے جنمیں صاف اُن لوگوں پر لعنتیں بھیجی گئی تہیں جو مکفر یا منکر دین ہوکر پہر مقابلہ نہ کرسکیں۔ درحقیقت یہ لعنت بہی کچھہ تہوڑی نہیں بلکہ ایک ہزار لعنت ہے کہ اگر زنجیروں کی طرح ایک دوسرے کے ساتھہ جوڑ کر اُنکی لمبائی دکھلائی جاوے تو ایک بڑا رسہ بنتا ہے جو تمام مکفروں کے گلے میں ڈالنے کے لئے کافی ہوگا۔ پہر عجیب شرم ہے کہ ابتک کہتے ہیں کہ ہم پر کوئی لعنت نہیں پڑی۔ کیا عیسائیوں کی اُس بحث میں حمایت کرنا جو خالصاً اللہ اور رسول کے لئے تہی لعنت نہیں۔ کیا یہ ہزار لعنت کا لمبا رسہ کچھہ بہی چیز نہیں اور اس سے کچھہ ذلت نہیں ہوئی اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے مکفروں کی بڑی پکی عزت ہے کہ مار پر مار پڑتی گئی مگر اُس عزت میں فرق نہیں آتا

(۴) **چوتہی لعنت**۔ عیسائی فریق پر پیشگوئی کا پورا ہونا ہے جسکو ہم بیان کرچکے ہیں۔ یہ لعنت درحقیقت کئی لعنتوں سے مرکب ہے جسکی تفصیل کی حاجت نہیں۔

(۵) **پانچویں لعنت**۔ عنقریب پڑنے والی ہے۔ اور وہ یہ کہ اگر باوجود اس فتح نمایاں کے جو ہمکو بفضلہ تعالی عیسائیوں کے فریق مباحث پر حاصل ہوئی یعنی کوئی اُن میں سے مرا اور کوئی موت تک پہنچا اور کوئی ماتم دار بنا اور کسی پر ذلت کی لعنت پڑی اور کسی پر اتنا خوف پڑا کہ نہ زندوں میں رہا اور نہ مردوں

ہیں۔ اب بھی اگر ہماری فتح کا یہ غزنوی لوگ اور دوسرے مکفر اقرار نہ کریں اور نہ آتھم کو اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ قسم کہاوے اور دو ہزار روپیہ لیوے اور ایک برس گزرنے کے بعد اُسکا مالک بنجاوے تو بیشک اُنپر خدا تعالیٰ کی لعنت ہی۔ اور یہ مسخ ہوگئے اور خنازیر سے جا ملے اور عمداً وہ پہلو اختیار کیا جس میں اللہ و رسول کی اہانت ہی۔ اب ہم اس بارے میں زیادہ نہیں لکھیں گے اور اسی پر ختم کرتے ہیں۔ میاں عبد الحق کو اس جواب سے رنجیدہ نہیں ہونا چاہئے کہ این ہمان سنگست کہ بر سر من زدی وافوض امری الی اللہ ھو نعم المولی ونعم النصیر

ایک فیصلہ کرنیوالا اشتہار انعامی ہزار روپیہ میاں رشید احمد گنگوہی وغیرہ کی ایمانداری پرکھنے کے لئے جنہوں نے اس عاجز کی نسبت یہ اشتہار شائع کیا ہی کہ یہ شخص کافر اور دجال اور شیطان ہی اور اُسپر لعنت اور سب و شتم کرتے رہنا ثواب کی بات ہی۔ اور اس اشتہار کے وہ سب مکفر مخاطب ہیں جو کافر اور کافر کہنے سے باز نہیں آتے خواہ لدہیانوی ہیں یا امرتسری یا غزنوی یا بٹالوی یا گنگوہی یا پنجاب اور ہندوستان کے کسی اور مقام میں الا لعنۃ اللہ علی الکافرین المکفرین الذین یکفرون المسلمین۔ اب اُن سب پر واجب ہے کہ اپنے ہم جنس مولوی محمد حسن صاحب لدہیانوی کو قسم دلوا کر ہزار روپیہ ہم سے لے لیں ورنہ یاد رکہیں کہ وہ سب بباعث تکفیر مسلم اور انکار حق کے ابدی لعنت میں مبتلا ہوکر تمام شیاطین کے ساتھ جہنم میں پڑیں گے۔ اور نیز یاد رہے کہ قسم اُسی مضمون کی ہوگی جو اشتہار ہذا میں درج ہے۔

ز

اے علمائے مکفرین اُن آثار اور اخبار کی نسبت کیا کہتے ہو[*] جنکو امام عبد الوہاب شعرانی اور دوسرے اکابر متقدمین نے اپنی اپنی کتابوں میں مبسوط طور پر نقل کیا ہی۔ جنمیں سے کچھ حصہ مولوی صدیق حسن خان بہوپالوی نے اپنی فارسی کتابوں حجج الکرامہ وغیرہ میں بطور اختصار لکھا ہی کہ مہدی موعود کے چار نشان خاص ہیں جن میں اُسکا غیر شریک نہیں (۱) یہ کہ علما اُسکی تکفیر کرینگے اور اُسکا نام کافر اور دجال اور بے ایمان رکہینگے اور تمام ملکر اُسکی تکذیب کرینگے اور اُسکی تحقیر اور سب و شتم کے لئے کمر باندہینگے اور اُسکی نسبت نہایت سخت کینہ پیدا کرینگے اور اُسکو ملحد اور مرتد خیال کرینگے اور اُسکی نسبت مشہور کرینگے کہ یہ تو اسلام کی بیخ کنی کر رہا ہی یہ مہدی کیسا ہی۔ اور لعنت اور کافر کافر کہنے کو موجب ثواب اور اجر سمجھینگے اور اُسکو اُس زمانہ کے مولوی

[*] نوٹ۔ یہ کہنا بیجا ہوگا کہ یہ احادیث ضعیف ہیں یا بعض روایات مجروح ہیں یا حدیث منقطع اور مرسل ہی۔ کیونکہ جس حدیث کی

ہرگز قبول نہیں کرینگے۔ مگر آخری دنوں میں جب اُسکی حقیقت کھُل جائیگی محض نفاق سے مان لیں گے دل سے
نہیں۔ اور مہدی کو قبول کرنیوالے اکثر عوام یا گوشہ گزین یا پاک دل فقرا ہونگے جو اپنی صحیح مکاشفات سے
اُسکو شناخت کرلیں گے۔ مگر مولویوں کو بجز اسکے اور کوئی حصہ نہیں ملیگا کہ اُسکو بیدین اور کافر اور دجال
کہیں گے۔ اور اُسوقت کے مولوی اُن سب سے بدتر ہونگے جو زمین پر رہتے ہیں۔ اُنکی زیرکی اور فراست
جاتی رہیگی وہ عمیق باتوں کو سُنکر فی الفور انکار کر دینگے کہ یہ باتیں تو ہمارے قدیم عقائد کے مخالف ہیں۔

(۲) دوسرا نشان مہدی موعود کا یہ ہے کہ اُسکے وقت میں ماہ رمضان میں خسوف کسوف ہوگا اور پہلے اس
سے جیسا کہ منطوق حدیث صاف بتلا رہا ہے کبھی کسی رسول یا نبی یا محدث کیوقت میں خسوف کسوف کا اجتماع
رمضان میں نہیں ہوا۔ اور جبسے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے کسی مدعی رسالت یا نبوت یا محدثیت کے وقت میں کبھی
چاند گرہن اور سورج گرہن اکٹھے نہیں ہوئے۔ اور اگر کوئی کہے کہ اکٹھے ہوئے ہیں تو بار ثبوت اُس کے
ذمہ ہے۔ مگر حدیث کا مفہوم یہ نہیں کہ مہدی کے ظہور سے پہلے چاند گرہن اور سورج گرہن ماہ رمضان میں
ہوگا کیونکہ اِس صورت میں تو ممکنات میں سے تھا کہ چاند گرہن اور سورج گرہن کو ماہ رمضان میں دیکھکر
ہر یک مفتری مہدی موعود ہونیکا دعویٰ کرے اور امر مشتبہ ہو جائے کیونکہ بعد میں مدعی ہونا سہل ہے
اور جب بعد میں کئی مدعی ظاہر ہو گئے تو صاف طور پر کوئی مصداق نہ رہا۔ بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مہدی
موعود کے دعوے کے بعد بلکہ ایک مدت گزرنیکے بعد یہ نشان تائید دعویٰ کیطور پر ظاہر ہو جیسا کہ
اِنَّ لمہدینا ایتین ای لتائید دعوی مہدینا آیتین صاف دلالت کر رہی ہے۔ اور اِس
طور سے کسی مفتری کی پیش رفت نہیں جاتی اور کوئی منصوبہ چل نہیں سکتا کیونکہ مہدی کا ظہور بہت پہلے
ہو کر پھر مؤید دعویٰ کیطور پر سورج گرہن بھی ہو گیا۔ نہ یہ کہ اِن دونوں کو دیکھ کر مہدی نے سر نکالا۔ اِس
قسم کے تائیدی نشان ہمارے سید نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی پہلی کتابوں میں لکھے گئے تھے جو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد ظہور میں آئے اور دعویٰ کے مصدق اور مؤید ہوئے۔ غرض
ایسے نشان قبل از دعویٰ مہمل اور بیکار ہوتے ہیں کیونکہ ان میں گنجائش افترا بہت ہے۔ اور اِسپر اور
بھی قرینہ ہے اور وہ یہ ہے کہ خسوف اور کسوف اور مہدی کا رمضان کے مہینے میں موجود ہونا خارق عادت
پیشگوئی واقعی طور پر سچی نکلی اُسکا درجہ فی الحقیقت صحاح سے بھی بڑھکر ہے کیونکہ اُسکی صداقت بدیہی طور پر ظاہر ہو گئی۔ غرض
جب حدیث کی پیشگوئی سچی نکلی تو پھر بھی اُس میں شک کرنا صریح بے ایمانی ہے۔

ہے۔ اور صرف اجتماع خسوف کسوف خارق عادت نہیں (۳) تیسرا نشان مہدی موعود کا یہ ہے کہ اسکے
وقت میں ایک فتنہ ہوگا اور نصاریٰ اور مہدی کے لوگوں کا ایک جھگڑا پڑ جائیگا۔ نصاریٰ کے لئے شیطان
آواز دیگا کہ الحق فی ال عیسے یعنے حق عیسیٰ کے لوگوں میں ہے اور فتح عیسائیوں کی ہے۔ اور مہدی کے
لوگوں کے لئے آسمانی آواز آئیگی یعنے نشانوں اور تائیدوں کے ساتھہ ربانی گواہی یہ ہوگی کہ الحق فی
ال محمد یعنے حق مہدی کے لوگوں میں ہے۔ آخر اس آواز کے بعد شیطانی تاریکی اُٹھہ جائیگی اور
لوگ اپنے امام کو شناخت کر لیں گے۔ (۴) چوتھی مہدی کی یہ نشانی ہے کہ اُسکے وقت میں بہت سے
مسلمان یہودی طبع دجال سے ملجائینگے یعنے وہ لوگ بظاہر مسلمان کہلائینگے اور دجال کے ہاں کے
ساتھہ ہاں ملا دینگے یعنے نصاریٰ کے دعوی فتح کے مُصدّق ہونگے۔ یہ چار نشانیاں ایسی ہیں کہ مہدی
کے لئے خاص ہیں اور اگرچہ اس زمانہ سے پہلے بھی بہت سے اہل اللہ اور بزرگوں کو کافر ٹھہرایا گیا مگر نشانی
کا لفظ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مہدی موعود کی اس زور و شور سے تکفیر کیجائیگی کہ اُس سے پہلے
کبھی مولویوں نے ایسی زور و شور سے کسی کی تکفیر نہیں کی ہوگی اور نہ کسی کو ایسی زور و شور سے
دجال کہا ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس عاجز کو نہ صرف کافر بلکہ اکفر کہا گیا۔ ایسا ہی ممکن ہے کہ پہلے
بھی کسی مہینہ میں چاند گرہن اور سورج گرہن اکٹھے ہو گئے ہوں مگر یہ کبھی نہیں ہوا اور ہرگز نہیں ہوا
کہ بجز ہمارے اس زمانہ کے دنیا کی ابتدا سے آج تک کبھی چاند گرہن اور سورج گرہن رمضان کے مہینہ
میں ایسی طور سے اکٹھے ہو گئے ہوں کہ اُسوقت کوئی مدعی رسالت یا نبوت یا محدثیت بھی موجود ہو۔ ایسا ہی
اگرچہ پہلے بھی نصاریٰ سے مباحثات مذہبی ہوتے رہے ہیں لیکن جو نصاریٰ نے اب شوخیاں دکھلائیں
اور تمام ملک میں شیطانی آوازیں سُنائیں اور گدھوں پر سوار ہوئے اور بہروپ بنائے ایسا استہزا
انکی طرف سے کبھی ظہور میں نہیں آیا اور وہ اُس استہزا کا بدل جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونیوالا ہے
جو ربانی آواز ہے کبھی ایسا ظاہر ہوا جیسا کہ بعد اسکے ظاہر ہوگا سُننے والے یاد رکھیں۔ ایسا ہی اگرچہ
بعض مسلمان جو منافق طبع ہیں پادریوں کے ساتھہ اس سے پہلے بھی مداہنہ کے ساتھہ پیش آتے
رہے ہیں مگر جواب مولویوں اور اُنکے ناقص العقل چیلوں نے ان پادری دجالوں کی ہاں کے ساتھہ
ہاں ملائے اور اُنکو فتحیاب قرار دیا اور اُنکی خوشی کے ساتھہ خوشی منائی اور شوخی اور چالاکی سے صدہا
اشتہار لکھے اور اہل حق پر لعنتیں بھیجیں اور ان لعنتوں سے نصاریٰ کو خوش کیا اور نصاریٰ کو غالب

قرار دیا اُسکی نظیر تیرہ سو برس میں کسی صدی میں نہیں پائی جاتی۔ پس یہ ایسی پیشگوئی کا ظہور ہی کہ جو حدیثوں میں
آیا ہی کہ ستر ہزار مسلمان کہلانیوالے دجال کے ساتھہ ملجائیں گے۔ اب علمائی مکفرین بتلاویں کہ یہ باتیں پوری
ہوگئیں یا نہیں۔ بلکہ یہ دو علامتیں یعنی مہدی ہونے کے مدعی کو بڑے زور و شور سے کافر اور دجال کہنا اور
نصاریٰ کی تائید کرنا اور اُنکو فتحیاب قرار دینا اپنے ہاتھہ سے مولویوں نے ایسے طور سے پورے کیں جنکی نظیر
پہلے زمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ نادانی سے پہلے باہم مشورہ کر کے سوچ نہ لیا کہ اس طور سے تو ہم دو نشانیوں
کا آپ ہی ثبوت دیدیں گے۔ جس شد و مد سے اس عاجز کی تکفیر کی گئی ہی اگر پہلے بھی کسی مہدی ہونے
کے مدعی کی اس زور و شور سے تکفیر ہوئی ہی اور یہ لعن و طعن کی بارش اور کافر اور دجال کہنا اور دین کا
بیخ کن قرار دیا اور تمام ملک کے علما کا اسپر اتفاق کرنا اور تمام ممالک میں اسکو شہرت دینا پہلے بھی وقوع میں آیا
ہی تو اسکی نظیر پیش کریں جو طابق النعل بالنعل کا مصداق ہو ورنہ مہدی موعود کی ایک خاص نشانی انہوں نے
اپنے ہاتھہ سے قائم کر دی اور اگر پہلے بھی ایسا اتفاق اُنہوں نے نصاریٰ سے کیا ہی اور اُنکو غالب قرار دیا ہے
تو اُسکی بھی نظیر بتلاویں۔ اور اگر پہلے بھی کسی ایسے شخص کے وقت میں جو مہدی ہونیکا دعویٰ کرتا ہو چاند
گرہن اور سورج گرہن رمضان میں اکٹھے ہو گئے ہوں تو اُسکی نظیر پیش کریں۔ اور اگر پہلے بھی کسی مہدی کے
لوگوں اور نصاریٰ کا کچھہ جھگڑا پڑا ہوا اور نصاریٰ نے اپنی فتحیابی کے لئے ایسی شیطانی آوازیں نکالی ہوں
تو اُسکی نظیر بھی بتلاویں۔ اور ہم ہر چہار نظیروں کے پیش کرنیوالے کے لئے ہزار روپیہ نقد انعام مقرر
کرتے ہیں۔ ہم اس روپیہ کے دینے میں کوئی شرط مقرر نہیں کرتے صرف اسقدر ہوگا کہ بعد درخواست
یہ ہزار روپیہ مولوی محمد حسن صاحب لدہیانوی کے پاس تین ہفتہ کے اندر جمع کرا دیا جاویگا اور مولوی صاحب
موصوف ایک تاریخ پر جو اُنکی طرف سے مقرر ہو فریقین کو اپنے مکان پر بلا کر بلند آواز سے تین مرتبہ قسم کہائینگے
اور کہیں گے کہ میں اللہ جل شانہ کی قسم کہا کر کہتا ہوں کہ یہ واقعات جو پیش کئے گئے بے نظیر نہیں ہیں اور جو
کچھہ انکی نظیریں بتلائی گئی ہیں وہ واقعی طور پر صحیح اور درست اور یقینی اور قطعی ہیں۔ اور بعد ازاں نشانیوں کے
مصداق ہونے کا مدعی درحقیقت کافر ہی اور میں بصیرت کاملہ سے کہتا ہوں کہ ضرور وہ کافر ہے۔ اور اگر میں جھوٹ
بولتا ہوں تو میرے پر وہ عذاب اور قہر الٰہی نازل ہو جو جھوٹوں پر ہوا کرتا ہی۔ اور ہم ہر یک مرتبہ کے ساتھہ
آمین کہیں گے اور واپسی روپیہ کی کوئی شرط نہیں اور نہ عذاب کے لئے کوئی میعاد مقرر ہی۔ ہمارے لئے
یہ کافی ہوگا کہ یا تو مولوی صاحب خدا تعالیٰ سے ڈریں اور قسم نہ کہاویں اور یا تمام مکفروں کے سرگروہ بنکر

قسم کہالیں اور اُسکے ثمرات دیکھیں۔ اور ہم اسجگہ علمائی وقت کی خدمت میں باادب عرض کرتے ہیں کہ وہ تکفیر
اور انکار میں جلدی نہ کریں۔ کیا ممکن نہیں کہ جسکو وہ جھوٹا کہتے ہیں اصل میں سچا وہی ہو۔ پس جلدی کرکے
ناحق کی روسیاہی کیوں لیتے ہیں۔ کیا کسی جھوٹے کے لئے آسمانی نشان ظاہر ہوتے ہیں یا کبھی خدا نے
کسی جھوٹے کو ایسی لمبی مہلت دی کہ وہ بارہ برس سے برابر الہام اور مکالمہ الٰہیہ کا دعویٰ کرکے دن رات
خدا تعالیٰ پر افترا کرتا ہو اور خدا تعالیٰ اُسکو نہ پکڑے۔ بھلا اگر کوئی نظیر ہے تو ایک تو بیان کریں ورنہ اُس قادر
منتقم سے ڈریں جسکا غضب انسان کی غضب سے کہیں بڑھکر ہے۔ اور اس بات پر خوش نہ ہوں کہ بعض مسائل میں
اختلاف ہے۔ اور ذرہ دل میں سوچ لیں کہ اگر مہدی موعود تمام مسائل رطب یابس میں علمائی وقت سے اتفاق
کرنیوالا ہوتا تو کیوں پہلے سے احادیث میں یہ لکھا جاتا کہ علما اُسکی تکفیر کرینگے اور سمجھینگے کہ یہ دین کی بیخ کنی کر رہا ہے
اس سے ظاہر ہے کہ مہدی کی تکفیر کے لئے علماء اپنے پاس اپنے فہم کے مطابق کچھ وجوہ رکھتے ہوں گے جنکی بنا پر
اُسکو کافر اور دجال قرار دینگے۔ فاتقوا اللّٰہ یا اولی الابصار والسلام علیٰ من خشی الرحمٰن واتقیٰ
واتبع الحق واھتدیٰ

ہمارا انجام کیا ہوگا

بجز خدا کے انجام کون بتلا سکتا ہے اور بجز اُس غیب دان کے آخری دنوں کی کسکو خبر ہے دشمن کہتا ہے کہ بہتر ہو کہ یہ شخص
ذلت کیساتھ ہلاک ہو جائے اور حاسد کی تمنا ہے کہ اسپر کوئی ایسا عذاب پڑے کہ اسکا کچھ بھی باقی نہ رہے۔
لیکن یہ سب لوگ اندھے ہیں اور عنقریب ہے کہ اپنے بدخیالات اور بدارادے انہیں پر پڑیں۔ اسمیں شک
نہیں کہ مفتری بہت جلد تباہ ہو جاتا ہے اور جو شخص کہے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوں اور اُسکے الہام اور
کلام سے مشرف ہوں حالانکہ نہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے نہ اُسکے الہام اور کلام سے مشرف ہے وہ بہت
بُری موت سے مرتا ہے اور اُسکا انجام نہایت ہی بد اور قابل عبرت ہوتا ہے۔ لیکن جو صادق اور اُسکی طرف سے
ہیں وہ مرکر بھی زندہ ہو جایا کرتے ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کے فضل کا ہاتھ اُنپر ہوتا ہے اور سچائی کی روح اُنکے اندر
ہوتی ہے۔ اگر وہ آزمائشوں سے کچلے جائیں اور پیسے جائیں اور خاک کے ساتھ ملائے جائیں اور چاروں
طرفوں سے اُنپر لعن وطعن کی بارشیں ہوں اور اُنکے تباہ کرنے کے لئے سارا زمانہ منصوبے کرے تب بھی

وہ ہلاک نہیں ہوتے۔ کیوں نہیں ہوتے؟ اُس سچے پیوند کی برکت سے جو انکو محبوب حقیقی کے ساتھہ ہوتا ہی
خدا اُنپر سب سے زیادہ مصیبتیں نازل کرتا ہی مگر اسلئے نہیں کہ تباہ ہو جائیں بلکہ اسلئے کہ تا زیادہ سے زیادہ پہل اور
پہول میں ترقی کریں۔ ہر ایک جوہر قابل کے لئے یہی قانون قدرت ہی کہ اول صدمات کا تختۂ مشق ہوتا ہی
مثلاً اُس زمین کو دیکھو جب کسان کئی مہینہ تک اپنی قلبہ رانی کا تختۂ مشق رکھتا ہی اور ہل چلانے سے اُسکا
جگر پہاڑتا رہتا ہی یہانتک کہ وہ زمین جو پتھر کی طرح سخت اور درشت معلوم ہوتی تہی سرمہ کی طرح پیس
جاتی ہی اور ہوا اُسکو ادہر اُدہر اُڑاتی ہی اور پریشان کرتی رہتی ہی اور وہ بہت ہی خستہ شکستہ اور کمزور معلوم
ہوتی ہی اور ایک انجان سمجہتا ہی کہ کسان نے چنگی بہلی زمین کو خراب کر دیا اور بیٹہنے اور لیٹنے کے لائق نہ رہی
لیکن اُس دانا کسان کا فعل عبث نہیں ہوتا۔ وہ خوب جانتا ہی کہ اُس زمین کا اعلیٰ جوہر بجز اُس درجہ کے
کوفت کے نمودار نہیں ہو سکتا۔ اسیطرح کسان اُس زمین میں بہت عمدہ قسم کے دانے تخم ریزی کیوقت بکہیر دیتا
ہی اور وہ دانے خاک میں ملکر اپنی شکل اور حالت میں قریب قریب مٹی کے ہو جاتے ہیں اور اُنکا وہ رنگ و روپ سب
جاتا رہتا ہی۔ لیکن وہ دانا کسان اسلئے اُنکو مٹی میں نہیں پہینکتا کہ وہ اُسکی نظر میں ذلیل ہیں۔ نہیں بلکہ دانے
اُسکی نظر میں نہایت ہی بیش قیمت ہیں۔ بلکہ وہ اسلئے اُنکو مٹی میں پہینکتا ہی کہ تا ایک ایک دانہ ہزار ہزار دانہ ہو کر
نکلے اور وہ بڑہیں اور پہولیں اور اُن میں برکت پیدا ہو اور خدا کے بندوں کو نفع پہنچے۔ پس اسی طرح وہ حقیقی
کسان کبہی اپنے خاص بندوں کو مٹی میں پہینکدیتا ہی اور لوگ اُنکے اُوپر چلتے ہیں اور پیروں کے نیچے کچلتے ہیں
اور ہر ایک طرح سے اُنکی ذلت ظاہر ہوتی ہی۔ تب تہوڑے دنوں کے بعد وہ دانے سبزہ کی شکل پر ہو کر نکلتے
ہیں اور ایک عجیب رنگ اور آب کے ساتھہ نمودار ہوتے ہیں جو ایک دیکہنے والا تعجب کرتا ہی۔ یہی قدیم سے برگزیدہ
لوگوں کے ساتھہ سنت اللہ ہی کہ وہ ورطۂ عظیمہ میں ڈالے جاتے ہیں لیکن غرق کرنے کے لئے نہیں بلکہ اس
لئے کہ تا اُن موتیوں کے وارث ہوں کہ جو دریائے وحدت کے نیچے ہیں۔ اور وہ آگ میں ڈالے جاتے ہیں
لیکن اسلئے نہیں کہ جلائے جائیں بلکہ اسلئے کہ تا خدا تعالیٰ کی قدرتیں ظاہر ہوں۔ اور اُن سے ٹہٹہا کیا جاتا
ہی اور لعنت کیجاتی ہی اور وہ ہر طرح سے ستائے جاتے اور دُکہہ دئے جاتے اور طرح طرح کی بولیاں اُنکی
نسبت بولی جاتی ہیں اور بدظنیاں بڑہجاتی ہیں یہانتک کہ بہتوں کے خیال گمان میں بہی نہیں ہوتا کہ وہ سچے
ہیں بلکہ جو شخص اُنکو دکہہ دیتا اور لعنتیں بہیجتا ہے وہ اپنے دل میں خیال کرتا ہی کہ بہت ہی ثواب کا کام کر رہا ہی۔ پس
ایک مدت تک ایسا ہی ہوتا رہتا ہی۔ اور اگر اس برگزیدہ پر بشریت کے تقاضا سے کچہہ قبض طاری ہو تو

خدا تعالیٰ اُسکو ان الفاظ سے تسلی دیتا ہے کہ صبر کر جیسا کہ پہلوں نے صبر کیا اور فرماتا ہے کہ میں تیرے ساتھ ہوں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔ پس وہ صبر کرتا رہتا ہے یہانتک کہ امر مقدر اپنے مدت مقررہ تک پہنچ جاتا ہے تب غیرت الٰہی اُس غریب کے لئے جوش مارتی ہے اور ایک ہی تجلّی میں اعدا کو پاش پاش کر دیتی ہے۔ سو اول نوبت دشمنوں کی ہوتی ہے اور اخیر میں اسکی نوبت آتی ہے۔ اسیطرح خداوند کریم نے بارہا مجھے سمجھایا کہ ہنسی ہوگی اور ٹھٹھا ہوگا اور لعنتیں کرینگے اور بہت ستائیں گے لیکن آخر نصرت الٰہی تیرے شامل ہوگی اور خدا دشمنوں کو مغلوب اور شرمندہ کریگا۔ چنانچہ براہین احمدیہ میں بھی بہت سا حصہ الہامات کا انہی پیشگوئیوں کو بتلا رہا ہے اور مکاشفات بھی یہی بتلا رہے ہیں۔ چنانچہ ایک کشف میں میں نے دیکھا کہ ایک فرشتہ میرے سامنے آیا اور وہ کہتا ہے کہ لوگ پھرتے جاتے ہیں۔ تب میں نے اُسکو کہا کہ تم کہاں سے آئے تو اس نے عربی زبان میں جواب دیا اور کہا کہ جئت من حضرة الوتر۔ یعنی میں اُسکی طرف سے آیا ہوں جو اکیلا ہے تب میں اُسکو ایکطرف خلوت میں لیگیا اور میں نے کہا کہ لوگ پھرتے جاتے ہیں مگر کیا تم بھی پھر گئے تو اس نے کہا کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں۔ تب میں اُس حالت سے منتقل ہوگیا۔ لیکن یہ سب امور درمیانی ہیں اور جو خاتمہ امر پر مقدر ہو چکا ہے وہ یہی ہے کہ بار بار کے الہامات اور مکاشفات سے جو ہزارہا تک پہنچ گئے ہیں اور آفتاب کیطرح روشن ہیں خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ میں آخرکار تجھے فتح دونگا اور ہریک الزام سے تیری بریّت ظاہر کر دونگا اور تجھے غلبہ ہوگا اور تیری جماعت قیامت تک اپنے مخالفوں پر غالب رہیگی۔ اور فرمایا کہ میں زور آور حملوں سے تیری سچائی ظاہر کر دونگا۔ اور یاد رہے کہ یہ الہامات اسواسطے نہیں لکھے گئے کہ ابھی کوئی اُنکو قبول کرلے۔ بلکہ اسواسطے کہ ہریک چیز کے لئے ایک موسم اور وقت ہے۔ پس جب ان الہامات کے ظہور کا وقت آئیگا اُسوقت یہ تحریر مستعد دلوں کے لئے زیادہ تر ایمان اور تسلی اور یقین کا موجب ہوگی۔

والسّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین ۝

اشتہار

انعامی تین ہزار روپیہ

بمرتبہ سوم

اس تحریر مین آتھم صاحب کے لئے تین ہزار روپیہ کا انعام مقرر کیا گیا ہے اور یہ انعام بعد قسم بلا توقف دو معتبر متمول لوگون کا تحریری ضمانت نامہ لیکر اُن کے حوالہ کیا جاویگا اور اگر چاہین تو قسم سے پہلے ہی باضابطہ تحریر لیکر یہ روپیہ آپکے حوالہ ہو سکتا ہے یا ایسے دو شخصون کے حوالہ ہو سکتا ہے جن کو وہ پسند کرین اور اگر ہم بشرایط مذکورہ بالا روپیہ دینے سے پہلوتہی کرین تو ہم کاذب ٹھہرینگے مگر چاہئیے کہ ایسی درخواست روز اشاعت سے **ایک ہفتہ** کے اندر آوے اور ہم مجاز ہونگے کہ **تین ہفتہ** کے اندر کسی تاریخ پر روپیہ لیکر آتھم صاحب کے خدمت مین حاضر ہو جائین ۔ لیکن اگر آتھم صاحب کیطرف سے رجسٹری شدہ خط آنیکے بعد ہم تین ہفتہ کے اندر تین ہزار روپیہ نقد لیکر امرتسر یا فیروزپور یا جس جگہ پنجاب کے شہرون مین سے آتھم صاحب فرماوین اُنکے پاس حاضر نہ ہون تو بلاشبہ ہم جھوٹے ہو گئے اور بعد مین ہمین کوئی حق باقی نہین ہوگا جو اُنہین ملزم کرین بلکہ خود ہم ہمیشہ کیلئے ملزم اور مغلوب اور جھوٹے متصور ہون گے ؛

ہماری اس تحریر کے دو حصے مین **پہلا حصہ** اُن مولویون اور ناواقف مسلمانون اور عیسائیون سے متعلق ہے جو خواہ نخواہ عیسائیونکو فتحیاب قرار دیتے ہین اور ہماری فتح کے دلایل قاطعہ کو کمزور خیال کرتے ہین اور اپنی خبث باطنی اور بخل اور غباوت کیوجہ سے اُس سیدھی اور صاف بات کو نہین سمجھتے جو نہایت بدیہی اور واضح ہے اور **دوسرے حصہ** مین آتھم صاحب کے خدمتمین **ایک خط ہے** جسمین ہمنے اتمام حجت اور برحق پوری کر دی ہے ۔ اب سمجھنا

چاہئے کہ جاہل مولویون اور ناواقف مسلمانون اور عیسائیون کے اعتراض یہین جو ہم ذیل مین لکھکر دفع کرتے ہین

(۱) اعتراض اول - پیشگوئی تو جھوٹی نکلی اب تاویلین کیجاتی ہین **الجواب** منصف بنو اور ہو بو اور خدا تعالی سے ڈرو اور آنکھین کھولکر اُس الہام کو پڑہو جو مباحثہ کے اختتام پر لکھا گیا تہا کیا اُسکے دو پہلو تھے یا ایک تہا کیا اُسمین صریح اور صاف طور پر نہین لکھا تہا کہ ہاویہ مین گرایا جاویگا بشرطیکہ حق کیطرف رجوع نہ کرے - اب قسما کہو کیا اسکو تاویل کہہ سکتے ہین یا صریح شرط موجود ہے کیا خدا تعالی کا اختیار نہ تہا کہ دو پہلو مین سے جسکو چاہتا اسیکو پورے ہونے دیتا کیا ہمنے پیچھے سے تاویل کے طور پر کوئی بات بنالی یا پہلے ہی سے صاف اور کھلی کھلی شرط موجود ہے -

(۲) اعتراض دویم - بیشک شرط موجود تو ہے مگر یہ کہان سے اور کیونکر ثابت ہوا کہ آتھم صاحب نے خوف کے دنون مین رجوع اسلام کیطرف کر لیا تہا اور اسلامی عظمت کو دل مین بٹھا لیا تہا کیا کسینے اُسکو کلمہ پڑہتے سُنا یا نماز پڑہتے دیکھا بلکہ وہ تو اب بھی اخبارون مین یہی چھپواتا ہے کہ مین عیسائی ہون اور عیسائی تہا - **الجواب** آتھم صاحب کا بیان بحیثیت شاہد مطلوب ہے نہ بحیثیت مدعا علیہ پس آتھم صاحب بغیر اس قسم غلیظ کے جسکا ہم مطالبہ کر رہے ہین اور جس کیلئے اب ہم **تین ہزار روپیہ نقد** انکو دیتے ہین جو کچھ بیان فرما رہے ہین یا اخبارون مین چھپوا رہے ہین وہ سب بیان ایک مدعا علیہ کی حیثیت مین ہین اور ظاہر ہے کہ جب کوئی شخص مدعی علیہ کی حیثیت سے عدالت مین کھڑا ہوتا ہے تو اپنی ذاتی اغراض اور سوسائٹی اور اپنی دوسری دنیوی مصالح کے لحاظ سے نہ ایکدفعہ بلکہ لاکھ دفعہ جھوٹ بولنے پر آمادہ ہو سکتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اُسوقت حلف دروغی کا مجرم نہین اس قانون قدرت کو ہر یک شخص جانتا ہے کہ خدا تعالی قسم کے وقت دروغگو کو ضرور پکڑتا ہے اسلئے اگر جھوٹے بے ایمان کو کوئی قسم غلیظ دی جاوے مثلاً بیٹا مر جانیکی ہی قسم ہو تو ضرور اسوقت وہ ڈرتا ہے اور حق کا رُعب اُسپر غالب آجاتا ہے پس یہی سبب ہے کہ آتھم صاحب قسم نہین کہاتے اور صرف بحیثیت مدعا علیہ انکار کئے جاتے ہین پس اس عجیب تماشا کو لوگ دیکھہ لین کہ ہم تو اُن کو بحیثیت گواہ کھڑا کرکے اور گواہون کیطرح ایک قسم غلیظ دیکر اُس الہام کا فیصلہ کرنا چاہتے ہین جس سے وہ منکر ہین اور وہ بار بار بحیثیت ایک مدعی علیہ کے اپنا عیسائی ہونا ظاہر کرتے ہین یہ کس قدر دہوکا ہے جو لوگونکو

دے رہے ہین۔ اس دجّالی فرقے کے مکر دن کو دیکھو جو کیسے بار بار یک ہین ہمارا مدعا تو یہ ہے کہ اگر وہ
درحقیقت خوف کے دنون مین اور اُن دنون مین جو دیوانون کیطرح وہ بہاگتے پہرتے تہے اور جبکہ اُن پر بہت سا
اثر دہشت پڑا ہوا تہا درحقیقت اسلامی عظمت اور صداقت سے متاثر نہین تہے تو کیون اب بحیثیت
ایک گواہ کے کہڑے ہوکر قسم نہین کہاتے اور کیون اس طریق فیصلہ سے گریز کر رہے ہین اور کیا وجہ ہے
کہ اُس طور سے قسم کہانیسے+ اُنکی جان نکلتی ہے جس طور کو ہمنے اپنے اشتہار ہزار روپیہ اور پہر اشتہار
دو ہزار روپیہ مین بتصریح بیان کیا ہے یعنے یہ کہ وہ عام مجمع مین ہماری حاضری کیوقت ان صاف اور
صریح لفظون مین قسم کہا جاوین کہ مینے میعاد پیشگوئی مین اسلام کیطرف ایک ذرہ رجوع نہین کیا
اور نہ اسلامی صداقت اور عظمت نے میرے دل پر کوئی ہولناک اثر ڈالا اور نہ اسلامی پیشگوئی کی
روحانی ہیبت نے ایک ذرہ بہی میرے دل کو پکڑا بلکہ مین مسیح کی الوہیت اور ابنیت اور کفارہ پر پورا
اور کامل یقین رکہتا رہا اور اگر مین خلاف واقعہ کہتا ہون اور حقیقت کو چہپاتا ہون تو اے قادر خدا مجہے
ایک سال کے اندر موت کے ایسے عذاب سے نابود کر جو جہوٹون پر نازل ہونا چاہئے۔ یہ قسم ہے جسکا ہم اُن سے مطالبہ کرتے
ہین اور جس کے لئے ہم اشتہار شایع کرتے کرتے آج تین ہزار روپیہ تک پہنچ گئے ہین ہم قسمیہ کہتے ہین کہ ہم
باضابطہ تحریر لیکر یعنی حسب شرایط اشتہار نہم ستمبر ۱۸۹۴ء تمسک لکہوا کر یہ تین ہزار روپیہ قسم کہانیسے
پہلے دیدینگے اور بعد مین قسم لین گے۔ پہر کیون آتہم صاحب پر اِس بات کے سُننے سے غشی پر غشی طاری
ہو رہی ہے کیا اب وہ مصنوعی خدا فوت ہو گیا جس نے پہلے نجات دی تہی یا اُس سے اب منجی ہونکا اختیار
چہین لئے گئے ہین ہمین بالکل سمجہ نہین آتا کہ کیسی شوخی اور دجالیت ہے کہ یون تو آتہم صاحب بحیثیت ایک
مدعا علیہ کے بہت باتین کرین یہان تک کہ اسلام کو جہوٹا مذہب ہی قرار دیدین اور شیخی کی باتین منہ سے
نکالین مگر جب بحیثیت شاہد ٹہرا کر بطرز مذکورہ بالا اُن سے قسم لینے کا مطالبہ ہو تو ایسی خاموشی کے دریا مین
غرق ہو جاوین کہ گویا وہ دُنیا مین ہی نہین رہے گیا اے ناظرین اُنکے اِس طرز طریق سے ثابت نہین ہوتا
کہ ضرور دال مین کالا ہے۔ غضب کی بات ہے کہ ایک ہزار روپیہ دیا گیا اور رجسٹری کر کے اشتہار بہیجا مگر
وہ چُپ رہے پہر دو ہزار روپیہ دیا گیا اور رجسٹری کر کے اشتہار بہیجا پہر بہی انکی طرف کے کوئی آواز نہین آئی اور

+ نوٹ اس قسم کا نام قسم آئینی ہے یعنی وہ قسم موکد بعذاب موت کہائین اور ہم آمین کہین آخری فیصلہ قسم ہے اسلئے قانون انگریزی نے بہی ہر ایک
قوم عیسائی وغیرہ کے لئے عند الضرورت قسم پر حصر رکہا ہے۔ منہ

دونون میعادین گذر گئین اب تین ہزار روپیہ کا اشتہار جاری کیا جاتا ہے کیا کوئی امید ہے
کہ اب وہ قسم کہانے کے لئے میدان مین آئینگے ہرگز نہین ہرگز نہین وہ تو جہوٹ کی موت سے
مر گئے اب قبر سے کیونکر نکلین انکو تو یہ باتین سنکر غش آتا ہے کیونکہ وہ جہوٹے ہین اور
ایک عاجز اور خاکی انسان کو خدا بنا کر اسکی پرستش کر رہے ہین - ابتدا مین جب وہ میعاد کی زندان سے
نکلے بولتے بہی نہین تہے اور سر نگون رہتے تہے پہر رفتہ رفتہ شیطانی سوسائیٹی سے ملکر اور
دجالی ہوا لگنے سے دل سخت ہوگیا اور خدا تعالی کے احسان کو بہلا دیا پس انکی مثال ایسی ہے کہ جیسے
ایک سخت دل اور دنیا پرست آدمی ایک ایسے مقدمہ مین پہنس جاوے جس سے اُس کو جان کا اندیشہ یا دائم
الحبس ہونیکا خوف ہو تب وہ دل مین خدا تعالی کو پکارتا ہے اور اپنی بدافعالیون سے باز رہے اور پہر جب رہائی
پا جاوے تو اُس رہائی کو بخت اور اتفاق پر حمل کرے اور خدا تعالی کے احسانون کو بہلا دیوے قرآن کو
کہول کر دیکہو کہ خدا تعالی نے ایسے لوگون کے لئے کہ جو فرعونی صفت کا کوئی شعبہ اپنے اندر رکہتے ہین کسقدر
مثالین دی ہین چنانچہ منجملہ انکے ایک کشتی کی بہی مثال ہے جب غرق ہونے لگی - پس اب آتہم صاحب
اپنی دہریت پر ناز نہ کرین ذرہ قسم کہا دین پہر عنقریب دیکہین گے کہ خدا ہے اور وہی خدا ہے
جسکو اسلام نے پیش کیا ہے نہ وہ کہ کروڑہا اور بیشمار برسون کے بعد مریم عاجزہ کے پیٹ
سے نکلا اور پہر حباب کی طرح ناپدید ہوگیا -

(۳) اعتراض سوم یہ ہے کہ یہ اکثر دیکہا جاتا ہے کہ کسی پنڈت یا ہندے یا رمال یا جفری کی پیشگوئی پر
بہی جب کسیکی موت کی نسبت وہ بیان کرے تو ضرور بوجہ بشریت اُس پیشگوئی کا خوف اور دہشت دل
مین پیدا ہو جاتا ہے پہر اگر آتہم صاحب کے دل پر بہی اسلامی پیشگوئی کی دہشت طاری ہوئی ہو تو کیون اُس
خوف کو بہی بشریت کیطرف منسوب نہ کیا جاوے **الجواب** بشر تو بشریت سے کبہی منفک نہین
ہوتا لیکن جب بقول آپ کے اسلامی پیشگوئی کی عظمت اور صداقت نے آتہم صاحب کے دل پر اثر کیا
اور اُن کو ایک شدید خوف مین ڈالدیا تو بموجب تصریح قرآن کریم کے یہ بہی ایک رجوع کی قسم ہے کیونکہ اسلامی
پیشگوئی کی تصدیق درحقیقت اسلام کی تصدیق ہے مثلاً منجم کی پیشگوئی سے وہ شخص ڈرتا ہے جو نجوم کو کچہہ چیز سمجہتا ہے

اور رمال کی پیشگوئی سے وہی شخص خائف ہوتا ہے جو رمل کو کچھ حقیقت خیال کرتا ہے اسیطرح اسلامی پیشگوئی سے
وہی شخص ہراسان اور لرزان ہوتا ہے جسکا دل اُسوقت اسلام کا مکذب نہین بلکہ مصدق ہے اور ہم بار بار لکھ چکے
ہین کہ اِس قدر اسلام کی عظمت اور صداقت کو مان لینا اگرچہ نجات اُخروی کیلئے مفید نہین مگر عذاب دنیوی سے
رہائی پانیکے لئے مفید ہے جیسا کہ قران کریم نے اس بارہ مین بار بار مثالین پیش کی ہین اور بارہا فرمایا ہے
کہ ہمنے خوف اور تضرع کیوقت کفار کو عذاب سے نجات دیدی حالانکہ ہم جانتے تہے کہ وہ پہر کفر کیطرف عود کرینگے
پس اسی قرانی اصول کے موافق آتہم صاحب شدید خوف مین مبتلا ہو کر کچھہ دنون کیلئے موت سے نجات پا گئے کیونکہ انہون
نے اُسوقت عظمت اور صداقت اسلامی کو قبول کیا اور رد نہ کیا جیسا کہ علاوہ ہمارے الہام کے ان کا پریشان حال انکی اس اندرونی
حالت پر گواہ رہا اور اگر یہ باتین صحیح نہین ہین اور اسلام کا اُنکے نزدیک سچا خدا نہین تو قسم کہانے سے کیون وہ
گہبراگئے ہین اور کونسا پہاڑ اُن پر گریگا جو اُنہین کچل ڈالیگا کیا وہ **تجربہ** نہین کر چکے جو ہم جہوٹے ہین پس جہوٹون کے
مقابل پر تو پہلے سے زیادہ دلیری کے ساتہہ **میدان** مین آنا چاہئے مگر حقیقت یہی ہے کہ وہی جہوٹے اور انکا
مذہب جہوٹا اور اُنکی ساری باتین جہوٹی ہین اور اُسپر یہی دلیل کافی ہے کیسے جیسا کہ جہوٹے بزدل اور ہراسان
ہوتے ہین اور ڈرتے ہین کہ اپنے جہوٹ کی شامت سے سچ مچ مر ہی نہ جائین یہی حال انکا ہو رہا ہے اگر آتہم صاحب پندرہ
مہینہ کے تجربہ سے مجہے **کاذب** معلوم کر لیتے تو ان سے زیادہ میرے مقابل پر اور کوئی بہی دلیر نہ ہوتا اور وہ قسم کہانیکے
لئے مستعد ہو کر اِس طرح میدان مین دوڑ کر آتے کہ جس طرح **چڑیا** کے شکار کیطرف **باز دوڑتا** ہے مطالبہ قسم پر
انکو باغ باغ ہو جانا چاہئے تہا کہ اب **جہوٹا دشمن قابو** مین آگیا مگر یہ کیا **آفت پڑی** کیون اب تجربہ کے
بعد مقابل پر نہین آتے یہی سبب ہے کہ اُنہین میرے الہام کی حقیقت معلوم ہے دوسرے **احمق** عیسائی اور مسلمان نہین
جانتے مگر وہ خوب جانتے ہین +

ناظرین! کیا تم سمجہتے ہو کہ وہ میدان مین قسم کہانیکے لئے آجائینگے ہرگز نہین آئینگے
کیا تم نہین جانتے کہ کبہی جہوٹے بہی ایسی **بہادری** دکہلاتے ہین جو **ایمانی قوت** پر مبنی ہو انکے تو ڈر
ڈر کے دست نکلتے رہے غشی پر غشی طاری ہوتی رہی سو خدا نے جو سزا دینے مین دہیما اور رحیم ہین سب سے بڑہکر
ہے اپنے الہامی شرط کے موافق اُن سے معاملہ کیا اب **چڑیا اپنے پنجرہ سے نکلی ہوئی** پہر کیونکر

+حاشیہ - بعض مخالف مولوی نام کے مسلمان اور انکے چیلے کہتے ہین کہ جبکہ ایک مرتبہ عیسائیونکی فتح ہو چکی تو پہر بار بار آتہم صاحب کا مقابلہ
کرانا انصافاً انپر واجب نہین تو اسکا جواب یہ ہے کہ اے بے ایمانو نیم عیسائیو دجال کے ہمراہیو اسلام کے دشمنو کیا پیشگوئی کے دو پہلو نہین تہے
پہر کیا آتہم صاحب نے دوسرے پہلو رجوع الی الحق کے احتمال کو اپنے افعال اور اپنے اقوال سے آپ قوی نہین کیا کیا وہ نہین ڈرتے رہے کیا انہون نے
اپنی زبان سے تصدیق نہیں کیا اقرار نہین کیا پہر اگر وہ ڈر انسانی تلوار سے تہا نہ آسمانی تلوار سے تو اس شبہ کے مٹانیکے لئے کیون قسم نہین کہاتے پہر جبکہ اس طرف سے ہزارہا روپیہ کے انعام کا وعدہ نقد کیطرح پاکر پہر بہی قسم سے انکار اور گریز ہے تو عیسائیونکی فتح کیا ہوئی کیا تمہاری (باقی)

اُسی پنجرہ میں داخل ہو جاوے۔ **پیارے ناظرین!** کیا تم ہماری تحریرون کو غور سے نہیں دیکھتے کیا سچائی کی **شوکت** تمہیں اُنکے اندر معلوم نہیں ہوتی کیا **نور فراست** تمہارا گواہی نہیں دیتا کہ یہ ایمانی قوت اور شجاعت اور یہ استقلال دروغگو سے کبھی ظاہر نہیں ہو سکتا کیا میں پاگل ہو گیا یا میں دیوانہ ہون کہ اگر قطعی طور پر مجھے علم نہیں دیا گیا تو یون ہی **تین ہزار روپیہ** برباد کرنیکو طیار ہو گیا ہون ذرہ سوچو اور اپنے صحیح وجدان سے کام لو اور یہ کہنا کہ کوئی ایسی بات نظر نہیں آتی جسکا اثر عبداللہ آتھم پر ہوا ہو کس قدر صداقت کا خون کرنا ہے اگر اثر نہیں تھا تو کیون آتھم صاحب چورون کیطرح بھاگتے پھرے اور کیون اپنی سچائی جتانے کیلئے بنا پر اب قسم کھانیکے لئے میدان میں نہیں آتے خط پر خط رجسٹری کرا کر بھیجے گئے وہ مُردے کیطرح بولتے نہیں +

(۴) چوتھا اعتراض۔ یہ ہے کہ ایک صاحب اپنے اشتہار میں مجکو مخاطب کر کے لکھتے ہین کہ تمنے مباحثہ میں آتھم صاحب کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ تم عمداً حق کو چھپا رہے ہو پس اس سے ثابت ہوا کہ وہ اُسوقت بھی بقول تمہارے اسلام کو حق جانتے تھے پس پیشگوئی کی میعاد مین کونسی نئی بات اُن سے ظہور مین آئی **الجواب** جاننا چاہئے کہ اس کہنا تمہیں اپنے کفر کی حمایت کر کے حق کو چھپانا اور اپنے مخالفانہ دلایل کو کمزور سمجھ کر پھر بھی بحث کیوقت انہیں کو فروغ دینا اور اسلامی دلایل کو بہت قوی پا کر پھر بھی اُنسے عمداً حق پوشی کی راہ سے منہ پھیرنا یہ اور بات ہے لیکن خوف کے دنون مین درحقیقت اسلامی صداقت کا خوف اپنے دل پر ڈال لینا یہان تک کہ شدت خوف سے ایک دیوانہ سا ہو جانا یہ اور چیز ہے اور دونون باتون مین زمین و آسمان کا فرق ہے اور بموجب الثواد عذاب اشتق دوم سے +

(۵) پانچوان اعتراض۔ یہ ہے کہ ایکسال کی میعاد کی کیا ضرورت ہے خدا ایک دن مین جھوٹے کو مار سکتا ہے **الجواب** ہان بیشک خدائے قادر ذوالجلال ایکدن مین کیا بلکہ ایک طرفۃ العین مین مار سکتا ہے مگر جب اُس نے الہامی تفہیم سے اپنا ارادہ ظاہر کر دیا تو اُسکی پیروی کرنا لازم ہے کیونکہ وہ حاکم ہے مثلاً وہ اپنی قدرت کے رو سے ایکدن مین انسان کے نُطفہ کو بچہ بنا سکتا ہے لیکن جب اُس نے اپنے قانون قدرت کے ذریعہ سے ہمین سمجھا دیا کہ یہی اُسکا ارادہ ہے کہ نو مہینہ مین بچہ بناوے تو بعد اس کے نہایت چالاکی اور گستاخی ہو گی کہ ہم ایسا اعتراض کرین کیا ہمین خدا تعالی کے ارادون حکمون کی پیروی کرنا لازم ہے یا یہ کہ اپنے ارادون کا اسکو پیرو بنا دین اسکی قدرت تو دونون پہلو رکھتی ہے چاہے تو ایک طرفۃ العین مین کسیکو ہلاک کر دے اور

چاہے تو کسی اور مدت تک مثلاً ایک سال تک کسی پر موت وارد کرے اور پھر جب اُسکی تفہیم سے معلوم ہوا کہ اپنی قدرت
کے وارد کرنے مین اُس نے ایک سال کی مدت کو ارادہ کیا ہے تو یہ کہنا سخت بیجا ہو کہ یہ ارادہ اسکی قدرت کے
مخالف ہے صدہا کام ہین جو وہ ایک دم مین کر سکتا ہے مگر نہین کرتا دنیا کو بھی چھ دن مین بنایا اور کھیتون کو بھی
اُس مدت تک پکاتا ہے جو اُس نے مقرر کر رکھی ہے اور ہر اک شے کے لیئے اُسکے قانون قدرت مین
اجل مقرر ہے پس قانون الہام بھی اسی قانون قدرت کے مشابہ صفات باری کو ظاہر کرتا ہے لیکن یہ پاپا ایسے
لوگ کیون کر رہے ہین جو حضرت مسیح کو قادر مطلق خیال کرتے ہین کیا اُن کا وہ مصنوعی خدا ایک سال تک آتھم
صاحب کو بچا نہین سکتا حالانکہ انکی عمر بھی کچھہ ایسی بڑی نہین ہے بلکہ میری عمر سے صرف چند سال ہی زیادہ
ہین پھر اُس مصنوعی خدا پر کونسی ناتوانی طاری ہو جائیگی کہ ایک سال تک بھی اُن کو بچا نہین سکے گا ایسے خدا پر
نجات کا بھروسہ کہنا بھی سخت خطرناک ہے جو ایک سال کی حفاظت سے بھی عاجز ہے کیا ہمنے عہد نہین کیا کہ ہمارا
خدا اُس سال مین ضرور ہمین مرنے سے بچا لیگا اور آتھم صاحب کو اس جہان سے رخصت کر دیگا کیونکہ وہی قادر اور
سچا خدا ہے جس سے بدنصیب عیسائی منکر ہین اور اپنے جیسے انسان کو خدا بنا بیٹھے ہین تبھی تو بزدل ہین اور
ایکسال کیلئے بھی اُسپر بھروسہ نہین آسکتا اور سچ ہے باطل معبودون پر بھروسہ کیون کر ہو سکے اور نور فطرت کیونکر گواہی
دیوے کہ ایسا عاجز معبود ایک سال تک بچا سکیگا بلکہ ہمنے تو اشتہار ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء مین یہ بھی لکھ دیا ہے کہ اگر
آتھم صاحب اپنے مصنوعی خدا کو ایسا ہی کمزور اور گیا گذرا یقین کر بیٹھے ہین تو اتنا کہدین کہ وہ ابن اللہ کے نام کا خدا
ایک سال تک بھی بچا نہین سکتا تو ہم اس اقرار کے بعد **تین دن ہی منظور کرلین گے** مگر وہ کسیطرح
میدان مین نہین آوینگے کیونکہ جھوٹے کو اپنے جھوٹھ کا دھڑکا شروع ہو جاتا ہی اور سچے کے مقابل پر آنا
اُسکو ایک موت کا مقابلہ معلوم ہوتا ہے

۶ - **چھٹا اعتراض** یہ ہے کہ کیا خدا آتھم کے منافقانہ رجوع سے اپنے زبردست وعدہ کو ٹال
سکتا تھا حالانکہ وہ خود ہی فرماتا ہے ولن یوخر اللہ نفسا اذا جاء اجلھا یعنے جب وعدہ پہنچ گیا تو
کسی جان کو مہلت نہین دیجاتی۔ **الجواب** آپ سُن چکے ہین کہ وہ وعدہ خداتعالی کے الہام مین قطعی
وعدہ نہ تھا اور نہ فیصلہ ناطق تھا بلکہ مشروط بشرط تھا اور بصورت پابندی شرط کے وہ شرط قرار دادہ

بہی وعدہ مین داخل تہے سو آتہم نے خوف کے دنون مین بیشک حق کیطرف رجوع کیا اور وہ رجوع
منافقانہ نہین تہا اسلئے خدا تعالی نے اپنے وعدہ کے موافق موت مین تاخیر ڈالدی افسوس کہ نادان لوگ
اس بات کو نہین سمجہتے کہ انسان کی فطرت مین یہ بہی ایک خاصہ ہے کہ وہ باوجود شقی ازلی ہونیکے شدت
خوف اور ہول کے وقت مین خدا تعالی کیطرف رجوع کرلیتا ہے لیکن اپنی شقاوت کیوجہ سے پہر بلا سے رہائی
پاکر اسکا دل سخت ہوجاتا ہے جیسے فرعون کا دل ہریک رہائی کے وقت سخت ہوتا رہا سو ایسی رجوع کا
نام خدا تعالی نے اپنے پاک کلام مین منافقانہ رجوع نہین رکہا کیونکہ منافق کے دل مین کوئی سچا خوف
نازل نہین ہوتا اور اسکے دل پر حق کا رعب اثر نہین ڈالتا لیکن اس شقی کے دل مین راہ راست کی عظمت کو
خیال مین لاکر ایک سچا خوف پیشگوئی کے سننے کیوقت مین بال بال مین پہر جاتا ہے مگر چونکہ شقی ہے
اسلئے یہ خوف اسیوقت تک رہتا ہے جبتک نزول عذاب کا اسکو اندیشہ ہوتا ہے اسکی مثالین قران کریم
اور بائبل مین بکثرت ہین جنکو ہمنے رسالہ **انوار الاسلام** مین بتفصیل لکہدیا ہے غرض منافقانہ
رجوع درحقیقت رجوع نہین ہے لیکن جو خوف کیوقت مین ایک شقی کے دل مین واقعی طور پر ایک ہراس
اور اندیشہ پیدا ہو جاتا ہے اسکو خدا تعالی نے رجوع مین ہی داخل کیا ہے اور سنت اللہ نے ایسے رجوع کو دنیوی
عذاب مین تاخیر پڑنیکا موجب ٹہرایا ہے گو اخروی عذاب ایسے رجوع سے ٹل نہین سکتا مگر دنیوی عذاب ہمیشہ
ٹلتا رہا ہے اور دوسرے وقت پر جا پڑتا رہا ہے قران کو غور سے دیکہو اور جہالت کی باتین مت کرو
اور یاد رہے کہ آیۃ **لن یوخر اللہ نفسا** کو اس مقام سے کچہہ تعلق نہین اس آیت کا تو مدعا یہ ہے کہ جب
تقدیر مبرم آجاتی ہے تو ٹل نہین سکتی مگر اس جگہ بحث تقدیر معلق مین ہے جو شروط بشرایط ہے جبکہ
خدا تعالی قران کریم مین آپ فرماتا ہے کہ مین استغفار اور تضرع اور غلبہ خوف کیوقت مین عذاب کو کفار کے سر پر سے
ٹال دیتا ہون اور ٹالتا رہا ہون پس اس سے بڑہکر سچا گواہ اور کون ہے جسکی شہادت قبول کیجاوے +

(۷) **ساتوان اعتراض** یہ ہے اگر رجوع کے بعد عذاب ٹل سکتا ہے تو اب بہی اگر آتہم قسم کہا کر پہر
اندر ہی اندر رجوع کرلے تو چاہئے کہ عذاب ٹل جاوے تو اس صورت مین ایک شریر انسان کیلئے بڑی گنجایش
ہے اور ربانی پیشگوئیون کا بالکل اعتبار اٹہہ جائیگا **الجواب** قسم کہانے کے بعد خدا تعالی کا وعدہ ہے

کہ فیصلہ قطعی کرے سو قسم کے بعد ایسے مکار کا پوشیدہ رجوع ہرگز قبول نہین ہوگا کیونکہ اسمین ایک
دنیا کی تباہی ہے اور قسم فیصلہ کے لئے ہے اور جب فیصلہ نہ ہوا اور کوئی مکار پوشیدہ رجوع کر کے حق پر
پردہ ڈال سکا تو دنیا مین گمراہی پھیل جائیگی اسلئے قسم کے بعد خدا تعالیٰ کا عزم یہ ارادہ ہوتا ہے کہ حق کو باطل علیحدہ کر دے [illegible]

۸ — آٹھوان اعتراض یہ ہے کہ اگر صداقت کا صرف اقبال یا اقرار باعث تاخیر موت ہے تو ہم اہل اسلام
کو کبھی موت نہین آنی چاہئے کیونکہ صداقت کے پیرو ہین۔ جبکہ دشمن خدا ذرا سے منافقانہ رجوع کی باعث
جو وہ بھی پوشیدہ ہے موت سے بچ جائے تو ہم جو رئیس الاشہاد رجوع کئے بیٹھے ہین بیشک حیات جاودانی
کے مستحق ہین **الجواب** عزیز من جو لوگ سچے دل سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہین اور پھر بعد
اسکے ایسے کام نہین کرتے جو اس کلمہ کے مخالف ہین بلکہ توحید کو اپنے دل پر وارد کر کے رسالت
محمدیہ کے جھنڈے کے نیچے ایسی **استقامت** سے کھڑے ہو جاتے ہین کہ کوئی ہولناک آواز
بندوق یا توپ کی انکو اس جگہ سے جنبش نہین دے سکتی اور نہ تیز تلوار کی چمکین انکی آنکھون کو خیرہ کر سکتی ہین
اور نہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہی ہو کر اس **جھنڈے** سے باہر آ سکتے ہین بیشک وہ لوگ **حیات جاودانی**
پائین گے کس خبیث نے کہا کہ نہین پائینگے اور وہ **دائمی زندگی** کے ضرور ہی وارث ہونگے کون **ملعون**
کہتا ہے کہ نہین وارث ہونگے لیکن ایک کافر یا فاسق کا خوف کے دنون مین کچھ مدت تک عذاب سے بچ جانا یا خدا [illegible]
رحیم کیطرف سے ایک مہلت دینا ہے تا شاید وہ ایمان لاوے یا اسپر حجت پوری ہو جاوے اور جب اللہ تعالیٰ ایک کافر کو اپنی غضب کی آگ سے ہلاک کرنا چاہے
سے بھرے ہوئے رجوع کیوقت خواہ وہ رجوع بعد ایام خوف قایم نہ رہا ہو یا نہ ہو ضرور عذاب کو کسی دوسرے
وقت پر ٹال دیتا ہے مگر مومنون کی موت اگر انکا وقت پہنچ گیا ہو تو وہ بطور عذاب نہین ہوتی بلکہ وہ ایک
پل ہے جو حبیب کو حبیب کیطرف پہنچاتا ہے اور وہ مرنیکے بعد اس لذت اور راحت کے وارث ہو جاتے ہین
جسکی نظیر اس دنیا مین نہین مگر کافر کے لئے موت جہنم کا پہلا زینہ ہے جو اس سے گرتے ہی داخل ہاویہ ہوتا ہے

۹ — نوان اعتراض یہ ہے کہ اگر پادری رایٹ فریق مخالف مین سے پیشگوئی کی میعاد مین مر گئے تو انکے
مقابلہ مین آپکے کئی مقرب عیسائی ہو گئے **الجواب** اے صاحب آپ متوجہ ہو کر سنین اور ہم سچ
کہتے ہین او کاذب پر لعنت اللہ ہو کہ ہمارا کوئی مقرب یا بیعت کا سچا تعلق رکھنے والا عیسائی نہین ہوا ہان

دو بدچلن اور خراب اندرون آدمی آنکہون کے اندہے جنکو دین سے کچہہ بہی تعلق نہین تہا منافقانہ طور
کے بیعت کرنیوالون مین داخل ہوگئے تہے لیکن ہمنے یہ معلوم کرکے کہ یہ بدچلن اور خراب حالت کے آدمی ہین انکو اپنے
مکان سے نکالدیا تہا اور ناپاک طبع پاکر بیعت کے سلسلہ سے الگ کردیا تہا - اب فرمائیے کہ ان کا ہمسے کیا تعلق
رہا اور اُن کے مرتد ہونے سے ہمین کیا رنج پہنچا - پادریون پر یہ بہی زوال آیا کہ انکو انہون نے قبول کیا
اور آخر دیکہہ لیا کہ نتیجہ کیا نکلتاہے حرام خور آدمی کسی قوم کے لئے جائے فخر نہین ہوسکتا اگر آپ کو اس بیان
مین شک ہو تو **قادیان** مین آوین اور ہم سے پورا پورا ثبوت لے لین لیکن رایٹ تو اپنی اُس حیثیت منصبی
اور سرگروہی کی عزت سے معطل نہین کیا گیا تہا اور وہی تہا جس نے مباحثہ کے پہلے انگریزی مین شرائط لکہی
تہی پہر آپ کیون ایسی صریح اور چمکتی ہوئی صداقت پر خاک ڈالتے ہین یہ بات نہایت صاف ہے کہ اس جنگ مین
جسکا نام پادریون نے خود اپنے منہ سے جنگ مقدس رکہا تہا شکست کی چارون صورتین ان بندہ پرست
نصرانیون کو نصیب ہوئین کیونکہ کوئی اُن مین سے مارا گیا اور کوئی زخمی ہوا یعنی بیمار شدید ہوا اور مر مر کے بچا
اور کوئی لعنتون کے زنجیر مین گرفتار رہا اور کوئی بہاگ گیا اور اسلامی جہنڈے کے نیچے پناہ لیکر جان بچائی
پس اس کہلی کہلی اور فاش شکست سے انکار کرنا نہ صرف حماقت بلکہ پرلے درجہ کی بے ایمانی اور ہٹ دہرمی ہے
لیکن اگر مغلوب اور ذلیل پادریون کو خواہ نخواہ غالب قرار دینا ہے تو ہم آپ کی زبان کو نہین پکڑ سکتے ورنہ
سچ تو یہی ہے کہ اس پیشگوئی کے بعد پادریون پر بہت ہی ذلت کی مار پڑی ہے عین میعاد پیشگوئی مین
پادری رایٹ صاحب عین جوانی مین جہنم کی رونق افروزی کے لئے اس دنیا سے بلائے گئے اور انکی موت پر
اسقدر رسیاپے اور دردناک نوحے ہوئے کہ عیسائیون نے آپ اقرار کیا کہ بیوقت ہمپر قہر نازل ہوا پہر دوسری ذلت
دیکہو کہ پچاس برس کی مولویت کا دعوے جسکی بنا پر عماد الدین کا اسلامی تعلیم مین دخل مانا جاتا جاہلون کی نظر
مین معتبر سمجہا جاتا تہا نجاست کیطرح جہوٹہ کی بو سے بہرا ہوا نکلا اور یکدفعہ بوسیدہ بنیاد کی طرح گر گیا
اور ہزار لعنت کا رسہ ہمیشہ کے لئے تمام اُن پادریون کے گلے مین پڑ گیا جو علم عربی مین دخل رکہنے کا دم مارتے تہے
کیا یہ ایسی لعنت اور رسوائی ہے جو کسی کے چہپانے سے چہپ سکے اور کیا یہ پہلی ذلت نہین ہے جو پادریون کو
ہندوستان مین اور پنجاب مین نصیب ہوئی جسکو اشتہارات یورپ اور امریکہ اور تمام بلاد مین پہیل کر عام

طور پر جہالت اور دروغگوئی ان پادریون کی جو مولوی کہلاتے تھے ثابت ہوئی اور ہمیشہ کے لئے یہ داغ انکی پیشانی پر لگ گیا جواب ابد الدہر تک دور نہین ہو سکتا۔ کیا ایسی لعنت کی کوئی نظیر ہمارے فریق مین پیشگوئی کے بعد آپنے دیکھی بھلا ذرہ کلمہ طیبہ پڑہکر بیان تو کرو تاہم بھی سنین اور پھر یہ ذلتین اور رسوائیان ابھی ختم کہان ہوئین ہمارا آتھم پر اشتہار نکالنا یہانتک کہ تین ہزار تک انعام دینا اور آتھم صاحب کی قسم کہانے سے جان نکلنا کیا اس سے اسلام کی ہیبت اور صداقت بدیہی طور پر ثابت نہین کیا ابھی عیسائیون کے ذلیل اور جھوٹے ہونے مین کچھ کسر باقی رہگئی ہے اور آپکا یہ کہنا کہ رات کو آتھم کی موت کے لئے دعائین مانگنا یہ بھی ایک عذاب تھا سبحان اللہ کس قدر مسلمان کہلاکر بیہودہ باتین آپکے منہ سے نکل رہی ہین سچے مسلمان ہمیشہ غلبہ اسلام کیلئے دعائین مانگتے ہین اور تہجد بھی پڑھتے ہین اور نماز مین بھی انکو رقت طاری ہوتی ہے اور آیۃ یبیتون لربہم سجدا وقیاما کا مصداق ہوتے ہین اگر یہی عذاب ہے تو ہماری دعا ہے کہ قیامت مین بھی یہ عذاب ہمسے الگ نہو دعا کرنا ہمیشہ نبیون کا طریق اور صحابہ کی سنت ہے اور عین عبادت ہے اسکا نام عذاب رکہنا انہین لوگون کا کام ہے جو دنیا کے کیڑے ہین اور روحانی جہانسے بیخبر ہین مین سچ سچ کہتا ہون کہ مومن صادق پر اسوقت دکہہ اور عذاب کی حالت وارد ہوتی ہے کہ جب نماز کی رقت اور پر رقت دعا اس سے فوت ہو جاتی ہے۔ اے غافلو یہ تو دیندارون اور راستبازون کا بہشت ہے نہ کہ عذاب ؏

ہردم براہ جانان سوزیست عاشقان را ۔ زجہان چہ دید آنکس کہ ندید این جہان را ۔

(۱۰) دسوان اعتراض یہ کہ پادری عماد الدین تو ایک جاہل آدمی ہے اور عربی سے بے بہرہ وہ بیچارہ عربی کتابون کا جواب کیونکر لکھتا۔ **الجواب** ایسا جاہل ایک مدت دراز سے مولوی کہلاتا تھا اور ہزارون نادان اسکو مولوی سمجھتے تھے تو کیا اسکی ان تالیفات مین ذلت نہین ہوئی اور کیا وہ بباعث عاجز رہجانیکے اس **ہزار لعنت** کا مستحق نہوا جو **نور الحق** کے چار صفحہ مین لکھی گئی ماسوا اسکے اے حضرت اس سے تو ان تمام پادریون کی ناک کٹ گئی جو مولوی کہلاتے تھے اور مولویت کے دہوکہ سے جاہلون پر بد اثر ڈالتے تھے۔ نہ صرف عماد الدین کا ناک۔ کیا ایسی ثابت شدہ ذلت اور لعنت کی نظیر ہماری جماعت کو بھی پیش آئی آپ عیسائیون کے حامی تو بنے اب حلفاً پورا پورا جواب دین۔

(۱۱) گیارہوان اعتراض یہ ہے کہ ایک ہندو زادہ سعد اللہ نام لدھیانہ سے اپنے اشتہار ۱۶ ستمبر ۱۸۹۴ء

مین لکھتا ہے کہ صرف دل مین حق کی عظمت کو ماننا اور اپنے عقاید باطلہ کو غلط سمجھنا کسی طرح عمل خیر نہین
بن سکتا یہ دجال قادیانی کا ہی کام ہے کہ اسکا نام رجوع بحق رکہے - **الجواب** اے احمق دل کے اندہے
دجال تو تو ہی ہے جو قران کریم کے برخلاف بیان کرتا ہے اور نیز اپنی قدیم بے ایمانی سے ہمارے بیان کو
محرف کرکے لکھتا ہے ہمنے کب اور کسوقت کہا جو ایسا رجوع جو خوف کے وقت مین ہو اور پہر انسان اُس سے
پہر جائے نجات اُخروی کے لئے مفید ہے بلکہ ہم تو بار بار کہتے ہین کہ ایسا رجوع نجات اخروی کے لئے ہرگز
مفید نہین اور ہمنے کب آتہم نجاست خوار شرک کو **بہشتی قرار دیا ہے** یہ تو سراسر تیرا ہی افترا اور ایمانی ہے
ہم نے تو قران کریم کی تعلیم کے موافق صرف یہ بیان کیا تہا کہ کوئی کافر اور فاسق جب عذاب کے اندیشہ سے
عظمت اور صداقت اسلام کا خوف اپنے دل مین ڈال لے اور اپنی شوخیون اور بیباکیون کی کسیقدر رجوع کے ساتہہ
اصلاح کرلے تو خدا تعالی وعدہ عذاب دنیوی مین تاخیر ڈالدیتا ہے یہی تعلیم ساری قران مین موجود ہے جیسا کہ
اللہ جلشانہ کفار کا قول ذکر کرکے فرماتا ہے ربنا اکشف عنا العذاب انا مؤمنون ..... اور پہر جواب مین فرماتا ہے
انا کاشفوا العذاب قلیلا انکم عائدون - سورۃ الدخان الجزو ۲۵ یعنی کافر عذاب کے وقت کہین گے
کہ اے خدا ہم سے عذاب دفع کر کہ ہم ایمان لائے اور ہم تہوڑا سا یا تہوڑی مدت تک عذاب دور کردینگے مگر تم اے کافرو پہر کفر
کیطرف عود کروگے - پس ان آیات سے اور ایسا ہی اُن آیتون سے جنمین قریب الغرق کشتیون کا ذکر ہے صریح منطوق
قرانی سے ثابت ہوتا ہے کہ عذاب دنیوی ایسے کافرون کے سر پر سے ٹل جاتا ہے جو خوف کے دنون اور وقتون مین حق
اور توحید کیطرف رجوع کرین گو امن پاکر پہر بے ایمان ہوجائین بہلا اگر ہمارا یہ بیان صحیح نہین ہے تو اپنے معلم شیخ
بٹالوی کو کہو کہ قسم کہاکر بذریعہ تحریر یہ ظاہر کرے کہ ہمارا یہ بیان غلط ہے کیونکہ تم تو جاہل ہو تم ہرگز نہین
سمجہو گے اور وہ سمجہہ لیگا اور یاد رکہو کہ وہ ہرگز قسم نہین کہائیگا کیونکہ ہمارے بیان مین سچائی کا نور دیکہیگا اور
قران کے مطابق پائیگا پس اب بتلا کہ کیا **دجال تیرا ہی نام ثابت ہوا** یا کسی اور کا حق سے لڑنیوالے
آخر اے **مردار** دیکہیگا کہ تیرا کیا انجام ہوگا اے **عدو اللہ** تو مجہہ سے نہین بلکہ خدا تعالی سے لڑ رہا ہے
بخدا مجہے اسیوقت ۲۹ ستمبر ۱۸۹۴ء کو تیری نسبت الہام ہوا ہے **ان شانئک ہو الابتر** اور ہمنے
اِس طرح پر آتہم کا رجوع بحق ہونا بے ثبوت نہین کہا کیا تو سوچتا نہین کہ اگر وہ سچا ہے تو کیون قسم نہین کہاتا

اگر یہی سچ ہے تو وہ سچی قسم کہانے سے کس پہاڑ کے نیچے آکر دب جائیگا اور ہم بیان کر چکے ہین کہ آتہم صاحب کا صرف بحیثیت مدعا علیہ انکار کرتے رہنا کچہہ بہی چیز نہین جہوٹ بولنا نصاریٰ کی سرشت مین داخل ہی اگر بندہ پرست لوگ جہوٹ نہ بولین تو اور کون بولے مگر ہمارا تو یہ مطلب اور مدعا ہے کہ بحیثیت ایک گواہ کے کہڑا ہو کر مجمع عام مین اس مضمون کی قسم کہا جائین جسکی ہم بار بار تعلیم کرتے ہین مگر کیا اُس نے ابتک قسم کہائی ہرگز نہین اور تعجب کہ ہمنے لکہا تہا کہ جو ولد الحلال ہے اور درحقیقت عیسائی مذہب کو ہی غالب سمجہتا ہے تو چاہئے کہ ہم سے دو ہزار روپیہ اور آتہم صاحب سے ہماری منشاء کے موافق قسم دلا دے پہر جو کچہہ چاہے ہمین کہتا رہے ورنہ یون ہی اسلامی بحث پر مخالفانہ حملہ کرنا اور زبان سے مسلمان کہلانا کسی ولد الحلال کا کام نہین مگر میان سعد اللہ صاحب نے آج تک آتہم صاحب کو قسم کہانے پر مستعد نہ کیا مگر عیسائیون کو غالب سمجہتا رہا اور اپنے پر دانستہ وہ لقب لیلیا جسکو کوئی نیک طینت لے نہین سکتا اور پہر یہ نادان کہتا ہے کہ اگر مرنا ہی عذاب کی نشانی ہے تو قادیانی بہی ضرور ایک دن اس عذاب مین مبتلا ہوگا اے احمق تیری کیون عقل ماری گئی کیا تو قران نہین پڑہتا یون تو انبیا بہی فوت ہو گئے بلکہ بعض شہید ہوئے اور اُنکے دشمن فرعون اور ابوجہل وغیرہ بہی مر گئے یا مارے گئے لیکن وہ موت جو مقابلہ کیوقت اہل حق کی دعا سے یا اہل حق کے ایذا سے یا اہل حق کی پیشگوئی سے اشقیا پر وارد ہوتی ہے وہ عذاب کی موت کہلاتی ہے کیونکہ جہنم تک پہنچاتی ہے مگر اہل حق اگر شہید بہی ہو جائین تو وہ خدا کے فضل سے بہشت مین جاتے ہین ؞

(۱۲) بارہوان اعتراض اِس ہندو زادہ کا یہ ہے کہ جب کوئی عمل نہ چلا تو ڈہکوسلا بنا لیا کہ آتہم نے رجوع بحق کیا ہے **الجواب** ہان اے ہندو زادہ اب ثابت ہو گیا کہ ضرور تو حلال زادہ ہے ہماری اس شرط پر کہ کوئی آتہم کو قسم دینے سے پہلے تکذیب کرے خوب ہی تو نے عمل کیا آفرین آفرین - سچ کہہ کہ یہ ڈہکوسلا اب بنا لیا یا الہام مین پہلے سے شرط تہی اور کیا اِس شرط کے تصفیہ کے لئے ضرور نہ تہا کہ آتہم قسم کہا لیتا کیا قسم کے دو حرف مُنہ پر لانا اور تین ہزار روپیہ نقد لینا ایک سچے آدمی کے لئے کچہہ مشکل ہے - !!!

(۱۳) **بعض شبہات** ایسے لوگون کی طرف سے ہین جو اخلاص رکہتے ہین لیکن بباعث کمی معلومات پیش ہین پس ہم اس جگہ اُن کے اوہام کو بہی بطور قولہ اقول رفع کر دیتے ہین -

قولہ آتہم اسلام کیطرف رجوع کرنے سے صریح اپنے خط مطبوعہ مین انکار کرتا ہے صرف قسم کہا لینا اور

روپے لینا باقی رہا ہے۔

اقول۔ یہ انکار بہ رنگ شہادت انکار نہیں بلکہ ایسے طور کا انکار ہے جیسے بد معاملہ مدعا علیہم کیا کرتے ہین پس ایسا انکار اس دعوے کو توڑ نہیں سکتا جو خود آتہم صاحب کی حالی شہادت سے ثابت ہے کیا ہمین کچھہ شک ہے کہ آتہم صاحب نے اپنی سراسیمگی اور دن رات کی پریشانی اور گریہ و بکا اور ہر وقت مغموم اور اندوہناک رہنے سے دکہلا دیا کہ وہ ضرور اس پیشگوئی سے متاثر اور خائف رہے ہین بلکہ آتہم صاحب نے خود رو رو کر مجلسون مین اس بات کا اقرار کیا ہے کہ وہ اس پیشگوئی کے بعد ضرور موت سے ڈرتے رہے چنانچہ ابہی ستمبر ۱۸۹۴ء کے مہینہ مین وہ اقرار نور افشان مین چہپ بہی گیا ہے جسکی اب وہ یہ تاویل کرتے ہین کہ پیشگوئی سے ہمین خوف نہیں تہا اور نہ اسلامی عظمت کا اثر تہا بلکہ یہ خوف تہا کہ کوئی مجہہ کو مار نہ دیوے لیکن انہون نے خوف کا صریح اقرار کر کے پہر اسکا کچہہ ثبوت نہیں دیا کہ ایسا خوف جس نے ان کو دیوانون کیطرح بنا رکہا تہا کیا سارا مدار اسکا صرف اس وہم پر تہا کہ کوئی مجہہ کو قتل نہ کر دیوے پس جبکہ ہماری پیشگوئی کے بعد یہ سارا خوف تہا جسکو وہ خود اقراری ہین جسکو یاد کر کے اب بہی وہ زار زار روتے ہین تو ہمارا یہ حق ہے کہ ہم انکی اس تاویل کو لا نسلم کی مد مین رکہہ کر ان سے وہ ثبوت مانگین جو موجب تسلی ہو کیونکہ جب کہ وہ نفس خوف کے خود اقراری ہین تو ہمین انصافاً و قانوناً حق پہنچتا ہے کہ ان سے وہ قسم غلیظ لین جسکو ذریعہ سے وہ حق بیان کر سکین اور بغیر قسم کے ان کے بیانات لغو ہین کیونکہ وہ باتین بحیثیت مدعا علیہ کے ہین۔

قولہ آتہم صاحب کے ذمہ اس طرح پر قسم کہانا انصافاً ضروری نہیں۔

اقول جبکہ آتہم صاحب کے وہ حالات جو پیشگوئی کی میعاد مین ان پر وارد ہوئے جنہون نے ان کو مارے خوف کے دیوانہ سا بنا دیا تہا بلند آواز سے پکار رہے ہین کہ ایک ڈرانیوالا اثر ضرور ان کے دل پر وارد ہوا تہا اور پہر بعد اسکے ان کی زبان کا اقرار بہی نور افشان مین چہپ گیا کہ وہ ضرور اس عرصہ مین خوف اور ڈر کی حالت مین رہے اور جو ڈر کی وجوہ انہون نے بیان کئے ہین وہ ایسا دعوی ہے جسکو وہ ثابت نہیں کر سکے۔ پس اس صورت مین وہ خود انصافاً و قانوناً اس مطالبہ کے نیچے آ گئے کہ وہ اس الزام سے قسم کے ساتہہ اپنی بریت ظاہر کرین جو خود ان کے افعال اور ان کے بیان سے شبہ کے طور پر ان کے عاید حال ہوتا ہے پس انکی بریت اس شبہ سے جسکو انہون نے اپنے ہاتہون سے آپ پیدا کیا اسی مین ہے کہ وہ ایسی قسم جو مجہہ مدعی کو مطمئن کر سکتی ہو یعنے میرے منشاء کے موافق ہو جلسہ عام

ہین کہالین اور یا د رہے کہ درحقیقت اُنکے ایسے افعال سے جو انکی خوفناک حالت پر اور اُن کے ڈرسے بہرے ہوے دل پر پندرہ مہینہ تک گواہی دیتے رہے اور اُن کے ایسے بیان سے جو رو رو کر اُس زمانہ کی نسبت بتلایا جو نور افشان ۱۰ ستمبر ۱۸۹۴ء مین چہپ گیا یہ امر قطعی طور پر ثابت ہو گیا ہے کہ وہ ضرور ایام پیشگوئی مین ڈرتے رہے پس اُن کا یہ دعوے کہ وہ عظمت حق کے خوف سے نہین ڈرے بلکہ قتل کئے جانے سے ڈرے اس دعوے کا بار ثبوت قانوناً و انصافاً انہین کے ذمہ تہا جس سے وہ سبکدوش نہین ہو سکے لہذا ہمارے لئے یہ قانونی حق حاصل ہے کہ ایک قابل اطمینان ثبوت کیلئے اُن کو قسم پر مجبور کرین اور اُن پر قانوناً واجب ہے کہ وہ اُس طریق فیصلہ سے گریز نہ کرین جس طریق سے پوری طور پر اُنکے سر پر سے ہمارا شبہ اور الزام اُٹھ جائے یہی وہ طریق ہے جسکو قانون انصاف چاہتا ہے اب تم خواہ کسی وکیل یا بیرسٹر یا جج کو بہی پوچہ کر دیکہہ لو ہان اگر آتہم صاحب حسب تجویز قرارداد ہماری کے قسم کہالین تو بلاشبہ انکی صفائی ہو جائیگی اور اگر قسم کے ضرر سے بچ گئے تو ثابت ہو جائیگا کہ وہ واقعی طور پر اسلامی پیشگوئی سے ذرہ نہین ڈرے بلکہ وہ اِسلئے خایف تہے کہ اُن کو یہ پورا تجربہ تہا کہ یہ عاجز خونی آدمی ہے ہمیشہ ناحق کے خون کرتا رہا ہے لہذا اب اِن کا بہی ضرور خون کریگا۔

قولہ اِس قسم کی تحدی اور پہر خفی طریقون سے اُس کا ثبوت۔

اقول۔ عقلمند کے لئے یہ خفی طریقہ نہین جس حالت مین پندرہ مہینہ تک آتہم صاحب کے خوف کے قصے اور اُنکی سراسیمگی کی حالت دُنیا مین مشہور ہو گئی پہر اب تک وہ زبان سے بہی رو رو کر اقرار کرتے ہین کہ مین ضرور ڈرتا رہا مگر تلوارون کا خوف تہا گویا کسی راجہ یا نواب یا کسی ڈاکو نے انکو قتل کی دہمکی دی تہی اور جب کہا جاتا ہے کہ یہ کمال درجہ کا خوف جو آپ سے ظاہر ہوا اگر یہ تلوار کا خوف تہا سچ دین کی عظمت اور قہر الہی کا خوف نہین تہا تو آپ قسم کہالین کیونکہ اب آپکے یہ دل کا بہید بجز قسم کے فیصلہ نہین پا سکتا تو آپ قسم کہانے سے کنارہ کر رہے ہین نہ ہزار روپیہ لین نہ دو ہزار روپیہ اب اسی غرض سے تین ہزار روپیہ کا اشتہار جاری کیا گیا مگر قسم کی اب بہی امید نہین۔ تو اب انصافاً فرمایئے کہ کیا ابہی ہمارے ثبوت کا طریقہ پوشیدہ ہے دشمن تو اسیوقت پکڑا گیا کہ جب اُس نے خوف کا اقرار کر کے پہر قسم کہانے سے انکار کیا اور آپ کو یاد ہو گا کہ حدیبیہ کے قصہ کو خدا تعالی نے فتح مبین کے نام سے موسوم کیا ہے اور فرمایا ہے انا فتحنا لک فتحا مبینا وہ فتح اکثر صحابہ پر بہی مخفی تہی بلکہ بعض منافقین کے ارتداد کے موجب ہوئی

مگر دراصل وہ فتح مبین تھی گو اس کے مقدمات نظری اور عمیق تھے پس دراصل یہ فتح بھی حدیبیہ کی فتح کی طرح نہایت مبارک فتح اور بہت سی فتوحات کا مقدمہ اور بعض کے لئے موجب ابتلا اور بعض کیلئے موجب اصطفا ہے اور اس پیشگوئی کو بھی پوری کرتی ہے جس کے یہ الفاظ ہین کہ **الحق فی آل محمد** اور **الحق فی آل عیسیٰ** اور جو لوگ ابتلا مین گرفتار ہوئے اُنہون نے اپنی بدنصیبی سے اس پیشگوئی کے سارے پہلو غور سے نہین دیکھے اور قبل اسکے جو غور کرین محض جہالت اور سادگی سے اپنی کم عقلی کا پردہ فاش کر دیا اور کہا کہ یہ پیشگوئی ہرگز پوری نہین ہوئی اگر وہ اس سنت اللہ سے خبر رکھتے جسکو قرآن کریم نے پیش کیا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے فلما کشفنا عنہم العذاب اذا ہم ینکثون الجزو ۲۵ سورۃ الزخرف تو جلدی کر کے اپنے تئین ندامت کے گڑھے مین نہ ڈالتے مگر ضرور تہا کہ جو کچھ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے اس زمانہ کے لئے پہلے سے فرمایا تہا وہ سب پورا ہو اور وہ دہوکا ان کچے معترضون کو یہ بھی لگا کہ وہ پیشگوئی کی عظمت اور کمال ظہور کو صرف اسی حد تک ختم کر بیٹھے حالانکہ جس الہام پر اس پیشگوئی کی کیفیت مبنی ہے اسمین یہ فقرات بھی ہین۔

اطلع اللہ علیٰ ہمہ وغمہ ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ ولا تعجبوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون انکنتم مومنین۔ وبعزتی وجلالی انک انت الاعلیٰ ونمزق الاعداء کل ممزق۔ ومکر اولئک ھو یبور۔ انا نکشف السر عن ساقہ۔ یومئذ یفرح المومنون۔ ثلۃ من الاولین وثلۃ من الآخرین۔ وھذہ تذکرۃ فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا۔ دیکھو انوار الاسلام صفحہ ۲

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہر ایک الہام کے لئے وہ سنت اللہ بطور **امام** اور **مہیمن اور پیشرو** کے ہے جو قرآن کریم مین وارد ہو چکی ہے اور ممکن نہین کہ کوئی الہام اس سنت کو توڑ کر ظہور مین آوے کیونکہ اس سے پاک نوشتون کا باطل ہونا لازم آتا ہے پہر جبکہ قرآنی تعلیم نے صاف طور پر بتلا دیا کہ ایسا رجوع بھی دنیوی عذاب مین تاخیر ڈال دیتا ہے جو محض دل کے ساتھ ہو اور سنہ الک ایسا ناقص بھی ہو جو امن کے ایام مین قائم نہ رہے۔ تو پہر کیونکر ممکن تہا کہ آتہم اپنے اس رجوع سے فایدہ نہ اٹھاتا بلکہ اگر یہ شرط الہام مین بھی موجود نہ ہوتی تب بھی اس سنت اللہ سے فایدہ اٹھانا ضروری تہا کیونکہ کوئی الہام ان سنتون کو باطل نہین کر سکتا جو قرآن کریم مین آ چکی ہین بلکہ ایسے موقع پر الہام مین شرط مخفی کا اقرار کرنا پڑے گا جیسا کہ اس پر تمام اصفیاء اور اولیا کا اتفاق ہے۔

(١٤) اعتراض چودوان - دراصل آتھم صاحب کے حواس قایم نہین ہین اور ابتک کچھ دہشت زدہ ہین اسلئے پادری صاحبان انکو قسم کہانے پر آمادہ نہین کر سکتے اس اندیشہ سے کہ شاید قسم کہانے کے وقت اسلام کا اقرار ہی نہ کرلین **الجواب** اگر آتھم صاحب کے حواس مین خلل ہے تو سوال یہ ہے کہ آیا یہ خلل پیشگوئی کے پہلے ہی موجود تہا یا پیشگوئی کے بعد ہی ظہور مین آیا اگر پیشگوئی کے پہلے موجود تہا تو ایسا خیال بدیہی البطلان ہے کیونکہ وہ اس حالت مین بحث کیلئے کیونکر اور کیون منتخب کئے گئے اور طرفہ تر یہ کہ خود ڈاکٹر نے انکو اس بحث کیلئے منتخب کیا تہا تو بجز اسکے کیا کہہ سکتے ہین کہ اسوقت ڈاکٹر مارٹین کلارک کے حواس مین بہی خلل تہا اور اگر یہ خلل پیشگوئی کے بعد مین پیدا ہوا تو پہر وہ پیشگوئی کی تاثیرات مین سے ایک تاثیر سمجہی جائیگی اور عذاب مقدر کا ایک جزو متصور ہوگا اور اس صورت مین یہ بہی ماننا پڑے گا کہ جیسا کہ اکثرون کا خیال ہے کہ جو تحریرین آتھم صاحب کیطرف سے نور افشان مین شایع کی گئین ہین یا جو انکے خطوط بعضون کو پہنچے ہین یہ باتین انکے دل و دماغ سے نہین نکلین بلکہ طوطے کی طرح ان کے منہ سے نکلوائی گئین یا لکہائی گئین ہین ورنہ ان کو معلوم نہین کہ انکے منہ سے کیا نکلا یا انکے قلم نے کیا لکہا کیونکہ جبکہ حواس مین خلل ہے تو کسی بات پر کیا اعتماد *

اور وہ یہ ہے

از طرف عبداللہ الاحد احمد عافاہ اللہ وایّد آتھم صاحب کو معلوم ہو کہ مین نے آپ کا وہ خط پڑہا جو آپ نے نور افشان ۲۱ ستمبر ۱۸۹۴ء کے صفحہ ۱۰ مین چہپوایا ہے مگر افسوس کہ آپ اس خط مین بہی تو ہاتہہ سے کوشش کر رہے ہین کہ حق ظاہر نہ ہووے خداتعالی سے سچا اور پاک الہام پا کر یقینی اور قطعی طور پر جیسا کہ آفتاب نظر آجاتا ہے معلوم کر لیا ہے کہ آپنے میعاد پیشگوئی کے اندر اسلامی

عظمت اور صداقت کا سخت اثر اپنے دل پر ڈالا اور اسی بنا پر پیشگوئی کے وقوع کا ہم و غم کمال
درجہ پر آپ کے دل پر غالب ہوا مین اللہ جل شانہ کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ یہ بالکل صحیح ہے اور خدا
تعالی کے مکالمہ سے مجھ کو یہ اطلاع ملی ہے اور اُس پاک ذات نے مجھے یہ اطلاع دی ہے کہ جو انسان
کے دل کے تصورات کو جانتا اور اُسکے پوشیدہ خیالات کو دیکھتا ہے + اور اگر مین اس بیان مین حق
پر نہین تو خدا مجھ کو آپ سے پہلے موت دے - پس اسیوجہ سے مینے چاہا کہ آپ مجلس عام مین قسم
غلیظ موکد بعذاب موت کہاوین ایسے طریق سے جو مین بیان کر چکا ہون تا میرا اور آپ کا **فیصلہ**
ہو جائے اور دنیا تاریکی مین نہ رہے اور اگر آپ چاہین گے تو مین بھی ایک برس یا دو برس
یا تین برس کے لئے قسم کہالون گا - کیونکہ مین جانتا ہون کہ **سچا ہرگز برباد نہین ہو سکتا**
بلکہ وہی ہلاک ہوگا جسکو جھوٹ نے پہلے سے ہلاک کر دیا ہے - اگر
صدق الہام اور صدق اسلام پر مجھے قسم دی جائے تو مین آپ سے ایک پیسہ نہین لیتا لیکن
آپ کی قسم کہانے کے وقت **تین ہزار کے بدرے پہلے پیش کئے جائین گے**
یا تحریر باضابطہ لیکر پہلے ہی دیدئے جائین گے اگر مین روپیہ دینے مین ذرہ بھی توقف کرون
تو اسی مجلس مین جھوٹا ٹھہر جاؤن گا **مگر وہ روپیہ ایکسال تک بطور امانت آپ**
کے ضامنون کے پاس رہیگا - پھر آپ زندہ رہے تو آپ کی ملک ہو جائے گا - اور اگر آپکے
حامی میرے لئے میرے کاذب نکلنے کی حالت مین سزائے موت بھی تجویز ہو تو بخدا اُس کے
بھگتنے کے لئے بھی تیار ہون مگر افسوس سے لکہتا ہون کہ ابتک آپ اس قسم کے کہانے کے لئے
آمادہ نہین ہوئے اگر آپ سچے ہین اور مین ہی جھوٹا ہون تو کیون میرے روبرو
جلسہ عام مین **قسم موکد بعذاب موت** نہین کہاتے مگر آپ کی یہ تحریرین جو اخبارون مین
یا خطوط کے ذریعہ سے آپ شایع کر رہے ہین بالکل سچائی اور راستبازی کے **برخلاف ہین**
کیونکہ یہ باتین بحیثیت ایک مدعا علیہ کے آپ کے منہ سے نکل رہی ہین جو ہرگز قابل اعتبار نہین
اور مین چاہتا ہون کہ بحیثیت ایک گواہ کے جلسہ عام مین حاضر ہون یا چند ایسے خاص لوگون
کے جلسہ مین جنکی تعداد فریقین کی منظوری سے قایم ہو جائے آپ خوب سمجھتے ہین کہ فیصلہ کرنیکے
لئے **اخیری طریق حلف ہے** اگر آپ اس فیصلہ کیطرف رخ نہ کرین تو آپ کو حق نہین

+ نوٹ بعض نادان کہتے ہین کہ یہ الہام پندرہ مہینہ کے اندر کیون شایع نہ کیا سو واضح ہو کہ پندرہ مہینے کے اندر ہی یہ الہام ہو چکا تہا پہر جبکہ الہام نے اپنی صداقت کا پورا ثبوت دیدیا تو ثابت شدہ امر کا انکار کرنا بے ایمانی ہے - منہ

پہنچتا کہ آیندہ کبہی عیسائی کہلاوین مجہے حیرت پر حیرت ہے کہ اگر واقعی طور پر آپ سچے اور مین مفتری ہون تو پہر کیون ایسے فیصلہ سے آپ گریز کرتے ہین جو آسمانی ہوگا اور صرف سچے کی حمایت کریگا اور جہوٹے کو نابود کردے گا بعض نادان عیسائیون کا یہ کہنا کہ جو ہونا تہا ہو چکا عجیب حماقت اور بے دینی ہے وہ اس امر واقعی کو کیون کر اور کہان چہپا سکتے ہین کہ وہ پہلی پیشگوئی دو پہلو پر مشتمل تہی۔ پس اگر ایک ہی پہلو پر مدار فیصلہ رکہا جائے تو اِس سے بڑہکر کونسی بے ایمانی ہوگی اور دوسرے پہلو کے امتحان کا وہی ذریعہ ہے جو الٰہی تفہیم نے میرے پر ظاہر کیا یعنے یہ کہ آپ قسم موکد بعذاب موت کہا جائین اب اگر آپ قسم نہ کہائین اور یون ہی فضول گو مدعا علیہون کیطرح اپنی عیسائیت کا اظہار کرین تو ایسے بیانات شہادت کا حکم نہین رکہتے بلکہ تعصب اور حق پوشی پر مبنی سمجہے جاتے ہین سو اگر آپ سچے ہین تو مین آپ کو اُس پاک قادر ذوالجلال کی قسم دیتا ہون کہ آپ ضرور تاریخ مقرر کرکے جلسہ عام یا خاص مین حسب تشریح بالا قسم موکد بعذاب موت کہا دین تا حق اور باطل مین خدا تعالی کے ہاتہہ سے فیصلہ ہو جائے۔

اب مین آپ کی اُس مہمل تقریر کی جو آپ نے پرچہ نور افشان ۲۱ ستمبر ۱۸۹۴ء مین چہپوائی ہے حقیقت ظاہر کرنا چاہتا ہون کیا وہ ایک شہادت ہے جو فیصلہ کے لئے کار آمد ہو سکے ہرگز نہین وہ تو مدعا علیہون کے رنگ مین ایک یکطرفہ بیان ہے جسمین آپنے جہوٹ بولنے اور حق پوشی سے ذرا خوف نہ کیا کیونکہ آپ جانتے تہے کہ یہ بیان بطور بیان شاہد قسم کے ساتہہ موکد نہین بلکہ جاہلون کے لئے ایک طفل تسلی ہے۔ پہر آپ زبان دبا کر یہہ بہی اُنہین اشارہ کرتے ہین کہ مین عام عیسائیون کے عقیدہ ابنیت والوہیت کے ساتہہ متفق نہین اور نہ مین اُن عیسائیون سے متفق ہون جنہون نے آپ کے ساتہہ کچہہ بیہودگی کی اور پہر آپ لکہتے ہین کہ قریب ستر برس کی میری عمر ہے اور اِسی سال کے کسی پرچہ نور افشان مین چہپا تہا کہ آپ کی عمر چوسٹہہ برس کے قریب ہے پس مین متعجب ہون کہ اس ذکر سے کیا فایدہ کیا آپ عمر کے لحاظ سے ڈرتے ہین کہ شاید مین فوت ہو جاؤن مگر آپ نہین سوچتے کہ بجز ارادہ قادر مطلق کوئی فوت نہین ہو سکتا جبکہ مین بہی قسم کہا چکا اور

آپ بھی کہائیں گے تو جو شخص ہم دونون مین جھوٹا ہوگا وہ دنیا پر اثر ہدایت ڈالنے کے لئے اس
جہان سے اٹھا لیا جائیگا اگر آپ چونسٹھ برس کے ہین تو میری عمر بھی قریبا ساٹھ کے ہو چکی

دو خداؤن کی لڑائی ہے ایک اسلام کا اور ایک عیسائیوں کا پس جو سچا اور قادر خدا
ہوگا وہ ضرور اپنے بندہ کو بچا لیگا۔ اگر آپ کی نظر مین کچھ عزت اس **مسیح کی ہے**
جس نے مریم صدیقہ سے تولد پایا تو اس عزت کی سفارش پیش کر کے پھر مین
آپ کو خداوند قادر مطلق کی قسم دیتا ہون کہ آپ اس اشتہار کے منشا کے
موافق عام مجلس مین قسم موکد بعذاب موت کہاوین یعنی یہ کہین کہ مجھے خدا تعالے
کی قسم ہے کہ مینے پیشگوئی کی میعاد مین اسلامی عظمت اور صداقت
کا کچھ اثر اپنے دل پر نہین ڈالا اور نہ اسلامی پشگوئی کی
حقانی ہیبت میرے دل پر طاری ہوئی اور نہ میرے دل نے
اسلام کو حقانی مذہب خیال کیا بلکہ مین در حقیقت مسیح کی ابنیت اور الوہیت اور
اور کفارہ پر یقین کامل کے ساتھہ اعتقاد رکھتا رہا اگر مین اس بیان مین جھوٹا ہون تو اے
قادر خدا جو دل کے تصورات کو جانتا ہے اس بیباکی کے عوض مین **سخت ذلت**
اور دکھہ کے ساتھہ **عذاب موت** ایکسال کے اندر میرے پر نازل کر
اور یہ تین مرتبہ کہنا ہوگا اور ہم تین مرتبہ آمین کہین گے
اب ہم دیکھتے ہین کہ آپ کو مسیح کی عزت کا کچھہ بھی
پاس ہے یا نہین زیادہ کیا لکھون +

والسلام علی من اتبع الھدی

* نوٹ۔ مین ایک جگہ ڈاکٹر مارٹن کلارک اور پادری عماد الدین صاحب اور دیگر پادری صاحبان کو [illegible] شفیع ٹھہرا کر خداوند قادر ذو الجلال کی قسم دیتا ہون کہ وہ آتھم صاحب کو [illegible]
کو بھی حضرت عیسی مسیح ابن مریم کی عزت اور وجاہت [illegible] ایک نبی مقبول کا درمیانی [illegible]

راقم میرزا غلام احمد از قادیان
ضلع گورداسپور ۵ اکتوبر ۱۸۹۴ء

تعداد اشاعت دس ہزار

[illegible]

اشتہار انعامی چار ہزار روپیہ

یہ چار ہزار روپیہ حسب شرائط اشتہار ۹ ستمبر سنہ ۱۸۹۴ء و ۲۰ ستمبر سنہ ۱۸۹۴ء و ۵ اکتوبر سنہ ۱۸۹۴ء مسٹر عبداللہ آتھم صاحب کے قسم کھانے پر بلاتوقف اُن کو دیا جائے گا

ناظرین! اس مضمون کو غور سے پڑھو کہ ہم اس سے پہلے تین **اشتہار انعامی** زر کثیر یعنی اشتہار انعامی ایک ہزار روپیہ اشتہار انعامی دو ہزار روپیہ اور اشتہار انعامی تین ہزار روپیہ مسٹر عبداللہ آتھم صاحب کے قسم کھانے کے لئے شائع کر چکے ہیں اور بار بار لکھ چکے ہیں کہ اگر مسٹر آتھم صاحب ہمارے اُس الہام سے منکر ہیں جس میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمیں یہ ظاہر ہوا کہ آتھم صاحب ایام پیشگوئی میں اس وجہ سے بعذاب الٰہی موت نہیں ہوئے کہ اُنہوں نے **حق کی طرف رجوع کر لیا** تو وہ جلسہ عام میں قسم کھالیں کہ یہ بیان سراسر افترا ہے اور اگر افترا نہیں بلکہ حق اور منجانب اللہ ہی اور میں ہی جھوٹ بولتا ہوں تو اے خدائے قادر اس جھوٹ کی سزا مجھ پر نازل کر کہ میں ایک سال کے اندر سخت عذاب اُٹھا کر مر جاؤں غرض یہ قسم ہے جس کا ہم **مطالبہ کرتے ہیں** ✝ اور ہم یہ بھی کھول کر تحریر کر چکے ہیں کہ قانون انصاف آتھم صاحب پر واجب کرتا ہے کہ وہ اس تصفیہ کے لئے ضرور قسم کھاویں کہ وہ پیشگوئی کے ایام میں **اسلامی صداقت** سے ذرا خائف نہیں ہوئے بلکہ برابر بندہ **پرست** ہی رہے کیونکہ جبکہ **ڈرنے** کا اُنکو خود اقرار ہے + چنانچہ وہ اس اقرار کو کئی مرتبہ روبرو ظاہر کر چکے ہیں تو اب یہ **بار ثبوت** اُنہیں کی گردن پر ہے کہ وہ **الہامی پیشگوئی**

نوٹ ✝ عیسائی لوگ اسلئے بندہ پرست ہیں کہ عیسیٰ مسیح جو ایک عاجز بندہ ہے اُنکی نظر میں وہی خدا ہے اور یہ قول انکا سراسر فضول اور نفاق اور دروغگوئی پر مبنی ہے جو وہ کہتے ہیں کہ ہم عیسیٰ کو تو ایک انسان سمجھتے ہیں مگر اس بات کے ہم قائل ہیں کہ اُس کے ساتھ **اقنوم ابن** کا تعلق تھا کیونکہ مسیح نے انجیل میں کہیں یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اقنوم ابن مجھ میں اور ایک

+ نوٹ - آتھم صاحب نے نور افشاں ۱۰ اکتوبر سنہ ۱۸۹۴ء میں مطالبہ قسم کے بارہ میں یہ جواب شائع کیا ہے کہ اگر مجھے قسم دینا ہے تو عدالت میں میری طلبی کرائی یعنی بغیر جبر عدالت میں قسم نہیں کھا سکتا گویا انکا ایمان عدالت کے جبر پر موقوف ہے مگر عیسائی نے اظہار کیلئے قسم نہیں کھاتے وہ بہت نابود کی جائیگی میرا ۱۲

اور اسلامی قوت صدق اسے نہین ڈرے بلکہ اسلئے ڈرتے رہے کہ انکو متواتر یہ تجربہ ہو چکا تھا کہ اِس پیشگوئی سے پہلے اِس عاجز
ہزاروں کا خون کر دیا ہے اور اب بھی اپنی بات پوری کرنے کے لئے ضرور انکا خون کر دیگا پس اسیوجہ سے ہمین قانوناً انصافاً
حق پہنچا جو ہم پبلک پر اصل حقیقت ظاہر کرنیکے لئے آتھم صاحب سے قسم کا مطالبہ کرین۔ ظاہر ہے کہ اگر کوئی کسی کے گھر مین بد ارادہ خلت
بیجا کر رہا ہو پکڑا جاوے تو صرف یہ اپنا ہی عذر اسکا سُنا نہین جائیگا کہ وہ مثلاً حقہ پینے کے لئے آگ لینے آیا تھا بلکہ اسکی بریت
اور صفائی کے لئے کسی شہادت کی حاجت ہوگی۔ سو اسی طرح جب آتھم صاحب نے اپنی پندرہ مہینہ کے حالات
اور نیز اقرار سے ثابت کر دیا کہ وہ ایام پیشگوئی مین ضرور ڈرتے رہے ہین تو بیشک اُنسے یہ ایک ایسی بیجا حرکت صادر
ہوئی جو انکی عیسائیت کے استقلال کے برخلاف تھی اور چونکہ وہ حرکت پیشگوئی کے زمانہ مین بلکہ بعض نمونون کو
دیکھ کر ظہور مین آئی اسلئے وہ اِس مطالبہ کے نیچے آ گئے کہ کیون یہ یقین نکیا جاوے کہ پیشگوئی کے رعبناک اثر نے
انکا یہ حال بنا دیا تھا اور ضرور اُنہون نے **اسلامی عظمت** کا خوف اپنے دل پر ڈال لیا تھا پس اسیوجہ سے انصاف اور
قانون دونون انکو مجبور کرتے ہین کہ وہ ہمارے منشاء کے موافق قسم کھا کر اپنی بریت ظاہر کرین مگر وہ ایک جھوٹا عذر
پیش کر رہے ہین کہ ہمارے مذہب مین قسم کھانا **ممنوع** ہے پس انکی یہی مثال ہے کہ جیسے ایک چور بیجا مداخلت
کے وقت مین پکڑا جاوے اور اُس سے صفائی کے گواہ مانگے جائین تو چور حاکم کو یہ کہے کہ میرے مذہب کی رو سے یہ منع
ہے کہ مین صفائی کے گواہ پیش کرون یا اپنی بریت کے لئے قسم کھاؤن اسلئے مین آپ کی منت کرتا ہون کہ مجھے یون ہی

بقیہ حاشیہ

خاص تعلق ہے اور وہی اقنوم ابن اللہ کہلاتا ہے نہ مین۔ بلکہ انجیل یہ تبلاتی ہے کہ خود مسیح ابن اللہ کہلاتا تھا اور جب
مسیح کو زندہ خدا کی قسم دیکر سردار کاہن نے پوچھا کہ کیا تو خدا کا بیٹا ہے تو اُس نے یہ جواب دیا کہ مین تو ابن اللہ نہین بلکہ مین
تو وہی انسان ہون جسکو تیس برس سے دیکھتے چلے آئے ہو ہان ابن اللہ وہ اقنوم ثانی ہے جس نے اب مجھسے قریباً دو سال سے تعلق
پکڑ لیا ہے۔ بلکہ اُسنے سردار کاہن کو کہا کہ ہان وہی ہے جو تو کہتا ہے پس اگر ابن اللہ کے معنی اِس جگہ وہی ہین جو عیسائی مراد
لیتے ہین تو ضرور ثابت ہوتا ہے کہ مسیح نے خدائی کا دعوی کیا پھر کیونکر کہتے ہین کہ ہم مسیح کو انسان سمجھتے ہین۔ کیا انسان
صرف جسم اور ہڈی کا نام ہے۔ **افسوس** کہ اِس زمانہ کے جاہل عیسائی کہتے ہین کہ قرآن نے ہمارے عقیدہ کو نہین سمجھا
حالانکہ وہ خود اِس بات کے قایل ہین کہ مسیح نے خود اپنے مُنہ سے ابن اللہ ہونیکا دعوی کیا ہے ظاہر ہے کہ سردار کاہن کا یہ کہنا کہ
کیا تو خدا کا بیٹا ہے اسکا مدعا یہی تھا کہ تو جو انسان ہے پھر کیونکر انسان ہو کر خدا کا بیٹا کہلاتا ہے کیونکہ سردار کاہن جانتا تھا
کہ یہ ایک انسان اور ہماری قوم مین سے **یوسف نجار** کی بیوی کا لڑکا ہے لہذا ضرور تھا کہ مسیح سردار کاہن کا وہ جواب دیتا جو
سوال اور دلی منشاء کے مطابق ہو کیونکہ نبی کی شان سے بعید ہے کہ سوال دیگر اور جواب دیگر ہو۔ پس عیسائیون کے مصنوعی اصول کے

* آتھم صاحب نے اپنی متواتر تحریرون مین میری پر اور میری بعض مخلصون پر یہ الزام لگایا ہے کہ وہ اسلئے اپنی موت سے ڈرتے رہے کہ مین اور میری بعض دوست انکی قتل کرنیکے لئے مستعد تھے اور گویا اُنہون نے کئی دفعہ برچھیون اور تلوارون کے ساتھ حملہ کرکے بھی دیکھا تو اِس صورت
مین اگر وہ اپنے بیجا الزامون کو ثابت نہ کرین تو کم سے کم وہ اِس جرم کے مرتکب ہین جسکی تشریح دفعہ ... تعزیرات مین درج ہے وہ خوب جانتے تھے کہ کبھی میری پر ڈاکو یا خونی ہونیکا الزام نہین لگایا گیا اور میرا باپ گورنمنٹ مین ایک نیکنام رئیس تھا تو کیا اب تک وہ اِس بیجا الزام سے زیر مطالبہ نہین ہیں
اور کیا وہ اِس بیہودہ عذر سے جو قسم کھانا میرے مذہب مین درست نہین قانونی جرم سے بری ہو سکتے ہین اور انکے حق مین موت کی پیشگوئی انکی درخواست سے تھی نہ خود بخود کیونکہ اُنہون نے الہامی نشان مانگا تھا۔ منہ

چھوڑ دو۔ پس جیسا وہ احمق جو قانون عدالت کے برخلاف باتین کرکے یہ طمع خام دل مین لاتا ہی کہ مین بغیر اپنی بریت ظاہر کرنیکے یونہی چھوٹ جاؤنگا۔ اسی طرح آتہم صاحب اپنی سادہ لوحی سے بار بار انجیل پیش کرتے ہین اور اس الزام سے بری ہونیکا اُنکو ذرہ فکر نہین جو خود اُنکے اقرار اور کردار سے اُنپر ثابت ہو چکا ہے اُنہین اس پیشگوئی سے پہلے جو اُنکی نسبت کیگئی خوب معلوم تہا کہ احمد بیگ کی نسبت جو موت کی پیشگوئی کیگئی تہی جسکو اڈیٹر نور افشان نے چہاپ بہی دیا تہا اور جسکی بہت سے اشتہار بہی شائع ہو چکے تہے وہ کیسی صفائی سے پوری ہوی اُنکو خوب یاد ہوگا کہ اُنہین ایام انعقاد مباحثہ مین اس پیشگوئی کا پورا ہونا بذریعہ ایک خط کے اُنپر ظاہر کر دیا گیا تہا پس اسی سبب سے اس پیشگوئی کا غم اُنکے دل پر بہت ہی غالب ہوا کیونکہ وہ نمونہ کے طور پر ایک پیشگوئی کا پورا ہونا ملاحظہ کر چکے تہے مگر میری قاتلانہ سیرت کی نسبت تو اُنکے پاس کوئی نمونہ اور کوئی ثبوت نہ تہا کیا اُنکے پاس اس بات کا کوئی ثبوت تہا کہ مین جسکی نسبت موت کی پیشگوئی کرتا ہون اُسکو خود قتل کر دیتا ہون۔ پہر کیا کسی عقلمند کا قیاس اس بات کو باور رکہہ سکتا ہے کہ جس بات کا اُنکے پاس کہلا کہلا نمونہ تہا بلکہ عیسائی پرچہ بہی اسکا گواہ تہا اُس تجربہ کردہ اور آزمودہ بات کا تو کچہہ بہی خوف اُنکے دل پر طاری نہ ہوا مگر قتل کرنیکا خوف دل پر طاری ہو گیا جسکی تصدیق کے لئے کوئی نمونہ اُنکے پاس موجود نہ تہا اور نہ شبہ کرنیکی کوئی وجہ تہی۔ کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ کبہی مینے کوئی ظالمانہ حرکت کی یا ادنٰے زدوکوب کا استغاثہ کبہی میرے پر دائر ہوا۔ پس جبکہ میرے سابقہ اعمال کسی شر کا احتمال نہین پیدا کرتے تہے اور دوسری طرف پیشگوئی کے پورے ہونیکا احتمال آتہم صاحب کے نظر مین کئی وجوہ سے قوی تہا کیونکہ وہ احمد بیگ کی موت کی پیشگوئی کا پورا ہونا مجہہ سے سُن چکے تہے + اور اس پیشگوئی کی

موافق یہ جواب چاہئے تہا کہ جیسا کہ تمنے گمان کیا ہے یہ غلطی ہے اور مین اپنی انسانیت کی رو سے ہرگز ابن اللہ نہین کہلاتا بلکہ ابن اللہ تو اقنوم دوم ہے جسکا تمہاری کتابون کے فلان فلان مقام مین ذکر ہے لیکن مسیح نے ایسا جواب نہ دیا بلکہ ایک دوسرے مقام مین یہ کہا ہے کہ تمہارے بزرگ تو خدا کہلائے ہین۔ پس ثابت ہے کہ دوسرے نبیون کیطرح مسیح بہی اپنے انسانی روح کے لحاظ سے ابن اللہ کہلایا اور صحت اطلاق لفظ کیلئے گذشتہ نبیون کا حوالہ دیا۔ پہر بعد اسکے عیسائیون نے اپنی غلط فہمی سے مسیح کو درحقیقت خدا کا بیٹا سمجہہ لیا اور دوسرون کو بیٹا ہونے سے باہر رکہا پس اسی واقعہ صحیحہ کی قرآن مجید نے گواہی دی اور اگر کوئی یہ کہے کہ اقنوم ثانی کا مسیح کی انسانی روح سے ایسا اختلاط ہو گیا تہا کہ درحقیقت وہ دونون ایک ہی چیز ہو گئے تہے اسلئے مسیح نے اقنوم ثانی کی وجہ سے جو اسکی ذات کا عین ہو گیا تہا خدائی کا دعوی کر دیا تو اس تقریر کا مآل بہی یہی ہوا کہ بموجب زعم نصاری کے ضرور مسیح نے خدائی کا دعوی کیا کیونکہ جب اقنوم ثانی اُسکے وجود کا عین ہو گیا اور اقنوم ثانی خدا ہے تو اس سے یہی نتیجہ نکلا کہ مسیح خدا بن گیا سو یہ وہی ضلالت کی راہ ہے جس سے پہلے اور پچہلے عیسائی ہلاک ہو گئے اور قرآن نے درست فرمایا

+ حاشیہ ۔ مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری کو اور اسکی داماد کی نسبت ایک ہی پیشگوئی تہی اور احمد بیگ کی نسبت جو ایک حصہ پیشگوئی کا

نوٹ [illegible]

کیفیت میری اشتہارات اور پرچہ نور افشان میں درج ہو چکی ہے اور وہ صرف اسی قدر تھی بلکہ انکی نسبت پیشگوئی جس قوت اور شوکت اور پر زور دعوی سے بیان کیگئی وہ بھی انکو معلوم تھا۔ اب ظاہر ہے کہ یہ تمام باتین طبعاً ہی دل پر کوئی اثر ڈالتی ہین جو مادہ تباہ نمونہ دیکھ چکا ہے پس جبکہ ایک طرف خوف اور ڈر کے اسباب موجود ہون اور دوسری طرف خود اقرار ہو کہ مین ایام پیشگوئی مین ضرور ڈرتا رہا۔ پس کیا اب تک وہ اس مطالبہ کے نیچے نہین آ سکے کہ ہمین وہ قسم کہا کر مطمئن کرین کہ اس قسم کا ڈر جسکے اسباب اور محرک اور نمونے انکی نظر کے سامنے موجود تھے وہ ہرگز انکے دل پر غالب نہین ہوا بلکہ ان تلوارون اور بچھوون نے انکو ڈرایا جنکا خارج مین کچھ بھی وجود نہ تھا۔ بہرحال اس دعوی کا بار ثبوت انکی گردن پر ہے کہ یہ جان کا خوف جسکا وہ کئی دفعہ اقرار کر چکے اسلامی عظمت کے اثر اور پیشگوئی کے رعب سے نہین بلکہ کسی اور وجہ سے تہا لیکن افسوس کہ آتہم صاحب نے باوجود تین اشتہار جاری ہونے کے اب تک اس طرف توجہ نہین کی اور اپنی بریت ظاہر کرنیکے لئے اس اطمینان بخش طریق کو اختیار نہین کیا جس سے مجہہ جیسے حقدار مطالبہ کی تسلی ہو سکتی کیا آپ کو کچھ شک ہے کہ بے جا الزام لگانیکی وجہ سے قانوناً و انصافاً و عرفاً حق طلب ثبوت حاصل ہے اور کیا اس مین کچھ شبہ ہے کہ اس بات کا بار ثبوت انکے ذمہ ہے کہ وہ کیون پندرہ مہینے تک ڈرتے رہے اور مین ابھی بیان کر چکا ہون کہ ڈرنیکی ثابت شدہ وجوہات میری الہام کی صریح مؤید ہین کیونکہ پیشگوئی کی شوکت اور قوت میرے پر زور الفاظ سے انکے دل مین جم چکی تھی اور پیشگوئی کی ہیبت کا نمونہ مرزا احمد بیگ کی موت تھی جسکی سچائی انپر بخوبی کھل چکی تھی لیکن تلوارون سے قتل کئے جانیکا کوئی نمونہ انکی نظر کے سامنے نہ تھا سو آتہم صاحب پر واجب تھا کہ اس الزام کو قسم کھانیسے اپنے سر پر سے اٹھا لیتے لیکن عیسائیت کی قدیم بد دیانتی نے ان کو اس طرف آنیکی اجازت نہین دی بلکہ یہ جھوٹا بہانہ پیش کر دیا کہ **قسم کھانا ہمارے مذہب مین منع** ہے گویا ایسی تسلی بخش شہادت جو قسم کے

ضمیمہ حاشیہ

تھا وہ نور افشان مین بھی شایع ہو چکا تھا۔ غرض احمد بیگ میعاد کے اندر فوت ہو گیا اور اسکا فوت ہونا اسکی داماد اور تمام عزیزون کے لئے سخت ہم و غم کا موجب ہوا چنانچہ ان لوگون کیطرف سے **توبہ اور رجوع کے خط** اور پیغام بھی آئے جیسا کہ ہمنے اشتہار ۶۔ اکتوبر ۱۸۹۴ء مین جو غلطی سے ۶ ستمبر ۱۸۹۴ء لکھا گیا ہے مفصل ذکر کر دیا ہے پس اس دوسرے حصہ یعنی احمد بیگ کی داماد کی وفات کے بارہ مین سنت اللہ کے موافق تاخیر ڈالی گئی جیسا کہ ہم بار بار بیان کر چکے ہین کہ **انذار و تخویف** کی پیشگوئیون مین یہی سنت اللہ ہے کیونکہ خدا کریم ہے اور وعید کی تاریخ کو توبہ اور رجوع کو دیکہہ کر کسی دوسرے وقت پر ڈالدینا کرم ہے اور چونکہ اس ازلی وعدہ کے رو سے یہ تاخیر خدای کریم کی ایک سنت ٹہر گئی ہے جو اسکی پاک کتابون مین موجود ہے اسلئے اسکا نام تخلف وعدہ نہین بلکہ ایفاء وعدہ ہے کیونکہ سنت اللہ کا وعدہ اس سے پورا ہوتا ہے۔ بلکہ تخلف وعدہ اس صورت مین ہوتا کہ جب سنت اللہ کا عظیم الشان وعدہ ٹال دیا جاتا مگر ایسا ہونا ممکن نہین کیونکہ اس صورت مین خدا تعالی کی تمام کتابون کا باطل ہونا لازم

بقیہ نوٹ۔ احمد بیگ کے داماد کا یہ قصور تھا کہ اس نے تخویف کا اشتہار دیکہہ کر اسکی پروا نہ کی خط پر خط بھیجے گئے ان سے کچھ نہ ڈرا پیغام بھیجکر سمجھایا گیا کسی نے اس طرف ذرا التفات نہ کی اور احمد بیگ سے ترک تعلق نہ چاہا بلکہ وہ گستاخی اور استہزا مین شریک ہوئے سو یہی قصور تھا۔ کہ پیشگوئی کو سنکر پھر نکاح کرنے پر مقدم ہو

ذریعہ سے حاصل ہوتی اور خصومت کو قطع کرتی اور الزام سے بری کرتی اور امن و آرام کا موجب ہوتی ہے اور جو حق کے ظاہر کرنیکا انتہائی ذریعہ اور مجاری حکومتون کے سلسلہ مین آسمانی عدالت کا عیب ڈالتی ہے اور جہوٹے کا مُنہ بند کرتی ہے وہ انجیلی تعلیم کے رو سے حرام ہے جس سے عیسائی عدالتون کو پرہیز کرنا چاہیئے۔ لیکن ہر یک دانا سمجھ سکتا ہے کہ یہ بالکل حضرت عیسیٰ پر بہتان ہے حضرت عیسیٰ نے کبہی گواہی اور گواہی کے لوازمون کا دروازہ بند نہیں کرنا چاہا حضرت عیسیٰ خوب جانتے تہے کہ قسم کہانا شہادت کی روح ہے اور جو شہادت بغیر قسم ہے وہ مدعیانہ بیان ہے نہ شہادت پہر وہ ایسی ضروری قسمون کو جن پر نظام تحقیقات کا ایک بہارا مدار ہے کیونکر بند کر سکتے تہے۔ الٰہی قانون قدرت اور انسانی صحیفہ فطرت اور انسانی کانشنس خود گواہی دے رہا ہے کہ خصومتون کے قطع کیلئے انتہائی حد قسم ہی ہے اور ایک راستباز انسان جب کسی الزام اور شبہ کے نیچے آجاتا ہے اور کوئی انسانی گواہی قابل اطمینان پیش نہیں کر سکتا تو بالطبع وہ خدا تعالیٰ کی گواہی سے اپنی راستبازی کی بنیاد پر مدد لیتا ہے اور خدا تعالیٰ کی گواہی یہی ہے کہ وہ اس ذات عالم الغیب کی قسم کہا کر اپنی صفائی پیش کرے اور جہوٹا ہونیکی حالت مین خدا تعالیٰ کی لعنت اپنے پر وارد کرے یہی طریق آخری فیصلہ کا نبیون کے نوشتون سے ثابت ہوتا ہے مگر آتہم صاحب کہتے ہین کہ قسم کہانا ممنوع اور ایمانداری کے برخلاف ہے۔ اب ہم دیکہنا چاہتے ہین کہ یہ عذر انکا ہی صحیح ہے یا نہیں کیونکہ اگر صحیح ہے تو پہر وہ فی الحقیقت قسم کہانے سے معذور ہین لیکن اس بات سے تو کسیکو انکار نہیں کہ عیسائیون کے ہر یک مرتبہ کے آدمی کیا مذہبی اور کیا دنیوی جب کسی شہادت کے لئے بلائے جاتے ہین تو قسم کہاتے اور انجیل اٹہاتے ہین اور ایک بڑے سے بڑا پادری جب کسی عدالت مین کسی شہادت کے ادا کرنیکے لئے بلایا جائے تو کبہی یہ عذر نہیں کرتا کہ انجیل کی رو سے قسم منع ہے بلکہ بطیب خاطر قسم کہاتا ہے بلکہ انگریزی سلطنت کے کل متعہد عہدہ دار اور پارلیمنٹ کے ممبر یہانتک کہ گورنر جنرل سب حلف اٹہانیکے بعد اپنے عہدون پر مامور ہوتے ہین تو پہر کیا خیال کیا جائے کہ یہ تمام لوگ تعلیم انجیل پر ایمان رکہنے سے بے بہرہ ہین اور صرف ایک آتہم صاحب ہی دنیا مین موجود ہین جو حضرت عیسیٰ کی تعلیم پر ایسا ہی کامل ایمان انکو نصیب ہے جیسا کہ پطرس حواری اور پولس رسول کو نصیب تہا بلکہ اگر یہ بات فی الواقع سچ ہے کہ قسم کہانا انجیل کے رو سے منع ہے تو پہر آتہم صاحب کا ایمان پطرس اور پولس رسول کے ایمان سے بہی کہین آگے بڑہا ہوا ہے کیونکہ آتہم صاحب کے نزدیک قسم کہانا بے ایمانی ہے لیکن متی ۲۶ باب ۷۴ آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ پطرس حواری بہشتی کنجیان والے نے بہی اس بے ایمانی سے خوف نہیں کیا اور بغیر ایسکے کہ کوئی قسم کہانے پر اصرار کرے آپ ہی قسم کہالی لیکن اگر آتہم صاحب کہین کہ پطرس راستباز آدمی نہیں تہا کیونکہ حضرت مسیح نے اسکو شیطان کا لقب بہی دیا ہے مگر مین راستباز ہون اور پطرس سے بہتر اسلئے قسم کہانا بے ایمانی سمجہتا ہون تو انکی خدمت مین عرض کیا جاتا ہے کہ آپکے پولس رسول نے بہی جو بقول عیسائیان

* نوٹ کوئی سچی اور حقانی تعلیم مجرمون کو پناہ نہیں دیسکتی پس جبکہ آتہم صاحب نے اپنے ڈر کا اقرار کر کے جسکو وہ کسیطرح سے چہپا نہیں سکتے پہر یہ بیہودہ عذر پیش کیا کہ یہ عاجز کئی دفعہ اقدام قتل کا مرتکب ہوا اسلئے دل پر موت کا ڈر غالب ہو گیا تو کیا انجیل آتہم صاحب کو اس مطلب سے بچا لیگی کہ کیون انہون نے بیجا الزام لگایا۔ پہر کیونکر انجیل انکو اسی قسم سے روک سکتی ہے جسکی ان کی بریت ہو ۔ منہ

حضرت مسیح خونی سے بہی بڑہکر ہے قسم کہائی ہے اگر اسکو بہی آپ ایمان سے جواب دین تو خیر آپ کی مرضی اور اگر یہ سوال ہو کہ قسم کہانیکا ثبوت کیا ہے تو قرنتیان ۵ اباب ۳۱ آیت دیکہہ لین جسمین پولس صاحب فرماتے ہین مجہی تمہاری اس فخر کی جو ہمارے خداوند مسیح یسوع سے ہے قسم کہ مین ہر روز مرتا ہون - اس جگہ ناظرین خوب غور سے سوچین کہ جس حالتمین پطرس اور پولس رسول قسم کہا ئین اور آتہم صاحب قسم کہانا بے ایمانی قرار دین یعنے شرعی ممنوعات کی مد مین رکہین جسکا ارتکاب بلاشبہ بے ایمانی ہے تو کیا اس سے یہ نتیجہ نہین نکلتا کہ حسب قول آتہم صاحب مسیح کے تمام حواری اور پولس رسول سب ممنوعات انجیل کے مرتکب اور ایمانی حدود سے تجاوز کرنیوالے تہے کیونکہ بعضون نے اُنہین سے قسمین کہائین اور بعض اس طرح پر بے ایمانی کے کامون مین شریک ہوئے کہ قسم کہانیوالون سے جدا نہ ہوئے اور نہ لعن طعن اور نہی منکر کیا لیکن آجتک بجز آتہم صاحب کے کسی عیسائی نے اس اعتقاد کو شایع نہین کیا کہ حضرت مسیح کے تمام حواری یہانتک کہ پولس رسول بہی ایمانی دولت سے تہیدست اور بے نصیب اور ممنوعات انجیل مین مبتلا تہے صرف اٹھارہ سو برس کے بعد آتہم صاحب کو یہ ایمان دیا گیا تعجب کہ اس قوم کے جہوٹہ اور بد دیانتی کی کہان تک نوبت پہنچ گئی کہ اپنے نفس کے بچاؤ کے لئے اپنے بزرگون کو بہی دولت ایمان سے بے نصیب قرار دیتے ہین اگر آتہم صاحب جان بچانیکے لئے صرف یہ بہانہ کرتے کہ مجہے اندیشہ ہے کہ مین سال تک مر نہ جاؤن تو اس صورت مین لوگون کو فقط اتنا ہی خیال ہوتا کہ اس شخص کا ایمان مسیح کی طاقت اور قدرت پر ضعیف ہے اور درحقیقت اپنے دل مین اسکو قادر نہین سمجہتا لیکن آتہم صاحب کا یہ ممانعت قسم کا بہانہ انکی بد دیانتی اور روی حالت کی کہلی طور پر قلعی کہولتا ہے کیونکہ اس بہانہ کو کوئی بہی باور نہین کر سکتا کہ مسیح کے تمام حواری اور پولس رسول ممنوعات انجیل مین گرفتار ہو کر ایمانی دولت سے بے نصیب ہے اور یہ ایمان آتہم صاحب کے ہی حصہ مین آیا اور پہر مجہے یہ دعوی بہی سراسر جہوٹہ معلوم ہوتا ہے کہ آتہم صاحب نے ابتک کسی عدالت مین قسم نہین کہائی اور تمام حکام اس بات پر راضی رہے کہ آتہم صاحب کسی شہادت کے اداکرنیکے وقت بغیر قسم اظہار لکہو دیا کرین اور نہ مین یہ باور کر سکتا ہون کہ اگر آتہم صاحب اب بہی کسی شہادت کے لئے بلائے جائین تو یہ عذر پیش کرین کہ چونکہ مین پارلیمنٹ کے ممبرون اور تمام متعہد عیسائی ملازمون حتی کہ گورنر جنرل سے بہی زیادہ ایماندار ہون اسلئے ہرگز قسم نہین کہاؤن گا - آتہم صاحب خوب جانتے ہین کہ بائبل مین نبیون کی قسمین بہی مذکور ہین - خود مسیح قسم کا پابند ہوا دیکہو متی ۲۷ باب ۶۳ آیت خدا نے قسم کہائی - دیکہو اعمال ۷ باب ۶ آیت ۱۷ - اور خدا کا قسم کہانا بموجب عقیدہ عیسائیون کے مسیح کا قسم کہانا ہے کیونکہ بقول انکے دونون ایک ہین اور جو شخص مسیح کے نمونہ پر اپنی عادات اور اخلاق نہین رکہتا وہ مسیح مین سے نہین ہے - اور یرمیاہ کی تعلیم کی رو سے قسم کہانا عبادت مین داخل ہے دیکہو یرمیاہ باب ۴ آیت ۲ - اور زبور مین لکہا ہے کہ جو جہوٹا ہے وہی قسم نہین کہاتا دیکہو زبور ۶۳ آیت ۱۱ -

نوٹ - وہ بولا خداوند کی قسم جس کے آگے مین کہڑا ہون - سلاطین $\frac{5}{16}$

سو آتہم صاحب کے جہوٹا ہونے پر داؤد نبی حضرت عیسیٰ کے دادا صاحب بہی گواہی دیتے ہین - فرشتے بہی قسم کہاتے
ہین دیکہو مکاشفات $\frac{1}{6}$ - پہر **عبرانیون** کے چہٹہ باب ۱۶ - آیت مین مسیحیون کا معلم کہتا ہے کہ ہر ایک قضیہ کی
حد قسم ہے یعنی ہر یک جہگڑا آخر قسم پر فیصلہ پاتا ہے - **توریت** مین خدا نے برکت دینے کے لئے قسم کہائی -
دیکہو **پیدائش** $\frac{22}{16}$ اور پہر اپنی حیات کی قسم کہائی - غرض کہانتک لکہین اس مضمون کو طول [illegible] بائیبل مین
خدا کی قسمین فرشتون کی **قسمین** نبیون کی قسمین موجود ہین اور **انجیل** مین مسیح کی **قسم** پطرس کی **قسم**
پولس کی **قسم** پائی جاتی ہے - اسی جہت سے عیسائیون کے علماء نے **جواز قسم** پر فتوے دیا ہے - دیکہو تفسیر
انجیل مولفہ پادری کلارک اور پادری عماد الدین مطبوعہ ۱۸۷۵ء اور مسیح نے خدا تعالیٰ کی سچی **قسم** سے کسی جگہ منع نہین
کیا بلکہ اس بات سے منع کیا ہے کہ کوئی آسمان کی قسم کہاوے یا زمین کی یا یروشلم کی یا اپنے سر کی اور جو شخص ایسا سمجہے
کہ خدا تعالیٰ کی سچی قسم کسی گواہی کے وقت کہانا منع ہے **وہ سخت احمق ہے** اور مسیح کے منشاء کو ہرگز نہین
سمجہا - اگر مسیح کا منشاء خدا تعالیٰ کے قسم کی ممانعت ہوتی تو وہ اپنی تفصیلی عبارت مین ضرور اسکا ذکر کرتا لیکن اسنے
متی ۵ باب ۳۳ آیت مین "کیونکہ" کے لفظ سے صرف یہ سمجہانا چاہا کہ تم آسمان اور زمین اور یروشلم اور اپنے
نفس کی قسم مت کہاؤ خدا تعالیٰ کی قسم کا اسمین ذکر ہی نہین اور موسیٰ کی تعلیم پر اسمین یہ تصریح زیادہ ہے کہ صرف
جہوٹی قسم کہانا حرام نہین بلکہ اگر غیر اللہ کے قسم ہو تو اگرچہ سچی ہو وہ بہی حرام ہے یہی وجہ ہے کہ اس تعلیم کے بعد حضرت
مسیح کے حواری قسم کہانے سے باز نہین آئے - اور ظاہر ہے کہ حواری انجیل کا مطلب آتہم صاحب سے بہتر سمجہتے
تہے اور ابتداء سے آجتک جواز قسم پر مسیحیون کے اکثر فرقون مین اتفاق چلا آیا ہے - پہر اب سوچنا چاہئے کہ جبکہ پطرس نے
قسم کہائی پولس نے قسم کہائی مسیحیون کے خدا نے قسم کہائی فرشتون نے قسم کہائی نبیون نے قسمین کہائین
اور تمام پادری ذرہ ذرہ مقدمہ پر قسمین کہاتے ہین پارلیمنٹ کے ممبر قسم کہاتے ہین ہر یک گورنر جنرل قسم
کہا کر آتا ہے تو پہر آتہم صاحب ایسے ضروری وقت مین کیون قسم نہین کہاتے حالانکہ وہ خود اپنے اس اقرار سے کہ مین
پیشگوئی کے بعد ضرور موت سے ڈرتا رہا ہون ایسے الزام کے نیچے آ گئے ہین کہ وہ الزام بجز **قسم** کہانیکے کسیطرح
انکے سر پر سے اٹہہ نہین سکتا - کیونکہ ڈرنا جو **رجوع** کی ایک قسم ہے اُنکے اقرار سے ثابت ہوا پہر بعد اسکے
وہ ثابت نہ کر سکے کہ وہ صرف قتل کئے جانے سے ڈرتے تہے نہ انہون نے حملہ کرتے ہوئے کسی قاتل کو پکڑا نہ
انہون نے یہ ثبوت دیا کہ اُن سے پہلے کبہی اس عاجز نے چند آدمیون کا خون کر دیا تہا جسکی وجہ سے اُن کے دلمین
بہی ڈر کہ بیٹہ گیا کہ اسیطرح مین بہی مارا جاؤنگا بلکہ اگر کوئی نمونہ اُنکی نظر کے سامنے تہا تو بس یہی کہ ایک

نوٹ - الہامی پیشگوئی کی عظمت سے ڈرنا بموجب تصریح قرآن کریم اور بائبل کے رجوع مین داخل ہے اور رجوع عذاب مین تاخیر ڈالتا ہے اسپر قران اور بائبل دونو [illegible]

پیشگوئی موت کی یعنی مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کی موت انکی سامنے ظہور میں آئی تھی لہٰذا جیسا کہ
الہام الٰہی نے بتلایا ضرور وہ پیشگوئی کی عظمت سے ڈرے اور یہ بات روئیداد موجودہ سے بالکل برخلاف ہے
کہ وہ پیشگوئی کی صداقت تجربہ شدہ سے نہیں ڈرے بلکہ ہمارا خونی ہونا جو ایک تجربہ کے رو سے ایک تحقیقی امر تھا
اُس سے ڈر گئے پس اس الزام سے وہ بجز اسکے کیونکر بری ہو سکتے ہیں کہ بحیثیت ایک شاہد کے قسم کھا لیں
اور بموجب قول پولس رسول کے جو ہر یک مقدمہ کی حد قسم ہے اس مشتبہ امر کا فیصلہ کر لیں۔
لیکن یہ نہایت درجہ کی مکاری اور بددیانتی ہے کہ قسم کیطرف تو رجوع نہ کریں اور یوں ہی حق پوشی کے طور پر
جا بجا خط بھیجیں اور اخباروں میں چھپوائیں کہ میں عیسائی ہوں اور عیسائی تھا +
اے صاحب! آپ کیوں خلق اللہ کو دھوکا دیتے ہیں آپ کی ان مصلحانہ تقریروں کو وہی
لوگ قبول کرینگے جن کا شیطانی مادہ پہلے سے یہی چاہتا ہے کہ حق ظاہر نہ ہو ورنہ ہر یک منصف عقلمند
جانتا ہے کہ آپ کا بیان صرف بحیثیت شاہد معتبر ہو سکتا ہے نہ ان فضول باتوں سے جو آپ شائع کر رہے ہیں دنیا
میں عیسائی مذہب جھوٹ بولنے میں اول درجہ پر ہے جنہوں نے خدا کی کتابوں میں بھی ذرا بھی
کرنے سے فرق نہیں کیا۔ اور صدہا جعلی کتابیں بنالیں پس کیا ایک بھلا مانس انکے مصلحانہ بیان کو
قبول کر سکتا ہے ہرگز نہیں۔ بلکہ اگر ایک شخص راست باز بھی ہو تو وہ ایک فریق مقدمہ بنکر اس بات کا ہرگز مستحق
نہیں کہ اسکا بیان جو بحیثیت مدعی یا مدعا علیہ ہے اس طور سے قبول کیا جائے جیسا کہ گواہوں کے بیانات قبول کئے
جاتے ہیں اور اگر ایسا ہوتا تو عدالتوں کو گواہوں کی کچھ بھی ضرورت نہ ہوتی۔ قانون شہادت میں ایک
انگریز نے یہ بات خوب لکھی ہے کہ اگر فلاں تاجر جو کروڑہا روپیہ کی مالی عزت رکھتا ہے اور صدہا روپیہ روز
صدقہ کے طور پر دیتا ہے اگر کسی پر ایک پیسہ کا دعوے کرے تو گو وہ کیسا ہی متمول اور مخیر اور
سخی سمجھا گیا ہے مگر بغیر کامل شہادت کے ڈگری نہیں ہو سکتی۔
تو اب بتلاؤ کہ آتھم صاحب کا یکطرفہ بیان جو صرف دعوے کے طور پر اغراض نفسانیہ سے
بھرا ہوا اور روئیداد موجودہ کے مخالف ہے کیونکر قبول کیا جائے اور کونسی عدالت اسپر اعتماد کر سکتی ہے
یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ صرف ہمارے الہام پر مدار نہیں رہا بلکہ آتھم صاحب نے خود موت کے خوف کا اقرار
اخباروں میں چھپوا دیا اور جا بجا خطوط میں اقرار کیا۔ اب یہ بوجھ آتھم صاحب کی گردن پر ہے کہ اپنے
اقرار کو بے ثبوت نہ چھوڑیں بلکہ قسم کے طریق سے جو ایک سہل طریق ہے اور جو ہمارے نزدیک قطعی

نوٹ۔ ایک صاحب بٹالوی [illegible] لکھتے ہیں کہ اگر عذاب کی پیشگوئی رجوع بدل کر [illegible] ٹل جاتی ہے تو [illegible]
تحدی نہیں ہو سکتی مگر افسوس کہ وہ نہیں سمجھتے کہ عند اللہ انکار قسم ہی [illegible] اصرار واجب [illegible]
[illegible]

اور یقینی ہے ہمین مطمئن کردین کہ وہ پیشگوئی کی عظمت سے نہین ڈرے بلکہ وہ فی الحقیقت ہمین ایک خونی انسان یقین کرتے اور ہماری تلوارون کی چمک دیکھتے تھے اور ہم انہین کچھ بھی تکلیف نہین دیتے بلکہ اس قسم پر **چار ہزار روپیہ** بشرائط اشتہار ۹ ستمبر ۱۸۹۴ء و ۲۰ ستمبر ۱۸۹۴ء انکی **نذر** کرینگے اور ہمنے ثابت کردیا ہے کہ اُن کا یہ عذر کہ مسیحیون کو قسم کہانیکی **ممانعت** ہے سخت ہٹ دہرمی اور بے ایمانی ہے۔ کیا پطرس اور پولس اور بہت سے عیسائی راستباز جو اول زمانہ مین گذرے کیا مسیحی **نہین تھے** یا وہ بے ایمان تھے کیا آتہم صاحب اس گورنمنٹ مین کسی ایک معزز عیسائی کا حوالہ دے سکتے ہین جس نے شہادت کے لئے حاضر ہوکر قسم کہانے سے **انکار** کیا ہو۔ اب مناسب ہے کہ اگر آتہم صاحب کو بہرحال **حیلہ سازی ہی پسند** ہے اور کسیطرح قسم کہانا نہین چاہتے تو اس عذر بیہودہ کو **اب چھوڑ دین** کہ قسم کہانا ممنوع ہے کیونکہ پورے طور پر ہمنے اسکی بیخکنی کردی ہے۔ بلکہ چاہئے کہ اپنے دجالون کے مشورہ سے جان بچانیکے لئے کوئی نیا عذر پیش کرین اور ہم نیم عیسائی یاد رکہین کہ آتہم صاحب کبھی قسم نہین کہائین گے بلکہ اس عذر کو چھوڑ کر کوئی اور دجالی حیلہ نکالین گے کیونکہ ہماری نسبت وہ اپنے دل مین جانتے ہین کہ ہم **سچے اور ہمارا الہام سچا ہے** لیکن کوئی عذر پیش نہین جائیگا جب تک میدان مین آکر ہمارے روبرو قسم نہ اٹھاوین یقیناً آتہم صاحب تمام پادریون اور نیم عیسائیون کے موتہہ پر سیاہی مل رہے ہین جو قسم نہین کہاتے۔

ایک عیسائی صاحب لکھتے ہین کہ روپیہ دینا صرف لاف وگزاف ہے یعنی آتہم صاحب قسم تو کہالین مگر اُن کو یہ دہڑکہ ہے کہ روپیہ نہین ملیگا۔ سو یاد رہے کہ یہ بالکل فضول گوئی اور ڈومون کیطرح صرف رندانہ کلام ہے ہم عہد کرتے ہین کہ ہم قسم کہانے سے پہلے باضابطہ تمسک لیکر حسب شرائط اشتہار ۹ ستمبر ۱۸۹۴ء و ۲۰ ستمبر ۹۴ء کل روپیہ آتہم صاحب کے ضامنون کے حوالہ کردینگے اور ہمین منظور ہے کہ آتہم صاحب کے دو داماد ہین جو معزز عہدہ دار ہین ضامن ہوجائین اگر ہم تکمیل تمسک کے بعد ایک طرفۃ العین کی بہی روپیہ دینے مین توقف کرین تو بلاشبہ ہم جہوٹے ٹھہرینگے اور ضامنون کو اختیار ہوگا کہ ہمین آتہم صاحب کی دہلیز مین ہیرا رکہنے دین جبتک بعد تکمیل تمسک روپیہ وصول نہ کرلین اور ایسا انتظام ہوگا کہ دس معزز گواہ کے روبرو اور انکی وساطت سے روپیہ دیا جاویگا اور تمسک لیا جائیگا اور اُن دس گواہون کی اُس تمسک پر شہادت ہوگی اور وہ تمسک چند اخبارون مین چہپوا دیا جائیگا اور اُس تمسک مین ضامنون کیطرف سے یہ اقرار ہوگا کہ اگر تاریخ تمسک سے ایکسال تک پیشگوئی

٭ نوٹ۔ یہ چار ہزار روپیہ آتہم صاحب کی درخواست آنیکے بعد پانچ ہفتہ مین اُن کے پاس حاضر کیا جائیگا۔ منہ

پوری فتح ہوئی اور آتہم صاحب صحیح وسالم رہے تو یہ کل روپیہ آتہم صاحب کے ملکیت ہو جائیگا ورنہ ضامن کل زر بلا توقف واپس کرینگے - اب آخر مین ہم پہر آتہم صاحب کو حضرت عیسیٰ مسیح کی عزت کو بطور سفارشی پیش کر کے اس زندہ خدا کی قسم دیتے ہین جو جہوٹون اور سچون کو خوب جانتا ہے کہ اس طریق تصفیہ کو ہرگز رد نہ کرین ورنہ تو بقول خود ہمارا جہوٹا ہونا اور ہمارے الہام کا باطل ہونا اور مسیح کا معین و مددگار ہونا تجربہ کر چکے اب کیون بعد تجربہ کے مرے جاتے ہین اور بار بار کہتے ہین کہ میری عمر قریب ۶۴ یا ۶۸ برس کی ہے اے صاحب بموجب قول ساٹہا پاٹہا کے آپ تو ابہی نے بچے ہین کونسی بڑی عمر ہوگئی ہے ماسوا اسکے ہم پوچہتے ہین کہ کیا زندہ رکہنا خدا تعالیٰ کے ہاتہہ مین نہین یہ کیسی بیایمان قوم ہے جو اپنے تئین سچا سمجہ کر پہر بہی خدا تعالیٰ پر توکل نہین کر سکتی - دیکہو میری عمر بہی تو قریب ساٹہ برس کے ہے اور ہم اور آتہم صاحب ایک ہی قانون قدرت کے نیچے ہین مگر مین جانتا ہون کہ خدا تعالیٰ مقابلہ کے وقت ضرور مجہے زندہ رکہیگا کیونکہ ہمارا خدا قادر اور حی و قیوم ہے مگر ہم عاجز کے جیتے کیطرح نہین اور ہم اس اشتہار کے بعد پہر ایک ہفتہ تک انتظار کرینگے -

اے ہماری قوم کے اندہو نیم عیسائیو کیا تمنے نہین سمجہا کہ کس کی فتح ہوئی - کیا حق بجانب آدمی کی وہ نشانیان ہین جو آتہم صاحب ظاہر کر رہے ہین یا یہ نشانیان جو ان پر ہیبت اور شوخیٔ اشتہارات سے روشن ہو رہی ہین - کیا یہ استقامت کسی جہوٹے مین آسکتی ہے جبتک خدا تعالیٰ اسکے ساتہہ نہ ہو - اور اگر یہ کہو کہ یہ سب سچ مگر نشان کونسا ظاہر ہوا - تو اسکا جواب یہ ہے کہ ہم کئی مرتبہ لکہہ چکے ہین کہ اس پیشگوئی کے قوی اثر نشان کے طور پر ضرور فریق مخالف پر پڑے اور جیسا کہ شکست خوردہ لوگون کا حال ہوتا ہے یہی برا حال اس جنگ مقدس مین انکو پیش آیا اور چار دن صورتین ذلت اور تباہی کی انکو پیش آگئین اور ہنوز بس نہین کیونکہ خدا تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ مین بس نہین کرونگا جبتک اپنے قوی ہاتہہ کو نہ دکہلاؤن اور شکست خوردہ گروہ کی سب پر ذلت ظاہر نہ کرون - ہان اس نے اپنی اس عادت اور سنت کے موافق جو اسکی پاک کتابون مین مندرج ہے آتہم صاحب کی نسبت تاخیر ڈالدی کیونکہ مجرمون کے لئے خدا کی کتابون مین یہ ازلی وعدہ ہے جسکا تخلف روا نہین کہ خوفناک ہونیکی حالت مین انکو کسیقدر مہلت دیجاتی ہے اور پہر اصرار کے بعد پکڑے جاتے ہین اور ضرور تہا کہ خدا تعالیٰ اپنی پاک کتابون کے وعدہ کا لحاظ رکہتا کیونکہ اسپر تخلف وعدہ

جایز نہین لیکن جو الہامی عبارات مین تاریخین مقرر ہین وہ کبھی اُن سنت اللہ کے وعدون سے
جو قران مین درج ہین برخلاف واقع نہین ہوسکتین کیونکہ کوئی الہام وحی الٰہی کے قرار دادہ شرائط سے
باہر نہین ہوسکتا - اب اگر آتہم صاحب قسم کہالیوین تو وعدہ ایکسال قطعی اور یقینی ہے
جسکے ساتھہ کوئی بھی شرط نہین اور تقدیر مبرم ہے اور اگر قسم نہ کہاوین تو پھر بھی خدا تعالی ایسے مجرم کو بے سزا نہین چھوڑیگا جس نے
حق کا اخفا کر کے دنیا کو دہوکا دینا چاہا - لیکن ہم اس موخر الذکر شق کی نسبت ابھی صرف اتنا کہتے ہین کہ خدا تعالی نے اپنے نشانون
کو ایک عجیب طور پر دکہانا ارادہ کیا ہی جس سے دنیا کی آنکہہ کہلے اور تاریکی دور ہو اور وہ دن نزدیک ہین دور نہین مگر اس وقت
اور گہری کا علم جب دیا جاویگا تب آپکو شایع کر دیا جاویگا - والسلام علی من اتبع الہدیٰ -

شیخ محمد حسین بٹالوی

ہمکو ایک مخلص کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہی کہ بٹالوی صاحب نے اس پیشگوئی کے متعلق اور نیز اشتہار ۶ - اکتوبر سنہ ۱۸۹۴
کے متعلق جو احمد بیگ کے داماد کی نسبت شایع کیا گیا تہا چند اعتراض کئے ہین جنکا جواب مع تصریح اعتراض ذیل مین لکہتا ہون
قولہ بیچارہ عبد اللہ آتہم عیسائی ہے اُنکے مذہب مین قسم کہانا منع ہی لالچ کرنا منع ہے **الجواب** اگر قسم کہانا منع ہے تو
پطرس نے کیون قسم کہائی پولس نے کیون قسم کہائی خود مسیح نے کیون قسم کی پابندی کی انگریزی عدالتون نے کیون عیسائیون
کے لئے قسم مقرر کی بلکہ قانون کے رو سے دوسرون کے لئے اقرار صالح اور عیسائیون کے لئے حلف ہے تحریف اور تلبیس
یہود اور نصاریٰ کی عادات مین سے ہے لیکن نہ معلوم کہ ان مولویون نے کیون یہ عادات اختیار کر لئے سوای اسلام کے دشمنو ان خیانتون
سے باز آجاؤ کیا یہودیون کا انجام اچہا ہوا کہ تا تمہارا بھی نیک انجام ہو اور لالچ وہ حرص ہی جو دیانت اور دین کے برخلاف ہو پس جبکہ
ہم انعام کے طور پر خود روپیہ پیش کرتے ہین اور آتہم صاحب اپنی نفسانی خواہش سے نہین مانگتے بلکہ ہم خود دیتے
ہین اور قسم کہانا انکے مذہب مین نہ صرف جایز بلکہ لکہا ہے کہ جو قسم نہ کہاوے وہ جہوٹا ہے تو ایسے روپیہ کا لینا
جو بغیر سوال نفس کے ہی لالچ مین کیونکر داخل ہوا - **قولہ** یہ قران مین نہین کہ عذاب کا وعدہ آیا اور کسیقدر خوف سے
ٹل گیا **الجواب** تمام قران اس تعلیم سے بہرا پڑا ہے کہ اگر توبہ و استغفار قبل نزول عذاب ہو تو وقت نزول عذاب ٹل جاتا ہے
بائبل مین ایک بنی اسرائیل کے بادشاہ کی نسبت لکہا ہے کہ اسکی نسبت صاف طور پر وحی وارد ہو چکی تہی کہ پندرہ
دن تک اسکی زندگی ہے پہر فوت ہو جاویگا لیکن اسکی دعا اور تضرع سے خدا تعالی نے وہ پندرہ دن کا وعدہ پندرہ سال کے ساتھہ
بدلا دیا اور موت مین تاخیر ڈالدی یہ قصہ مفسرین نے بھی لکہا ہے بلکہ اور حدیثین اس قسم کی بہت ہین جنکا لکہنا موجب طول ہے بلکہ علاوہ وعید کے

* نوٹ - اگر میان محمد حسین بٹالوی آتہم صاحب کی وکالت کر کے یہ راے ظاہر کرتے ہین کہ عیسائی مذہب مین قسم کہانا منع ہے تو انپر
واجب ہے کہ اب عیسائیون کے مددگار بنکر اپنی اس راے کا پورا ثبوت دین اور اس اشتہار کا رد لکہین ورنہ بجز اسکے کیا کہین کہ لعنت اللہ علی الکاذبین

ٹلنے سے کے جو کرم مولیٰ مین داخل ہے اکابر صوفیہ کا مذہب ہے جو کبھی وعدہ بھی ٹل جاتا ہے اور اسکا ٹلنا موجب
ترقی درجات اہل کمال ہوتا ہے دیکھو فیوض الحرمین شاہ ولی اللہ صاحب اور فتوح الغیب سید عبد القادر جیلانی
رضی اللہ عنہما اور وقتون اور میعادون کا ٹلنا تو ایک ایسی سنت اللہ ہے جس سے بجز ایک سخت جاہل کے اور کوئی انکار٭
نہین کر سکتا دیکھو حضرت موسیٰ کو نزول توریت کے لئے تیس رات کا وعدہ دیا تھا اور کوئی ساتھ شرط نہ تھی مگر وہ وعدہ قائم
نرہا اور اسپر دس دن اور بڑہائے گئے جس سے بنی اسرائیل گوسالہ پرستی کے فتنہ مین پڑے پس جبکہ اس نص قطعی سے ثابت
ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کی تاریخ کو بھی ٹال دیتا ہے جسکے ساتھ کسی شرط کی تصریح نہین کیگئی تھی تو وعید کی تاریخ مین عند
الرجوع تاخیر ڈالنا خود کرم مین داخل ہے اور ہم لکھ چکے ہین کہ اگر تاریخ عذاب کسی کے توبہ استغفار سے ٹل جائے تو اسکا نام تخلف
وعدہ نہین کیونکہ بڑا وعدہ سنت اللہ ہے پس جبکہ سنت اللہ پوری ہوئی تو وہ ایفاء وعدہ ہوا نہ تخلف وعدہ **قولہ** عذاب
موت اگر استغفار سے ٹل جاتا ہے تو اسکی نظیر دو **الجواب** اے نادان اسکی نظیر قران آپ دیتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے لئن انجیتنا من
ہذہ لنکونن من الشاکرین فلما انجاہم اذا ہم یبغون فی الارض بغیر الحق الجزو ۱۱ اب ظاہر ہے کہ ان آیات کا حاصل
مطلب یہی ہے کہ جب بعض گنہگارون کو ہلاک کرنیکے لئے خدا تعالیٰ اپنے قہری ارادہ سے اس دریا مین حرکت طوفان سے اگر
ہے جسمین ان لوگونکی کشتی ہو تو پھر انکی تضرع اور رجوع پر انکو بچا لیتا ہے حالانکہ جانتا ہے کہ پھر وہ مفسدانہ حرکات مین مشغول ہو جاینگے
کیا اس طوفان سے یہ غرض ہوتی ہے کہ کشتی والونکو صرف خفیف خفیف چوٹین لگین مگر ہلاک نہ ہون اے شیخ ذرا شرم کرنا چاہئے اعتقاد
عقل کیون ماری گئی کہ نصوص بدیہیہ سے انکار کئے جاتے ہو **قولہ** یونس کا وعدہ بھی شرطیہ تھا **الجواب** فتح البیان

حاشیہ اگر بیچارہ شیخ بٹالوی کے دل کو دھڑکا پکڑتا ہو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان اللہ لا یخلف المیعاد اور تاریخ مقررہ کی کمی بیشی
کرنا تخلف وعدہ کی ایک جز ہے تو اسے یاد رکھنا چاہئے کہ وعدہ سے مراد وہ امر ہے جو علم الٰہی مین بطور وعدہ قرار
پاچکا ہے نہ وہ امر جو انسان اپنے خیال کے مطابق اسکو قطعی وعدہ خیال کرتا ہو اسی وجہ سے المیعاد پر جو الف لام ہے
وہ عہد ذہنی کی قسم مین سے ہے یعنی وہ امر جو ارادہ قدیمہ مین وعدہ کے نام سے موسوم ہے گو انسان کو انکی تفاصیل پر علم ہو یا نہو
وہ غیر متبدل ہے ورنہ ممکن ہے جو انسان جس بشارت کو وعدہ کے معنون مین سمجھتا ہے اسکے ساتھ کوئی ایسی شرط مخفی ہو جسکا عدم
تحقق اس بشارت کی عدم تحقق کے لئے ضرور ہو کیونکہ شرائط کا ظاہر کرنا اللہ جلشانہ پر حق واجب نہین ہے چنانچہ
اسی بحث کو شاہ ولی اللہ صاحب نے بسط سے لکھا ہے اور مولوی عبد الحق صاحب دہلوی نے بھی فتوح الغیب کی شرح
مین اسمین بہت عمدہ بیان کیا ہے اور لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم کا بدر کی لڑائی مین تضرع اور دعا کرنا اسی خیال سے تھا
کہ الٰہی مواعید اور بشارات مین احتمال شرط مخفی ہے اور یہ اسلئے کہ سنت اللہ ہے کہ تا اسکے خاص بندے اسکی ہیبت اور عظمت
الٰہی سے ڈرین۔ منہ ماحصل کلام یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے وعدون مین بیشک تخلف نہین وہ جیسا کہ خدا تعالیٰ کے علم مین
ہین پورے ہو جاتے ہین لیکن انسان ناقص العقل کبھی انکو تخلف کی صورت مین سمجھ لیتا ہے کیونکہ بعض ایسی مخفی
شرائط پر اطلاع نہین پاتا جو پیشگوئی کو دوسرے رنگ مین لے آتے ہین اور ہم لکھ چکے ہین کہ الہامی پیشگوئیون

٭ نوٹ ان بزرگون نے جو عدم ایفاء وعدہ خدا تعالیٰ پر جائز کہا ہے تو اس سے یہی مراد ہے کہ جائز ہے کہ جس بات کو انسان نے اپنے نقص علم
سے وعدہ سمجھ لیا ہے وہ علم باری مین وعدہ نہ ہو جسکے ساتھ ایسی مخفی شرائط ہون جنکا عدم تحقق عدم تحقق وعدہ کیلئے ضروری

اور ابن کثیر اور معالم کو دیکھو یعنی سورۃ الانبیا سورہ یونس اور والصافات کی تفسیر پڑھو اور تفسیر کبیر صفحہ ۱۸۸ سے غور سے پڑھو تا معلوم ہو کہ ابتلا کی وجہ کیا ہی یہی تو تھی کہ حضرت یونس نے قطعی طور پر عذاب کو سمجھ لیا تھا اگر کوئی شرط منجانب اللہ ہوتی تو یہ ابتلا کیوں آتا چنانچہ صاحب تفسیر کبیر لکھتا ہے انہم لما لم یؤمنوا اوعدہم بالعذاب فلما کشف العذاب منہم بعد ما توعدھم خرج منہم مغاضباً یعنی یونس نے اُسوقت عذاب کی خبر سنائی جبکہ اُس قوم کے ایمان سے نومید ہو چکا پس جبکہ عذاب اُنپر سے اُٹھا لیا گیا تو غضبناک ہو کر نکل گیا پس ان تفسیرون سے اصل حقیقت یہ معلوم ہوتی ہے کہ اول یونس نے اس قوم کے ایمان کیلئے بہت کوشش کی اور جبکہ کوشش بیسود معلوم ہوئی اور یاس کلی نظر آئی تو انہون نے خدا تعالی کی وحی سے عذاب کا وعدہ دیا جو تین دن کے بعد نازل ہوگا اور صاحب تفسیر کبیر نے جو پہلا قول نقل کیا ہے اُسکے سمجھنے مین **نادان شیخ** نے دہوکا کہا یا ہے اور نہین سوچا کہ اُسکے آگے صفحہ ۸۸ مین وہ عبارت لکھی ہے جس سے ثابت ہوا ہے کہ عذاب موت کی پیشگوئی بلا شرط تہی اور یہی آخری قول قول مفسرین اور ابن مسعود اور حسن اور شعبی اور سعید بن جبیر اور وہب کا ہے۔ پہر ہم کہتے ہین کہ جس حالت مین وعدہ کی تاریخ ٹلنا نصوص قرآنیہ قطعیہ یقینیہ سے ثابت ہے جیساکہ آیت وواعدنا موسیٰ ثلثین لیلۃ اسکی شاہد ناطق ہے تو وعید کی تاریخین جو نزول عذاب پر دال ہوتی ہین جنکا ٹلنا اور رد بلا ہونا توبہ اور استغفار اور صدقات سے باتفاق جمیع انبیاء علیہم السلام ثابت ہے پس اُن تاریخون کا ٹلنا بوجہ اولی ثابت ہوا اور اس سے انکار کرنا صرف سفیہ اور نادان کا کام ہے نہ کسی صاحب بصیرت کا +

اور صاحب تفسیر کبیر اپنی تفسیر کے صفحہ ۱۶۴ مین لکھتے ہین ان ذنبہ یعنی ذنب یونس کان لان اللہ تعالی وعدہ انزال الاھلاک بقومہ الذین کذبوہ فظن انہ نازل لا محالۃ فلاجل هذا الظن لم یصبر علی دعاءہم فکان الواجب علیہم ان یستمر علی الدعاء لجواز ان لا یہلکہم اللہ بالعذاب یعنی یونس کا یہ گناہ تہا کہ اُسکو خدا تعالی کیطرف سے یہ وعدہ ملا تہا کہ اُسکی قوم پر ہلاکت نازل ہوگی کیونکہ اُنہون نے تکذیب کی پس یونس نے سمجھ لیا کہ یہ عذاب موت قطعی اور اٹل ہے اور ضرور نازل ہوگا

مین یہ یاد رکہنے کے لائق ہے کہ وہ ہمیشہ ان شرائط کے لحاظ سے پوری ہوتی ہین جو سنت اللہ مین اور الہی کتاب مین مندرج ہو چکی ہین گو وہ شرائط کسی ولی کے الہام مین مندرج نہ ہون۔ منہ

اسی ظن سے وہ دعاء ہدایت پر صبر نہ کرسکا اور واجب تہا کہ دعاء ہدایت کیے جاتا کیونکہ جایز تہا کہ خدا دعاء ہدایت قبول
کرلے اور ہلاک نہ کرے۔ اب بولو شیخ جی کیسی صفائی سے ثابت ہوگیا کہ یونس نبی وعدہ ہلاک کو قطعی سمجہتا تہا اور یہی
اسکے ابتلا کا موجب ہوا کہ تاریخ موت ٹل گئی۔ اور اگر اسپر کفایت نہیں تو دیکہو **امام سیوطی** کی تفسیر درمنثور سورہ
سورہ انبیاء۔ قال اخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس قال لما دعا یونس علی قومه اوحی الله الیه ان العذاب
یصبحهم ...... فلما رأوه جاروا الی الله وبکی النساء والولدان ورغت الابل وفصلانها وخارت
البقر وعجاجیلها ولغت الغنم وسخالها فرحمهم الله وصرف ذلك العذاب عنهم وغضب یونس وقال کذبت
فهو قوله اذ ذهب مغاضبا۔ یعنی ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جبکہ یونس نے اپنی قوم پر بددعا کی
سو خدا تعالی نے اسکی طرف وحی بہیجی کہ صبح ہوتی ہی عذاب نازل ہوگا پس جبکہ قوم نے عذاب کے آثار دیکہے تو خدا تعالی کی جناب
تضرع کیا اور عورتیں اور بچے روئے اور اونٹنیوں نے مع انکے بچوں کے سمیت اور گائیوں کے انکے بچہڑوں کے
سمیت اور بہیڑ بکری نے مع انکے بزغالوں کے سمیت خوف کہا کر شور مچایا۔ پس خدا تعالی نے انپر رحم کیا اور عذاب کو
ٹال دیا اور یونس غضبناک ہوا کہ مجہکو تو عذاب کا وعدہ دیا گیا تہا یہ قطعی وعدہ کیوں خلاف واقعہ نکلا۔ پس یہی اس آیت کے معنے ہیں
کہ یونس غضبناک ہوا۔ اب دیکہو کہ یہاں تک یونس پر ابتلا آیا کہ **کذبت** اسکے منہ سے نکل گیا یعنی مجہپر کیوں ایسی وحی نازل ہوئی
جسکی پیشگوئی پوری نہ ہوئی اگر کوئی شرط اس وعدہ کے ساتہہ ہوتی تو یونس باوجودیکہ اسکو خبر پہنچ چکی تہی کہ قوم نے حق کیطرف رجوع کرلیا کیوں
یہ بات منہ پر لاتا کہ میری پیشگوئی خلاف واقعہ نکلی۔ اور اگر کہو کہ یونس کو انکے ایمان اور رجوع کی خبر نہیں پہنچی تہی اور اس وہم میں تہا
کہ باوجود کفر پر باقی رہنے کے عذاب سے بچ گئے اسلئے اسنے کہا کہ میری پیشگوئی خلاف واقعہ نکلی سو اسکا دندان شکن جواب ذیل میں
لکہتا ہوں جو سیوطی نے زیر آیت وان یونس الخ لکہا ہے قال واخرج ابن جریر وابن ابی حاتم عن ابن عباس قال بعث
الله یونس الی اهل قریة فردوا علیه فامتنعوا منه فلما فعلوا ذلك اوحی الله الیه انی مرسل علیهم العذاب فی یوم
کذا وکذا فاخرج من بین اظهرهم فاعلم قومه الذی وعدهم الله من عذابه ایاهم ... فلما کانت اللیلة التی وعد العذاب
فی صبیحتها فراه القوم فحذروا فخرجوا من القریة الی براز من ارضهم وفرقوا کل دابة وولدها ثم عجوا الی الله وانابوا
واستقالوا فاقالهم الله وانتظر یونس الخبر عن القریة واهلها حتی مر به مار فقال ما فعل اهل القریة قال فعلوا ان
خرجوا الی براز من الارض ثم فرقوا بین کل ذات ولد وولدها ثم عجوا الی الله وانابوا فقبل منهم واخر عنهم العذاب فقال
یونس عند ذلك لا ارجع الیهم کذابا ومضی علی وجهه یعنی ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے یہ حدیث لکہی ہے کہ خدا

نے یونس نبی کو ایک بستی کیطرف مبعوث کیا پس اُنہون نے اسکی دعوت کو نہ مانا اور رک گئے سو جبکہ اُنہون نے ایسا کیا تو خدا تعالے
نے یونس کیطرف وحی بہیجی کہ مین فلان دن مین اُنپر عذاب نازل کرونگا سو یونس نے اُس قوم کو اچھی طرح سمجھا دیا کہ فلان تاریخ کو تمپر
عذاب نازل ہوگا اور اُنہین سے نکل گیا پس جبکہ وہ رات آئی جسکی صبحکو عذاب نازل ہونا تہا سو قوم نے عذاب کے آثار دیکھے
سو وہ ڈر گئے اور اپنی بستی سے ایک وسیع میدان مین نکل آئے جو اُنہین کے زمین کی حدود مین تہا اور ہریک جانور کو اُسکے
بچے سے علیحدہ کر دیا یعنے رحیم خدا کے رجوع دلانیکے لئے حیلہ سازی کی جو شیر خوار بچون کو خواہ وہ انسانون کے تہے
یا حیوانون کے اُنکی ماؤن سے علیحدہ پہینکدیا اور اِس مفارقت سے ایک قیامت کا شور اُس میدان مین برپا ہوا ماؤن
کو اُنکے شیر خوار بچون کو جنگل مین دوڑا لینے سے سخت رقت طاری ہوتی اور اُس طرف بچون نے بہی اپنی پیاری ماؤن سے
علیحدہ ہوکر اور اپنے تئین اکیلے پاکر دردناک شور مچایا اور اِس کارروائی کے کرتی ہی سب لوگون کے دل درد سے بہر گئے
اور نعرے مار مار کر اُنہون نے اللہ تعالی کیطرف تضرع کیا اور اُس سے معافی چاہی تب رحیم خدا نے جسکی رحمت سبقت
لیگئی ہے یہ حال زار اُن کا دیکہہ کر اُنکو معاف کر دیا اور ادہر حضرت یونس عذاب کے منتظر تہے اور دیکہتے تہے کہ آج
اُس بستی اور اُسکے لوگون کی کیا خبر آتی ہے یہانتک کہ ایک رہگذر مسافر اُنکے پاس پہنچ گیا اُنہون نے پوچہا کہ اس
بستی کا کیا حال ہے اُس نے کہا کہ اُنہون نے یہ کارروائی کی کہ اپنی زمین کے ایک وسیع میدان مین نکل آئے اور
ہریک بچہ کو اُسکی مان سے الگ کر دیا پہر اِس دردناک حالت مین اُن سب کے نعرے بلند ہوئے اور تضرع کی اور
رجوع کیا سو خدا تعالی نے اُنکی تضرع کو قبول کر لیا اور عذاب مین تاخیر ڈالدی پس یونس نے ان باتون کو سنکر کہا کہ جبکہ
حال ایسا ہوا یعنے جبکہ اُنکی توبہ منظور ہو گئی اور عذاب ٹل گیا تو مین کذاب کہلا کر اُنکی طرف نہین جاؤن گا سو وہ مکذب ہے ✝

✝ نوٹ - یونہ یعنی یونس نبی کی کتاب مین جو بائبل مین موجود ہے باب ۳ آیت ۴ مین لکہا ہے - اور یونہ شہر مین (یعنی نینوہ مین) داخل ہونے لگا
اور ایک دن کی راہ جاکے منادی کی اور کہا چالیس اور دن ہونگے تب نینوہ برباد کیا جائیگا - ۵ تب نینوہ کے باشندون نے خدا پر
اعتقاد کیا اور روزہ کی منادی کی اور سب نے چہوٹے بڑے تک ٹاٹ پہنا - ۱۰ اور خدا نے اُنکے کامون کو دیکہا کہ وہ اپنی بری راہ
سے باز آئے تب خدا اُس بدی سے کہ اُس نے کہی تہی کہ مین اُن سے کرونگا پچہتا کے باز آیا اور اُس نے اُن سے وہ بدی نہ کی باب ۴
پر یونہ اِس سے ناخوش ہوا اور نپٹ رنجیدہ ہو گیا - ۲ اور اُس نے خداوند کے آگے دعا مانگی - ۳ اب اے خداوند مین تیری منت کرتا
ہون کہ میری جان کو مجہسے لیلے کیونکہ میرا مرنا میرے جینے سے بہتر ہے - تم کلامہ - اب اے شیخ جی ذرا آنکہین کہولکر
دیکہو کہ یونس نبی کی کتاب سے بہی قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ موت کا عذاب ٹل گیا اور یہ بہی یقینی طور پر ثابت ہو گیا کہ اِس پیشگوئی
مین کوئی شرط نہ تہی اِسی لئے تو یونس نے رنجیدہ ہوکر دعا کی کہ اب میرا مرنا بہتر ہے شیخ جی اب تو آپ ہریک پہلو
سے قابو مین آ گئے آپ عام جلسہ مین بمقام لاہور عہد کر چکے ہو کہ مین اس بات کی قسم کہاؤن گا کہ موت کا عذاب نہین ٹلتا

اب قسم کہا دین تا خدا تعالی جہوٹے کو واصل جہنم کرے ورنہ یہ سخت بے ایمانی ہوگی کہ قسم کہانیکا عہد کر کے پہر توڑ دیا جاوے
اور اگر آپنے قسم نہ کہائی تو یہی سمجہا جائیگا کہ صرف دو سو روپیہ کے طمع نفسانی نے آپ مین یہ جوش پیدا کر دیا تہا اور پہر جب قسم کہانے
کی کوئی راہ نہ دیکہی تو اندر ہی اندر وہ جوش تحلیل پا گیا اور بجائے اسکے اپنی بیوقوفی پر ایک ندامت باقی رہ گئی مگر کیا تعجب

ڈر کر اُس ملک سے نکل گیا - اب فرمائیے شیخ جی ابھی تسلی ہوئی یا کچھ کسر ہے ظاہر ہے کہ اگر وحی قطعی عذاب کی نہ ہوتی اور کوئی دوسرا پہلو ایمان لانے کا قوم کو بتلایا ہوتا تو وہ میدان میں ایسی دردناک صورت اپنی نہ بناتے بلکہ شرط کے ایفاء پر عذاب ٹل جانے کے وعدہ پر مطمئن ہوتے ایسا ہی اگر حضرت یونس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے علم ہوتا کہ ایمان لانے سے عذاب ٹل جائیگا تو وہ کیوں کہتے کہ اب میں اُس قوم کی طرف نہیں جاؤنگا کیونکہ میں انکی نظر میں کذاب ٹھہر چکا جبکہ وہ سن چکے تھے کہ قوم نے توبہ کی اور ایمان لے آئی پس اگر یہ شرط بھی انکی وحی میں داخل ہوتی تو انکو خوش ہونا چاہئے تھا کہ پیشگوئی پوری ہوئی نہ یہ کہ وہ وطن چھوڑ کر ایک بھاری مصیبت میں اپنے تئیں ڈالتے قرآن کا لفظ اِسی پر دلالت کر رہا ہے کہ وہ سخت ابتلا میں پڑے اور حدیث نے کیفیت ابتلا کی یہ بتلائی پس اب بھی اگر کوئی شیخ و شاب منکر ہو تو یہ صریح اسکی گردن کشی ہے -

اور ہم اس مضمون کو اِسپر ختم کرتے ہیں کہ اگر ہم سچے ہیں تو خدا تعالیٰ ان پیشگوئیوں کو پورا کر دیگا اور اگر یہ باتیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہیں تو ہمارا انجام نہایت بد ہوگا اور ہرگز یہ پیشگوئیاں پوری نہیں ہونگی -

ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین اور میں بالآخر دعا کرتا ہوں کہ اے خدای قادر و علیم اگر آتھم کا عذاب مہلک میں گرفتار ہونا اور احمد بیگ کی دختر کلان کا آخر اِس عاجز کے نکاح میں آنا یہ پیشگوئیاں تیری طرف سے ہیں تو انکو ایسے طور پر ظاہر فرما جو خلق اللہ پر حجت ہو اور کور باطن حاسدوں کا منہ بند ہو جاوے - اور اگر اے خداوند یہ پیشگوئیاں تیری طرف سے نہیں ہیں تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر اگر میں تیری نظر میں مردود اور ملعون اور دجال ہی ہوں جیسا کہ مخالفوں نے سمجھا ہے اور تیری وہ رحمت میرے ساتھ نہیں جو تیرے بندہ ابراہیم کے ساتھ اور اسحاق کے ساتھ اور اسمٰعیل کے ساتھ تھی اور یعقوب کے ساتھ اور موسیٰ کے ساتھ تھی اور داؤد کے ساتھ تھی اور مسیح ابن مریم کے ساتھ تھی اور خیر الانبیاء محمد صلعم کے ساتھ تھی اور اِس اُمت کے اولیاء کرام کے ساتھ تھی تو مجھے فنا کر ڈال اور ذلتوں کے ساتھ مجھے ہلاک کر دے اور ہمیشہ کی لعنتوں کا نشانہ بنا اور تمام دشمنوں کو خوش کر اور انکی دعائیں قبول فرما لیکن اگر تیری رحمت میرے ساتھ ہے اور تو ہی ہے جس نے مجھ کو مخاطب کر کے کہا انت وجیہ فی حضرتی اخترتک لنفسی اور تو ہی ہے جسنے مجھ کو مخاطب کر کے کہا یحمدک اللہ من عرشہ اور تو ہی ہے جس نے مجکو مخاطب کر کے کہا یا عیسی الذی لا یضاع وقتہ اور تو ہی ہے جسنے مجھ کو مخاطب کر کے کہا الیس اللہ بکاف عبدہ اور تو ہی ہے جس نے مجھ کو مخاطب کر کے کہا قل انی امرت وانا اول المومنین اور تو ہی ہے جو غالباً مجھے ہر روز کہتا ہے انت معی وانا معک تو میری مدد کر اور میری حمایت کے لیے کھڑا ہو جا وانی مغلوب فانتصر ٠٠

راقم خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور ۲۷ - اکتوبر ۱۸۹۴ء

تعداد اشاعت .... ۴۰۰ ریاض ہند امرتسر

جو شخص اس فتح نمایاں کو قبول نہیں کرتا خواہ وہ امرتسری ہو یا غزنوی یا لدھیانوی یا دہلوی یا بٹالوی وہ سراسر ظلم کرتا ہی اور خبردار رہی کہ خدا تعالی کی ظالموں اور کاذبوں پر لعنت ہے جب تک عبد اللہ آتھم ہزار روپیہ لیکر ایسا دشمن اسلام نہو لے اور حضرت مسیح کو خدا سمجھنی کا اقرار نہ کرلے اور پھر اُسپر ایک برس بخیر نگذر جائے ہم کسی طرح سی کاذب نہیں ٹھیر سکتے۔ ہمیں اپنی الہام سی خدا تعالی نے جتلا دیا ہی کہ اُسنے عظمت اسلام قبول کرکے اور اسلامی پیشگوئی کی وجہ سے اپنی پر ہم و غم لیکر شرط الہامی سے فایدہ اُٹھالیا۔ اب اگر بغیر اس التماس کے کوئی شخص ہمارا نام کاذب رکھے اور ہمیں مغلوب خیال کری تو وہ کاذب اور مورد لعنت اللہ علی الکاذبین ہے اُسکو چاہیئے کہ عبد اللہ آتھم کے پاس جا کر ہاتھ پیر جوڑے اور بہت خوشامد کرے۔ کہ وہ شرط مذکورہ کی پابندی سے ہزار روپیہ الٹ مجھ سے لیلے اور اس قطعی فیصلہ کیلئے بالمقابل کھڑا ہو جائے۔ ورنہ غزنوی صاحب یعنی مولوی عبد الحق صاحب غزنوی بھی یاد رکھیں کہ اس بحث میں عیسائی مغلوب ہوئے ہیں۔ اُنکے فریق پر خدا تعالی نے ہر طرح سے آفت اور ذلت ڈالی چنانچہ اُس فریق میں سے ایک پادری صاحب تو فوت ہو گئے ہیں اور دو مرگ کے بچے اور بعضوں کے گلے میں ہزار لعنت کی ذلت کا رسہ پڑ گیا۔ جس رسہ سے وہ اپنی گردنوں کو چھوڑا نہ سکے۔ اب ایمانا کہو فتح کسکی ہوئی۔ اور مباہلہ کا بد اثر کس پر پڑا خدا تعالی سے ڈرو اور بیحد نہ جاؤ وہ تجاوز کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا توبہ کرو تا توبہ کا پھل پاؤ۔ غضب کی بات ہی کہ خدا تعالی نے تو اُس پیشگوئی کے بعد فریق مخالف کے ہر یک فرد پر قہر نازل کیا موت نازل کی ذلت نازل کی بیماری نازل کی خوف نازل کیا اور پھر بھی کہا جاتا ہی کہ عیسائی غالب رہے ہیں۔ لوگو ایک دن مرنا ہے یا نہیں۔ بیشک عیسائیوں کی حمایت کرو اور مسیح کو چھوڑ دو رب العرش دیکھ رہا ہی کہ تم کیا کر رہے ہو۔ جو شخص در حقیقت عزت پاگیا تم اسکو ذلیل نہیں کر سکتے۔ اے غزنوی گروہ کے لوگو خوب سوچ لو کہ تمہارا مباہلہ تم پر پڑا اپنے جھوٹے اشتہاروں سے شرم کرو اور یہہ میرا تمام رسالہ غور سے پڑھو تا تمہیں معلوم ہو۔ والسلام علی من اتبع الہدی۔

خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور